مدیرِ اعلیٰ
حافظ عبد الرحمن مدنی
حفظہ اللہ
مدیر
ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

355

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

مُحدِّث

مئی ۲۰۱۲ء

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

مجلس التحقیق الاسلامی

۱۱ اُمتِ مسلمہ کو درپیش خطرات اور ہمارا فریضہ
۲ مسئلہ تکفیر و خروج اور علماء کی ذمہ داری
۹۱ آہ اُستاذی... ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ
۴۹ اہلحدیث کے فتاویٰ کے مجموعوں کا تعارف

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اَعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی   مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے   زرِ سالانہ: ۲۰۰روپے بیرون ملک: ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر ربینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔   ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476   موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com __   www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدّث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی و اِصلاحی مجلہ

ماہنامہ

مُحدِّث

لاہور پاکستان

مُدیر اعلیٰ
حافظ عبد الرحمن مدنی

مُدیر
ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

only for SMS
0333-4213525

شمارہ ۳۵۵ جلد ۴۴ — مئی ۲۰۱۲ء ... جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ — عدد ۵

محتویات

فکر و نظر	مسئلہ تکفیر وخروج اور علما کی ذمہ داری	ڈاکٹر حافظ حسن مدنی	۲
ملتِ اسلامیہ	اُمت مسلمہ کو درپیش خطرات اور ہمارا فریضہ	شیخ علی عبد الرحمن حذیفی	۱۱
دار الافتاء	ضعیف وموضوع احادیث اور اُصول حدیث؟	محمد فاروق رفیع	۳۱
عالم اسلام	مصر کی حزب النور سے بکثرت کئے جانیوالے سوالات	نعیم ناصف	۳۶
	امریکی جارحیت کے گیارہ سال؛ ایک جھلک	عاطف بیگ	۴۱
فقہ واجتہاد	اہل حدیث اور فتویٰ نویسی؛ قیام پاکستان کے بعد	ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر	۴۹
تعلیم و تعلّم	وزیر اعلیٰ پنجاب کی تعلیمی و دینی ہولناکیاں	حافظ محمد اشرف	۶۲

تذکرہ ڈاکٹر مولانا حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ

سوانح حیات	مفکرِ اسلام حافظ عبد الرشید اظہر	پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی	۷۶
تذکرہ و تاثرات	ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر؛ کچھ یادیں کچھ باتیں	ڈاکٹر حافظ حسن مدنی	۷۹
	آہ اُستاذی ... حافظ عبد الرشید اظہر	اُمّ عبد الرب فوزیہ کیلانیہ	۹۰
		انجینئر عبد القدوس سلفی	
	سابق مدیر مکتب الدعوۃ کا تعزیتی قصیدہ	شیخ عبد العزیز العتیق	۱۱۲
	علامہ عبد الرشید اظہر؛ جو بھلائے نہ جاسکیں گے!	خالد سیال	۱۱۳
پریس ریلیز	حافظ عبد الرشید اظہر کے قاتلوں کو فوری سزا کا مطالبہ	جمعیت اہلحدیث کویت	۱۲۸

زرِ سالانہ = /۳۰۰ روپے
فی شمارہ = /۳۰ روپے

بیرونِ ملک
زرِ سالانہ = /۲۰ ڈالر
فی شمارہ = /۲ ڈالر

Monthly Muhaddis
A/c No:984-8
UBL-Model Town
Bank Squre Market, Lahore.

ترسیل کی شکایات
اور انتظامی اُمور کیلئے
محمد اصغر
03054600861

دفتر کا پتہ
۹۹ جے،
ماڈل ٹاؤن
لاہور 54700

042-35866476
35866396
Email:
muh@liu.edu.pk

Publisher:
Hafiz Abdur Rahman Madni
Printer:
Shirkat Printing Press, Lahore
Designing (Abdul Wasea)
Crystal Art Lahore 0323-7471862-1

Islamic Research Council

مُحدِّث کتاب وسنت کی روشنی میں آزادانہ بحث وتحقیق کا حامی ہے اِدارہ کا مضمون نگار حضرات سے کُلی اتفاق ضروری نہیں!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ تکفیر و خروج اور علما کی ذمہ داری

اسلام اور اہل اسلام پر استعماری یلغار کے پس منظر میں، مختلف اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان کے دینی منظر نامے میں 'تکفیر و خروج' اور جہادی منہج کا مسئلہ بڑی اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ سادہ الفاظ میں تکفیر و خروج کی یہ بحثیں اس صورتحال میں اُبھر رہی ہیں، جب روس کے زوال کے بعد امریکہ دو دہائیاں قبل عالمی استعمار کی ہمراہی میں، نیو ورلڈ آرڈر کی تکمیل کرتے ہوئے عالم اسلام پر چڑھ دوڑا ہے۔ امریکہ کی عراق، خلیجی ممالک، پھر افغانستان، عراق، پاکستان اور صومالیہ ویمن میں ملتِ اسلامیہ پر جارحیت کا جواب نوجوانانِ اُمت نے جس طرح دینے کی کوشش کی ہے، اس میں جہادی گروہوں کے جوابی اقدامات کے طور پر یہ مباحث غیر معمولی اہمیت کے حامل ہو جاتے ہیں کیونکہ نوجوانانِ ملت انہی نظریات پر اس جارحیت کی مزاحمت اور اپنے دفاع کو منظم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

چند برسوں سے استعماری ادارے اور مغربی این جی اوز بھی اس موضوع کو خاصا اُچھال رہی ہیں اور اس پر دیگر سماجی حلقوں کی طرح علما کی آرا جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حال ہی میں گوجرانوالہ سے شائع ہونے والے مجلّہ 'الشریعہ' کا مارچ ۲۰۱۲ء کا ۲۶۰ صفحات پر محیط ایک ضخیم شمارہ بھی اسی موضوع پر سامنے آیا ہے جس میں فی زمانہ جہاد کی مشروعیت پر کئی پہلوؤں سے سوالیہ نشان پیدا کر دیے گئے ہیں اور اُمتِ مسلمہ میں صدیوں سے چلے آنے والے روایتی و شرعی نظریہ جہاد کے متبادل موقف کو دلائل سے مزین کر کے تفصیل کے

---

۱ تکفیر سے مراد 'کسی مسلمان کو کافر قرار' دینا ہے۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کے حکمرانوں کو کفار سے دوستی، اہل اسلام پر زیادتی، شریعتِ الٰہیہ کی بجائے انسانوں کے بنائے قوانین کو نافذ کرنا، دین کا استہزا کرنا اور اسے طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا یا اپنے شرعی فرائض کو انجام دینے میں مجرمانہ غفلت کرنا وغیرہ کی بنا پر اُن کی تکفیر کی جا رہی ہے۔ 'خروج' سے مراد مسلمانوں کا اپنے حکمران کی اطاعت چھوڑ دینا، اُس کے خلاف آواز اُٹھانا اور بعض انتہائی صورتوں میں اپنے حکمرانوں کے خلاف کھلم کھلا جنگ و قتال کرنا اور اسے معزول کرنے کی جدوجہد کرنا وغیرہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ پیش کر دیا گیا ہے۔ حنفی مکتبِ فکر کے ترجمان اس مجلّہ کے بارے میں بعض حنفی اہل علم ودانش کا یہ تبصرہ بھی پڑھنے میں آیا ہے کہ 'الشریعہ' کے اس شمارے میں مرزا قادیانی کی دہائیوں بھر کی خلافِ جہاد کاوشوں کو نئے پیرا ہن میں مرتب کر کے، اس خاص اشاعت کے ذریعے از سر نو قادیانی نظریات کی منظم ترجمانی کی جارہی ہے۔ مولانا سرفراز صفدر کے فرزندِ گرامی مولانا زاہد الراشدی اور ان کے بیٹے جناب عمار ناصر خاں کے زیر ادارت شائع ہونے والے مجلّہ الشریعہ پر کڑی تنقید بھی اسی خانوادہ کے دوسرے مجلّے ماہنامہ 'صفدر' کے اوراق میں شائع ہوئی ہے۔ مستقبل قریب میں بھی مجلّہ الشریعہ کے اس شمارے اور پیش نظر موضوع کے متعدد پہلوؤں کو زیر بحث لایا جاتا رہے گا۔

راقم نے دو ماہ قبل اس حوالے سے تفصیلی مضمون تحریر کیا تھا جس میں اسی موضوع پر منعقد ہونے والی ایک مجلس کی رپورٹ پیش کی گئی تھی، اس مضمون کو بعض معاصر رسائل نے دوبارہ شائع کر کے اپنے حلقہ قارئین تک بھی پہنچایا ہے۔ اس کے بعد بعض حضرات کی طرف سے یہ مطالبہ سامنے آیا کہ آپ کا اس ضمن میں بالاختصار موقف کیا ہے، اس کی وضاحت فرمادیں۔ چنانچہ ہمارے موقف کا خلاصہ نکات کی صورت میں حسبِ ذیل ہے:

① ہم پاکستان کے موجودہ حالات میں سیاسی تکفیر وخروج کے قائل نہیں ہیں۔ تکفیر نہ تو اسلام کا کوئی منہاجِ دعوت ہے اور نہ ہی کوئی اُسلوبِ جہاد۔ بلکہ یہ تو مظلوموں کا ایک سیاسی آلہ ہے اپنی مزاحمت کو تقویت دینے کا، یا اپنی سیاسی دعوت میں تاثیر پیدا کرنے کی ایک کوشش ہے جیسا کہ علامہ محمد ناصر الدین البانی کا یہ موقف مشہور ہے کہ توحید حاکمیت وغیرہ کی بحثیں شریعت سے بڑھ کر پیش نظر سیاسی مصالح ومقاصد کا تقاضا ہیں۔ جہاں تک خروج کی بات ہے تو یہ خلافتِ اسلامیہ کا ایک سیاسی تصور ہے جس کی اُصولاً مشروعیت کے بعد اس سلسلے میں بہت سی شرائط اور حکمتیں پیش نظر رکھنا ہوتی ہیں، تاہم پاکستان میں اس وقت خروج کا بھی کوئی مسئلہ درپیش نہیں ہے کیونکہ پاکستان میں اگر اسلامی حکومت ہوگی تو اُسی صورت میں خروج کا سوال پیدا ہوگا۔ یوں بھی مزاحمت وانتقام لینے والوں نے اپنی سرگرمیوں کو کبھی خروج سے تعبیر ہی نہیں کیا۔ غرض موجودہ حالات میں تکفیر وخروج دونوں ہی غلط منہاج ہیں، اور جن لوگوں کو اِس کا داعی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا جاتا ہے تو اس اساس پر اپنی دعوت کو مستحکم کرنے والے غلطی پر ہیں۔ جب ہلاکت وبربریت کا شکار لوگ اپنے دفاع، انتقام اور غصّے کے اظہار کے لئے میدان میں نکل آتے ہیں تو اُن کی مزاحمت کو خروج سے تعبیر کرنا، امریکہ و مغرب نواز اداروں کا کارنامہ ہے تاکہ اس طرح خروج کے بارے شریعتِ اسلامیہ میں موجود سخت احکام وشرائط کا اُنہیں مخاطب بناکر آخر کار شریعتِ اسلامیہ کی تائید سے محروم کیا جائے۔ گویا یہ موقف اور اس کا دفاع دونوں ہی خلطِ مبحث اور فکری ڈپلومیسی کا شاخسانہ ہیں جس کو غیروں نے بلاوجہ ہم پر ٹھونس دیا ہے۔

② جس طرح ہم جارحانہ مزاحمت کو غلط سمجھتے ہوئے بھی اُن لوگوں سے دلی ہمدردی رکھتے اور ان کے بارے میں انتہائی فکر مند ہیں جو عالمی طاقتوں کے ظلم کا نشانہ بنے ہیں، اسی طرح اپنے ان پاکستانی بھائیوں سے بھی ہم دلی ہمدردی رکھتے ہیں جو امریکی جارحیت کا شکار ہونے والوں کے جوابی غم وغصہ کا شکار ہوئے ہیں۔ بعض لوگوں نے سیاسی تکفیر کا جو سلسلہ شروع کیا ہے، تو تکفیر کی یہ سیاسی حکمتِ عملی دراصل ظلم وستم کا ردِّ عمل ہی ہے اور اپنے اوپر ہونے والے ظلم وستم کا شکار ہونے کی وجہ سے ہمارے تکفیری بھائی مظلوم ومجبور ہیں، چنانچہ ہم اُن کی ہمدردی اور مظلومیت کا اعتراف کرتے ہوئے اُن کے موقف کو غلط سمجھتے اور ان پر ہونے والے استعماری مظالم کے مداوے کی مؤثر تدبیر واقدام کے لئے کوشاں ہیں۔

③ یہ صورتِ حال ہر ملک کے لحاظ سے مختلف ہے۔ پاکستان وافغانستان میں یہ ظلم وستم انتہا درجے پر پہنچا ہوا ہے جبکہ سعودی عرب میں تکفیر کا منہج اختیار کرنے والے ہمدردی کے مستحق بھی نہیں۔ سعودی عرب میں جو لوگ اس غلط منہاج کے پیرو ہیں، اُنہیں حکمرانوں میں پائی جانے والی بعض کوتاہیوں پر صبر کرنا اور حکمت وموعظہ حسنہ کے ساتھ اُن کی اصلاح کی مؤدبانہ جستجو کرنا چاہئے۔ اسلام کی رو سے حکمران کے شخصی کردار سے اُس کا وظیفہ حکومت یعنی کارکردگی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اور یہ مسلّمہ حقیقت ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ سعودی حکمرانوں نے دنیا بھر کے مسلم ممالک میں نہ صرف سب سے زیادہ اسلام کو اپنے وطن میں نافذ کر رکھا ہے، اسی خالص اسلام 'سلفیت' پر وہ مفتخر و مستقیم ہیں بلکہ عملاً اُن کے ہاں غیر مسلموں سے پائی جانے والی قربت بھی ڈپلومیسی اور عالمی سیاست کا ایک تقاضا اور ضرورت ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ یہی سعودی حکومت ہے جو درحقیقت سعودی عرب کے اندر بلکہ دنیا بھر میں بھی نظری اور فکری طور پر اسلام کی سب سے بڑی محافظ و پشتیبان ہے۔ کیا یہ امر چشم کشا نہیں کہ عالمی سیاست کے میدان میں ایک دوسرے کی بظاہر حلیف ریاستیں (امریکہ وسعودی عرب) نظریاتی طور پر اسلام و کفر کی نمائندہ و قائد ہونے کے ناطے ایک دوسرے کی عین نقیض و متضاد کھڑی نظر آتی ہیں۔ وہاں سے مجاہدین کے مطالبوں کے مطابق امریکی دستے نکل چکے ہیں، اور جس وقت یہ دستے وہاں موجود تھے تب بھی یہ پاک وافغان سرزمین کی طرح کھلم کھلا دندناتے نہیں پھرتے تھے۔ سعودی حکمرانوں کی شخصی حامیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا، اور نوجوانانِ اُمت کو اُن سے متنفر کرنا، دوسری طرف سعودی معاشرے کی خوبیوں کو نظر انداز کرنا دراصل ملتِ اسلامیہ کے دشمنوں کا طریقۂ واردات ہے۔

④ تکفیر و خروج کے اس مزعومہ منظر نامے کے پانچ مختلف کردار ہیں۔ پہلے کردار 'عالمی استعمار' کو ہم اصل مجرم سمجھتے ہیں جو اقتصادی و نظریاتی اہداف کے لئے ملت اسلامیہ کو آسان شکار سمجھ کر اس پر حملہ آور ہے۔ اور پاکستان جیسے مسلم ممالک کے حکمران اُن کے مقاصد پورے کر کے ظالم کی مدد اور اپنی قوم و اسلام کے خلاف اقدامات کر رہے ہیں۔ یہ حکمران ظالم کے مددگار اور فاسق و ظالم ہیں، لیکن اس کا نتیجہ یہ نہیں نکلتا کہ اُس سے یہ حکمران اسلام سے نکل کر کفر کے دائرے میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس لئے ایسے حکمرانوں کو، جو اس منظر نامے کا دوسرا کردار ہیں، ہم بدترین ظالم قرار دیتے ہیں۔ ان پر کوئی واضح حکم عائد نہ کرنے کی بنیادی وجہ اُن کی طرف سے اپنے اقدامات کی متعدد تاویلات اور بظاہر اسلام کا دعویٰ ہے۔ جہاں تک تیسرا کردار مظلوم سرحدی مسلمان ہیں تو اُن کے ساتھ ملتِ اسلامیہ کی فرنٹ لائن ہونے کے ناطے سنگین زیادتی ہو رہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کا نتیجہ وہ انتہا پسندانہ اقدامات کی صورت میں دینے پر اس لئے مجبور ہیں کہ اُن کے پاس اپنے سے ظلم کے دفاع کا کوئی راستہ نہیں ہے اور باقی مسلمان بھی اُن کے بارے میں اپنی مدد و نصرت کی ذمہ داری سے غافل ہو کر، اُن کو مغربی میڈیا کا ہم نوا بنتے ہوئے بدترین تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ اس تیسرے کردار یعنی مظلوم سرحدی مسلمانوں کا تکفیر و بغاوت کا رویہ اختیار کرنا غلط اور غیر شرعی ہے، ایسے ہی اپنے ظالم مسلمان بھائیوں کے خلاف کسی بھی درجہ میں دہشت گردانہ کاروائیوں میں ملوث ہونا یا اُن کی تحسین کرنا حکمتِ دین کے تقاضوں کے بھی سراسر خلاف ہے۔ اس منظرنامے کے چوتھے کردار علماے پاکستان جو غیر متاثرہ پاکستانیوں کی ذہن سازی کرتے اور ان مظلوم مسلمانوں کی شرعی رہنمائی کے ذمہ دار ہیں، کا جہاں تک تعلق ہے تو علماے پاکستان کا یہ شرعی فرض ہے کہ اس ظلم کے خاتمے کے جائز راستے تلاش کریں، اس پر مجالس و مباحثے منعقد کریں اور اپنے مظلوم بھائیوں کی اپنے علم و عمل سے بھرپور مدد اور سرپرستی کریں، اس سے قبل کہ یہ ظلم اُن کو بھی اپنے گھیرے میں لے لے اور ان پر ظلم کے خلاف آواز اُٹھانے اور راستہ سجھانے والا کوئی نہ ہو، اس ظلم کے گرد اپنا گھیرا کس دیں۔ چونکہ علماے اسلام اپنی اس ذمہ داری کو پورا نہیں کر رہے، اس بنا پر مظلوم مسلمانوں کو اُن سے شکوہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اُن علما کو بعض اوقات مرجئہ قرار دے کر، ان سے اظہارِ ناراضگی کرتے ہیں۔ چوتھے کردار: علماے کرام کی کوتاہی اور یہ بدعملی کہ وہ کسی متبادل جائز راستہ کی جدوجہد نہیں کر رہے اور عوام الناس کی ذہن سازی نہیں کر رہے، کا یہ نتیجہ کہ اُن کو مرجئہ بنا دیا جائے، بھی درست نہیں۔ کیونکہ اِرجا کا تعلق دراصل نظریے سے ہے، نہ کہ عملی کوتاہی سے۔ اگر کوئی مسلمان بہترین اعمال تو کرتا ہو لیکن عقیدتاً عمل بالارکان کو ایمان کا رکن ثالث نہ سمجھتا ہو تو وہ مرجئی ہے، دوسری طرف جو مسلمان عمل کو ایمان کا رکن ثالث تو سمجھتا ہے لیکن شدید عملی کوتاہی کا مرتکب ہے تو وہ خارج از ایمان تو نہیں اور عقیدتاً اہل السنہ والجماعہ میں ہی شامل ہے لیکن وہ ناقص الایمان اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاسق وفاجر ہے، جیسا کہ ہمارے بہت سے حکمران اسی قسم کے تحت آتے ہیں۔ علما اگر ان پریشان کن حالات میں اپنا فرضِ منصبی ادا نہیں کر رہے تو یہ اُن کی بھی زیادتی ہے، جس کی ازبس اصلاح ہونی چاہئے۔ پانچواں کردار: عوام المسلمین ہیں جو اسی صورت پر راضی ہو کر مظلوموں پر ہونے والے ظلم پر آنکھیں بند کئے بیٹھے اور اپنے گھر تک آگ کے پہنچنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ صورتِ واقعہ پر غور کرنے کی بجائے وہ میڈیا کی زبان بول کر دہشت گرد امریکہ کو اپنا خیر خواہ اور اپنے پاکستانی بھائیوں کو 'دہشت گرد' قرار دے کر مطمئن ہوئے بیٹھے ہیں۔

⑤ الغرض اس منظر نامے کے پانچوں کرداروں یعنی عالمی استعمار جو برائی کی اصل جڑ ہے کا استیصال اور اس کا بھرپور جواب وخاتمہ ازبس ضروری ہے، دفاعِ ملت کے لئے تمام مسلمانوں کو منظم اور ٹھوس حکمتِ عملی فوری بنیادوں پر تشکیل دینی چاہئے... دوسرے کردار: حکمران جو برائی کے معاون وایجنٹ ہیں، ان کے خلاف ہر قسم کی جائز جدوجہد ہونی چاہئے نہ کہ تکفیر کا سیاسی ہتھکنڈا استعمال کیا جائے... مظلوم عوام کے ساتھ ہمدردی اور اُن سے ہونے والے ظلم کے مداوے کی جائز تدبیر تلاش کرنا چاہئے... اور چوتھے کردار: علما کو اپنی مثبت ذمہ داریوں کو تن دہی سے انجام دینا اور شرعی رہنمائی کے لئے مجالس ومباحث منعقد کرنا چاہئیں، اوران فاسق حکمرانوں کی شرعی حیثیت کے بارے میں متفقہ طور پر فتویٰ جاری کرنا چاہئے۔ جب مسلمانوں کے تمام عناصر کوتاہیوں کا مرقع ہیں تو مسئلہ حل کیسے ہو گا؟... ان حالات میں انتہا پسندی اور تشدد کے رجحانات کو ہی ہوا ملے گی اور معاملہ مزید اُلجھے گا اور یہی منظر نامہ ہماری مشکلات کا سبب ہے!!

⑥ اندریں حالات پاکستانی عوام اور علما نے اصلاحِ احوال کی کوئی تدبیر نہیں کی، لیکن ان پر ظلم کرنے والا استعمار اپنے مختلف النوع اداروں کے ذریعے، علما کو مزید غلط مقاصد کے لئے بروئے کار لارہا ہے۔ یہ استعمار جیسا کہ میڈیا کے ذریعے اپنا ذہن ہر جگہ پھیلا کر قوم کو منتشر کر چکا ہے، اسی طرح یہ بھی چاہتا ہے کہ اپنی جارحیت کے خلاف ایک طرف تو علما میں پائے جانے والے مختلف رجحانات معلوم کر کے، اُن کے سدِباب کی حکمتِ عملی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشکیل دے تو دوسری طرف بحث کے ایسے آغاز سے، وہ علما کی زبان سے اِن مظلوموں کے خلاف جارحانہ تاثرات حاصل کرنے کا بھی متمنی ہے جس سے یہ تکفیر وبغاوت کے منہج پر عمل پیرا مظلوم مسلمان معاشرے میں مزید اکیلے اور تنہا ہو جائیں۔ راقم مغرب کی زیر اثر این جی اوز جیسے پاکستان انسٹیٹیوٹ آف پیس سٹڈیز وغیرہ کے تکفیر وخروج کے علما کے مابین مباحثوں کو اسی تناظر میں دیکھتا ہے کہ اس سے مغرب کو علما کے رجحانات جاننے اور ان کے سدباب کی تیاری کا موقع ملتا ہے، کیونکہ یہ تمام خطابات اور مباحثے استعماری اداروں میں ترجمہ ہو کر پہنچتے ہیں تو دوسری طرف مغرب تکفیر وخروج کے نام پر علما سے مظلوموں کی مدد کی بجائے اُن کی مذمت کا کام لینا چاہتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی مغرب زدہ این جی او کو کسی ایسے فقہی مسئلے کی شرعی حیثیت سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے جس کا مفہوم و مقصد عوام الناس تو کجا خواص کو بھی علم نہیں ہے۔ مغرب یا اس کے زیر اثر اداروں نے کب سے کسی اسلامی فقہی تصور کی شرعی حیثیت کے نکھار کی دینی خدمت انجام دینا شروع کر دی ہے؟ دراصل بحث کو اصل پس منظر سے شروع کرنے کی بجائے یہاں سے آغاز کرنے کا اس کے سوا کوئی مقصد نہیں کہ خروج کی مذمت کی احادیث پڑھ پڑھ کر، مظلوم مسلمانوں پر مزید معنوی ظلم وستم بروئے کار لایا جائے۔ علما اگر اِن سے ظلم کے خاتمے کی مؤثر جدوجہد کرنے سے محروم ہیں تو مغرب زدہ این جی اوز کے کھلے پیسوں اور فائیو سٹار ہوٹلوں میں ایک دعوتِ طعام وقیام کے نام پر کم از کم اہل اسلام پر تو معصومیت بھرا ظلم نہ ڈھائیں۔ یہ اسلامی حکمتِ عملی کے منافی اور کلمہ حق کے نام پر باطل کی تائید ہے۔ یاد رہے کہ مظلوموں کی نری تکفیر کی مذمت پر اکتفا کر لینا کوئی کامل دینی تقاضا نہیں بلکہ یہاں تک استعمار کا بھی مفادِ مشترک ہے۔ اس کے بعد مثبت راستے کی تلاش، جستجو اور اس کے لئے محنت کرنا اصل مثبت ذمہ داری اور فریضہ ہے جس سے لگاتار انحراف کیا جا رہا ہے۔

ⓔ اس اہم ترین قومی بحران کا حل، علما کو ذمہ دار مباحثوں اور بھرپور اقدامات کے ذریعے دینا چاہیے جیسا کہ اس کی ایک شکل 'دفاعِ پاکستان کونسل' کی شکل میں امریکی جارحیت کی شدید مذمت کی صورت میں سامنے آئی ہے اور امریکہ نے ان پر اظہارِ ناپسندیدگی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے اپنے سفیر کے ذریعے پاکستانی حکومت سے ان کے خاتمے کا مطالبہ بھی کیا ہے۔اسی طرح اس سرگرمی سے انتہائی ناراض ہو کر جماعت الدعوۃ کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید اور دیگر رہنماؤں کے سروں کی قیمتیں مقرر کر دی ہے۔حافظ صاحب اور دیگر رہنماؤں کے بارے میں امریکہ کا یہ رویہ سراسر دہشت گردی، ہٹ دھرمی اور عالمی قوانین سے مذاق کے مترادف ہے۔ یہ کفر کا وہی گٹھ جوڑ اور غم و غصہ ہے جس کی نشاندہی اللہ کے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان میں صدیوں پہلے کئی بار کی جاچکی ہے۔ جس مہذب دنیا کی رَٹ لگاتے لگاتے اہلِ مغرب کی زبانیں نہیں تھکتی تھیں، ان کی تہذیب و متانت کا بھانڈا اس دہشت مجسم بیان نے بیچ چوراہے کے پھوڑ دیا ہے اور عالمی اداروں، قومی رہنماؤں کی اس پر خاموشی مجرمانہ تغافل اور ظلم کی خاموش تائید کے سوا کچھ نہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کونسل کے مقاصد واہداف اور مساعی کو اسلام کے لئے خالص و یکسو کرے۔ امریکہ کا یہ اقدام اس حقیقت کو بھانپ لینے کا نتیجہ ہے کہ اگر یہ دفاعِ پاکستان کانفرنسیں جاری رہیں تو پوری قوم آخرکار امریکی و بھارتی مکارانہ سازشوں کے مقابل کھڑی ہو سکتی ہے اور اس وقت امریکہ اور اُس کی جارحیت کے شکار افغانی و سرحدی مسلمانوں سے مجرمانہ غفلت برتنے والی پوری پاکستانی قوم کا وَزن اور وِزن امریکہ مخالف پلڑے میں پڑ سکتا ہے۔ امریکہ کی یہ دھمکیاں گیدڑ بھبکیوں سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں اور آخرکار اللہ کی تدبیر کو ہی غالب ہونا اور باطل کو سرنگوں ہو کر رہنا ہے۔ سیاسی جلوسوں سے آگے بڑھتے ہوئے، سنجیدہ حکمتِ عملی، متاثرہ علاقوں میں آمد و رفت، ان کے مسائل سے آگہی، اور اُنکے حل کے لئے مؤثر لائحہ عمل کی تشکیل وقت کی اہم ترین ضرورت ہے جس کی طرف فوری توجہ کی جانی چاہئے۔

⑧ اربابِ دانش اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ موجودہ پریشان کن حالات پر قابو پانے کے لئے طویل جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ملتِ اسلامیہ کی اُصولی تائید کے وعدے کے ساتھ، تکوینی طور پر فوز و فلاح کے لئے ملتِ اسلامیہ کو کلی اتفاق سے ٹھوس عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔ دو سو سال سے ملتِ کفر کا گٹھ جوڑ اور اہل اسلام کی مسلسل نادانیاں اور بے اتفاقیاں اہل اسلام کو اس مقام پر لے آئی ہیں کہ چند دنوں میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظلم کا مداوا اور جارحیت کا کلّی خاتمہ ایک طفلانہ خواہش سے زیادہ کچھ نہیں۔ اگر اللہ کی یہ سنت ہوتی تو چند روز میں اللہ تعالیٰ محض عظیم قوتِ ایمانی کی بدولت دنیا کی سب سے عظیم و مقرب جماعت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جزیرہ عرب پر غلبہ عطا کرسکتے تھے، لیکن اس کے لئے اُنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی قیادت میں سالہا سال جستجو کرکے قربانیوں کی داستانیں رقم کرنا پڑیں۔ آج بھی صلح حدیبیہ کی طرح اُمتِ محمدیہ کو پر امن وقت لے کر، اپنی اجتماعیت اور قوت کو متحد کرنے کی منظم منصوبہ بندی کرنا ہوگی، تب ہی ملت اسلامیہ کے موجودہ زوال کا خاتمہ اور کفر کا استیصال ممکن ہوسکے گا۔

⑨ تکفیر و خروج کے اس منظر نامے میں تاویلات و شبہات کی اس قدر بھر مار ہے کہ کوئی فرد یا گروہ اپنے تئیں کسی دوسرے فریق پر شرعی حکم لگانے کا مجاز نہیں، اس موقع پر وقت کی ضرورت یہ ہے کہ علمائے کرام غفلت کی تنی چادر اُتار کر، ان مسائل کے بارے میں کلّی اتفاق سے ایک موقف طے کرکے عوام کی رہنمائی کریں۔ اگر امریکی جارحیت ختم ہونے میں نہیں آتی، اہل اسلام کا خون بہے جارہا ہے، حکومت اپنی ذمہ داریوں سے غافل اور باہمی مفادات کی کھینچا تانی سے ہی فرصت نہیں پاتی، تو مظلوم مسلمان کیالائحہ عمل اختیار کریں؟ دیگر مسلمانوں کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟ اس ظلم کے معاونین سے کیا سلوک اور برتاؤ کیا جائے؟ اس نوعیت کے کئی ایک سوال جو شریعت کی مہارت کے ساتھ احوال وو قائع سے واقفیت اور شرعی حکمت و بصیرت کے متقاضی ہیں، ان کا فیصلہ علمائے پاکستان کا باہمی اتفاق ہی کرسکتا ہے۔ حکمران تاویلات کے پردے اور نظریۂ ضرورت کے تحت وہ سب کچھ کررہے ہیں جو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا، کیا وہ تاویل و توجیہ کے نام پر ہر طرح کا کھیل کھیلنے میں آزاد ہیں؟ یہ پر آشوب حالات علما سے چیخ چیخ کر اپنا کردار ادا کرنے کا مطالبہ کررہے ہیں، بصورتِ دیگر یہ فکری انتشار بڑھتا رہے گا اور ملتِ محمدیہ آپس میں ہی بر سرپیکار ہوتی جائے گی، اور اس فکری انتشار سے کفر یہی فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے اور وہ اس میں بظاہر کامیاب نظر آتا ہے!!

(ڈاکٹر حافظ حسن مدنی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ علی عبد الرحمن حذیفی حفظہ اللہ، امام وخطیب مسجدِ نبوی
ترجمہ و تلخیص: فضل الرحمن رحمانی، فاضل مدینہ یونیورسٹی

اُمتِ اسلامیہ کو درپیش خطرات اور ہمارا فریضہ

روافض کے باطل نظریات کے خلاف مسجدِ نبوی ﷺ سے بلند ہونے والی مجاہدانہ صدا

۱۹۷۹ء کے انقلابِ ایران کے بعد پہلی بار ۱۹۹۸ء میں ایران کے صدر ہاشمی رفسنجانی نے سعودی عرب کا تفصیلی دورہ کیا جس میں سعودی نظام حکومت سے لے کر، عرب معاشرے اور سعودی شہروں دیہاتوں کی مشاہدے وزیارتیں بھی شامل تھیں۔ سعودی حکومت نے ایران سے مفاہمت و مقاربت کے لئے بازار سے شیعہ وروافض کے خلاف تمام لٹریچر اور کتب وکیسٹ غائب کروادیئے۔ ایرانی وفد جب مدینہ منورہ پہنچا تو اُمتِ اسلامیہ کے مایہ ناز فرزند اور سعودی خطباو دعاۃ کے سرخیل، مسجدِ نبوی ﷺ کے امام وخطیب شیخ ڈاکٹر علی عبد الرحمن حذیفی، اُستاذ مدینہ یونیورسٹی نے دلائل وحقائق سے بھرپور ایمان افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ جمعہ عین اس موقع پر ارشاد فرمایا گیا جب ایرانی صدر اپنے تمام رفقا کے ہمراہ مسجد نبوی میں موجود تھے۔ اس خطبہ میں ملتِ اسلامیہ کو درپیش عالمی سازشوں اور خطرات سے لے کر، مسلم حکمرانوں کے فرائض، عوام کی ذمہ داریوں اور عالمی سیاست کے حساس پہلوؤں پر بڑے ہی بصیرت افروز انداز میں روشنی ڈالی گئی۔ اس خطبہ میں شیعہ کے باطل نظریات کو بھی کسی ملامت ومفاد کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے صراحت سے پیش کردیا گیا۔ اس مجاہدانہ خطبہ کی تاثیر دیکھتے ہوئے ایرانی صدر اور وفد نے دورانِ خطاب ہی مسجد نبوی سے نکلنا چاہا، لیکن سیاسی مصالح کی بنا پر وہ صرف نمازِ جمعہ ہی علیحدہ پڑھنے پر قادر ہوسکے۔ مسجدِ نبوی میں ہونے والے اس خطبہ کا دنیا بھر میں خوب چرچا ہوا، کچھ عرصہ کے لئے شیخ حذیفی حفظہ اللہ کو خطابتِ مسجد نبوی ﷺ کے باسعادت منصب سے بھی علیحدہ ہونا پڑا، لیکن ایک عالم باصفا نے اپنے دینی علم اور عمل کے تقاضوں کو بروئے کار لاتے ہوئے منبر نبوی ﷺ کے فرض سے سرموانحراف برداشت نہ کیا۔ محدث کے اَوراق میں خطیب مسجد نبوی علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتسلیم کے دلیرانہ خطاب کا اُردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے۔ ح م

الحمد لله ربّ العالمين، والصلاة والسلام على المبعوث الأمين، سيدنا محمد وعلى آل بيته الطاهرين الطيبين، وعلىٰ صحابته الغر الميامين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين... أما بعد!

معزز مسلمانو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے اور اسلام کی رسّی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مضبوطی سے پکڑ لو اور دل جمعی کے ساتھ اس پر ڈٹے رہو۔

فرزندانِ اسلام! انسان پر اللہ کی عظیم الشان نعمتوں میں سے عظیم ترین نعمت دین حق سے سرشاری ہے۔ یہی وہ دین حق ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو کفر کے اندھیرے سے نجات دے کر ہدایت کے راستہ پر گامزن کیا ہے۔ ضلالت وگمراہی میں ٹامک ٹوئیاں مارنے سے بچا لیا ہے اور دین کی روشن اور تابناک راہ سے ہم کنار فرما کر حق کی بصیرت سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ﴾[1]

"اور کیا ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا، پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے کیا اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے؟ جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا۔"

عظمتِ اسلام اور وحدتِ ادیان کا باطل نظریہ

اسلام ہی زمین وآسمان میں اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور یہی وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے اگلے اور پچھلے سب لوگوں کے لئے منتخب فرمایا۔ لیکن ہر نبی کی شریعت اپنے سابق نبی سے جداگانہ حیثیت کی حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے لئے اس کی اُمت کے شایانِ شان شریعت عطا فرمائی ہے، جو اس کی اُمت کے ماحول سے ہم آہنگ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے تحت جس شریعت کو چاہا منسوخ کر دیا اور جس شریعت کو چاہا برقرار رکھا۔ بالآخر سید البشر محمد ﷺ کی بعثت کے بعد ساری شریعتوں کو اللہ تعالیٰ نے منسوخ کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے شریعتِ محمدی کے آجانے کے بعد تمام انسانوں اور جنوں کو اس کی اتباع کرنے اور اس پر ایمان لانے کا مکلّف ٹھہرا کر شریعتِ محمدی کو دوام بخش دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ

1 سورۃ الانعام: ۱۲۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾[1]

"آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہی زندگی اور موت دیتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی اُمّی پر جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔"

حدیث نبویؐ ہے:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر میرے بارے میں کسی یہودی یا کسی نصرانی کو پتہ چل جائے اور اس کے باوجود وہ مجھ پر ایمان نہ لائے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔"

چنانچہ اب ہر شخص کے لئے شریعتِ محمدی پر ایمان لانا واجب ہے اور جو شخص محمد ﷺ پر ایمان نہ لائے تو اس کا ٹھکانہ جہنم کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین قابل قبول نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾[2]

"بلاشبہ اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾[3]

"اور جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے تو اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو افضل ترین شریعت اور کامل ترین دین دے کر مبعوث فرمایا۔ یہ دین تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کی بعثت ورسالت کا لبِ لباب اور نچوڑ ہے۔ آپ ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء ورسل آئے، ان سب کی دعوت کا مقصد یہی تھا جس کی

۱ سورۃ الاعراف: ۱۵۸

۲ سورۃ آل عمران: ۱۹

۳ ایضاً: ۸۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری دے کر آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ ﴾[1]

"اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے اللہ اسے ہدایت دیتا ہے۔"

یہودیوں اور نصرانیوں کے پادریوں کو بخوبی علم ہے کہ دین محمدی مبنی برحق دین ہے لیکن وہ لوگ محض حسد اور تکبر کی وجہ سے اس کی اتباع نہیں کرتے اور دنیا کی چاہت اور نفسانی شہوات بھی اُن کے لئے دین محمدی قبول کرنے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ یہود و نصاریٰ کا موجودہ دین اصل دین نہیں ہے بلکہ اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی اپنی کتاب میں تحریف کر کے اپنے دین کو بدل ڈالا تھا۔ لہٰذا اس وقت وہ اپنے اصل دین پر قائم نہیں ہیں بلکہ گمراہی، کجروی اور کفر و عناد پر قائم و دائم ہیں۔

آج ایک مسلمان اور کلمہ گو کی حیثیت سے ہمارے لئے بڑے ہی شرم اور انتہائی عار کی بات ہے کہ ہم تمام ادیان و فرق میں یکسانیت و یگانگت کا نعرہ لگائیں اور دوسری طرف اہل سنت والجماعت اور شیعوں (روافض) کے مابین قربت و یگانگت کا راستہ ہموار کرنے کا بہانہ تلاش کریں۔ اس مذموم فکر کے حامل بعض ایسے مفکرین اور آزاد خیال لوگ ہیں جن کو عقیدہ دینیہ اور اساسیاتِ اسلامیہ سے دور دور تک کا واسطہ نہیں بلکہ وہ اس کے واقف بھی نہیں ہیں۔ عصر حاضر میں اس سے بھی خطرناک بات یہ ہے کہ عقلی تکابازی نے دینی رنگ اختیار کر لیا ہے اور مصالح دنیویہ کو دینی رنگ دے دیا گیا ہے۔ اسلام تو یہود و نصاریٰ کو علی الاعلان اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچا لیں اور جنت میں داخل ہونے کے لئے تیار کریں، دین اسلام کو گلے لگا لیں اور باطل کا چولہ اُتار کر پھینک دیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ ﴾[2]

"آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم

۱ سورۃ الشوریٰ: ۱۳

۲ سورۃ آل عمران: ۶۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ربّ بنائیں۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم ان سے کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔"

اسلام یہود و نصاریٰ کو امن کے سلسلے میں احکامات کے سلسلہ میں مجبور نہیں کرتا اور ان کو ان کے دین سے دست برداری کے لئے اُن کے ساتھ سختی کرتا ہے نہ ان کے اسلام قبول کرنے کے لئے کوئی جبری اقدام کرتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کے تشدد کا اسلام قائل ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ ﴾[1]

"دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں۔ بلاشبہ ہدایت کجروی سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوچکی ہیں۔"

تو پتہ یہ چلا کہ دین اسلام ہی اصل دین ہے اور یہود و نصاریٰ کا دین باطل ہے۔ اسلام نے اس بات کا اعلان اس لئے کیا ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ دین محمدی ہی لوگوں کے لئے نجات کا ذریعہ ہے۔ یہ بات دین اسلام کی زندہ دلی، فیاضی اور انسانیت کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کی جیتی جاگتی تصویر ہے تاکہ جو ایمان لانا چاہے، وہ برضا و رغبت ایمان کے دائرے میں داخل ہو جائے اور جو ایمان نہ لانا چاہے، اسے کون دائرۂ ایمان میں داخل کر سکتا ہے؟

اگر یہود و نصاریٰ اور مشرکین اسلام قبول کر لیں تو اسلام کا دامن رحمت اور اس کی آغوش فطرت کی بے پناہ کشادگی اُن کے لئے کافی و شافی ہو جائے گی اور دین اسلام کے دائرے میں داخل ہوتے ہی وہ مسلمانوں کے بھائی بن کر ان کی ہمدردی اور بھائی چارگی کے مستحق قرار پا جائیں گے کیونکہ اسلام کے اندر تعصب اور عناد نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے درمیان تعصب اور قومیت کی جڑ کاٹتے ہوئے دوٹوک انداز میں اعلان فرمادیا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ ﴾[2]

۱ سورۃ البقرۃ: ۲۵۶

۲ سورۃ الحجرات: ۱۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو اقوام اور قبائل میں اس لئے تقسیم کر دیا ہے کہ تم لوگ آپ میں ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔"

تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ اسلام میں کسی قسم کا تعصّب اور تنگ نظری نہیں پائی جاتی اور جہاں تک تمام ادیان میں قربت اور ہم آہنگی کا معاملہ ہے تو یہ بات اسلام کے لئے کامل طور پر بعید از قیاس ہے کہ وہ یہودیت اور نصرانیت سے قربت اور نزدیکی کی بات کرے بلکہ اس بات کا تصور بھی محال ہے چہ جائیکہ وحدتِ ادیان کی بات کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَ لَا الظِّلُّ وَ لَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَ مَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ ﴾[۱]

"اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ تاریکی اور روشنی ہی برابر ہو سکتی ہے اور نہ چھاؤں اور دھوپ میں کوئی تناسب ہے اور نہ ہی زندہ اور مردہ ایک جیسے ہو سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سنا دیتا ہے مگر آپ ان لوگوں کو سنا نہیں سکتے جو قبروں میں ہیں۔"

جہاں تک مسلمانوں کی یہودیوں اور نصرانیوں سے ہم آہنگی کی بات ہے، بایں طور کہ مسلمان اپنے بعض شعائر دینی اور کچھ احکاماتِ شرعی سے دستبردار ہو جائیں اور اپنے دین اسلام کی فرماں برداری میں تساہل سے کام لیں یا یہودیوں و نصرانیوں سے مودت و رحمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یا بعض احکاماتِ دینیہ کی فرمانبرداری اور اتباع سے گریز کرتے ہوئے چشم پوشی کی راہ اختیار کریں تو ہمارا دعویٰ ہے کہ ایک سچے اور پکے مسلمان کا ضمیر یہ بات گوارا کرنے کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہ ہوگا اور ایسا شخص اس طرح کا اقدام کرنے سے پہلے اپنے نفس کی لعنت و ملامت کا شکار ہو جائے گا۔ ہاں ان تمام حقائق کے باوجود ایک مسلمان کو اس کا دین اس بات کی کسی صورت میں اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی دوسری قوم کے لوگوں پر ظلم روا رکھے یا اُن پر بے جا زیادتی کرے بلکہ شریعتِ اسلامیہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی عدل و انصاف سے پیش آنے کا

۱ سورۃ الفاطر: ۱۹-۲۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درس دیتی ہے۔ دین اسلام کی طرف سے مسلمانوں کو اس بات کا مکلف قرار دیا گیا ہے کہ وہ حق کی حمایت کریں اور اس کی مدافعت وحمایت میں سینہ سپر ہو جائیں اور باطل کے خلاف خم ٹھونک کر میدان میں اتر پڑیں اور اس کا قلع قمع کر کے ہی دم لیں اور جب تک باطل پسپانہ ہو جائے، اس وقت تک چین کا سانس نہ لیں۔

جہاں تک تمام کے تمام ادیان ومذاہب میں ہم آہنگی ویکسانیت کا معاملہ ہے اس سلسلہ میں ہم بحیثیتِ مسلمان یہ بات کہنے کے حقدار ہیں کہ اس قسم کی تحریک، دین اسلام اور تعلیماتِ اسلامیہ کے منافی عمل ہے جس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس قسم کی دعوت فتنہ وفساد اور انسانیت کے زوال کا پیش خیمہ ہے۔ اس سے بہت بڑے فتنہ کی رونمائی کا اندیشہ ہے اور ایسا اقدام عقیدۂ اسلامی میں بگاڑ پیدا کرنے اور ایمان کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے مترادف ہے۔ اللہ کے دشمنوں سے راہ ورسم ہموار کرنا اور ان کے لئے موالات ومساوات کی دعوت دینا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ صرف آپس میں راہ ورسم اور اخوت ومحبت کا رشتہ بحال رکھیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ﴾[1]

”مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ومعاون اور دوست ہیں۔“

یہود کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس بات سے باخبر کر دیا ہے کہ کفار آپس میں ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہیں۔ چاہے وہ کسی بھی مذہب سے منسلک ہوں اور چاہے وہ کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہوں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ﴾[2]

”اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ تو آپس میں ایک دوسرے کے

1 سورۃ التوبۃ:71

2 سورۃ المائدۃ:51

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوست ہیں۔"

اگر ہم یہ کہیں تو ہم حق بجانب ہوں گے کہ اسلام اور یہودیت کے درمیان کسی بنیاد پر بھی ہم آہنگی اور یکسانیت کی صورت پیدا نہیں ہو سکتی کیونکہ اسلام اپنی پاکیزگی، رعنائی، روشنی، انصاف پسندی، اپنے عفوودرگذر، فیاضی، نرمی، ہمہ گیری، اپنے اخلاق کی بلندی اور اِنس و جن میں سے ہر ایک کے لئے اپنی عمومیت اور آفاقیت میں اپنی مثال آپ ہے جب کہ یہود کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی قومیت پرستی، مذہبی تعصب، تنگ نظری، اور تمام انسانیت سے اپنے بغض وحسد، کینہ و کدورت، اخلاقی انحطاط، گمراہی، کجروی، اپنی بخیلی اور ہوس پرستی میں منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔ چنانچہ ایک مسلمان مریم علیہا السلام جیسی صدیقہ، عابدہ اور زاہدہ، پاکیزہ اور ستودہ صفات عورت پر کس طرح تہمت طرازی کرنے کی جرات کر سکتا ہے؟ جبکہ یہودیوں کی بیباکی اور جرات کا اس بات سے اندازہ لگایا سکتا ہے کہ وہ حضرت مریم علیہا السلام پر (نعوذ باللہ) زنا کی تہمت لگاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہود تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ولد الزنا قرار دیتے ہیں۔ مسلمان اس قسم کی تہمت طرازی اور بہتان بازی کو کیوں کر برداشت کر سکتے ہیں؟

یہ بات کیوں کر ممکن ہو سکتی ہے کہ قرآن کریم جو کہ حقیقت میں کلام اللہ ہے، اس میں اور شیطانی پٹارے تلمود میں برابری اور یکسانیت روا رکھتے ہوئے دونوں کو ہم پلّہ تصور کیا جائے۔ ایسا کسی صورت میں بھی ممکن نہیں اور ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا کہ تلمود اور قرآن میں فرق نہ کیا جائے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان کس بنیاد پر ہم آہنگی اور قربت ہو سکتی ہے اور کیونکر یہ دونوں مذاہب یکساں اور یکجا ہو سکتے ہیں؟

عیسائیت کی حقیقت

اسلام تو دین توحید ہے اور نہایت ہی صاف وشفاف عقیدے کا حامل ہے۔ اس کی شریعت کامل و مکمل ہے۔ دین اسلام رحم پروری، فیاضی، عفوودرگذر، عدل وانصاف روا رکھنے والا دین الٰہی ہے جب کہ عیسائیت ایسا دین ہے جس کے اُصول ومبادی میں سے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں یا وہ خود اللہ ہیں یا وہ باپ اور روح القدس میں سے ایک ہیں، یعنی ان تینوں میں سے ایک ہیں۔ کیا عقل سلیم اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ کسی معبود اور بندے کے درمیان رشتہ قرابت ہو؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا یہ بات تصور کی جاسکتی ہے کہ کوئی معبود کھاتا پیتا ہو یا گدھے کی سواری کر کے سفر طے کرتا ہو اور سوتا ہو اور اسے بول وبراز کی بھی حاجت پیش آتی ہو؟ اگر ایسا ہے تو پھر وہ کس قسم کا معبود ہے؟ جس کو اس طرح کے عوارض لاحق ہوتے ہیں۔

لہٰذا کس بنیاد پر اسلام اور اس گمراہ قسم کی نصرانیت کے درمیان ہم آہنگی کی صورت نکالی جاسکتی ہے اور کس بنیاد پر دونوں کے درمیان یکسانیت اور مساوات کا نعرہ لگایا جاسکتا ہے کیونکہ دین اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت اور تعظیم کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسولوں میں سے برگزیدہ اور افضل ترین رسول ہیں۔ علیہ الصلاۃ واتم التسلیم!

شیعہ روافض کے ساتھ تقرب؟

ہم کہتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت اور شیعوں میں کس بنیاد پر یکسانیت اور تقرب ہو سکتا ہے؟ کہاں دین اسلام کا آفاقی نظامِ حیات اور کہاں شیعوں کا تنگ نظر اور تعصب وبد زبانی کی آلودگی میں ڈوبا ہوا نظام زندگی...؟

اہل سنت والجماعت سے منسلک وہ لوگ ہیں جو حاملین قرآن کریم اور متبعین سنتِ رسول مبین ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے دین اسلامی اور شریعتِ سماوی کا محافظ ونگہبان بنایا ہے لہٰذا اُنہوں نے دین کی بھرپور آبیاری کی۔ یہی نہیں بلکہ دین کی حفاظت، ناموسِ رسالت کی پاسبانی اور اعلائے کلمتہ اللہ کی خاطر اُنہوں نے جانوں کے نذرانے تک پیش کرنے سے دریغ نہیں کیا اور یوں اُنہوں نے تاریخ دعوت وعزیمت کے باب میں ایک سنہرے باب کا اضافہ کیا ہے۔

اس کے برعکس روافض وہ لوگ ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دیتے ہیں، اُن پر لعنت ملامت روا رکھتے ہیں، ان کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے پر بضد ہیں۔ یہ انہی صحابہ کرام پر لعن طعن کرتے ہیں اور اُن پر جملے کستے ہیں جنہوں نے اس دین کی بحسن وخوبی آبیاری کر کے اسے ہم لوگوں تک پہنچایا ہے۔ اگر کسی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک صحابی کی شخصیت کو داغدار کرنے کی کوشش کی تو گویا کہ اس نے پورے اسلامی سرمایہ کو نیست ونابود کر کے رکھ دیا اور اس کی وجہ سے عمارتِ اسلامیہ گویا کہ زمین بوس ہو گئی۔

اسی لئے ہمارا سوال ہے کہ اہل سنت والجماعت اور رافضیوں کے درمیان کس بنیاد پر یک جہتی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پیار و محبت کا معاملہ طے پا سکتا ہے؟ کیونکہ روافض خلفاے ثلاثہ کو برا بھلا کہتے ہیں اُنہیں گالی گلوچ تک کرنے سے بھی باز نہیں رہتے۔ اگر وہ ذرا عقل و خرد سے کام لیں تو ان کو اس حرکت کے انجام کا پتہ چل جائے مگر وہ لوگ اس سلسلہ میں ﴿صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡيٌ فَهُمۡ لَا يَعۡقِلُونَ﴾ کا مصداق ہیں کہ ان کو عقل و دانش سے واسطہ ہی نہیں ہے، ورنہ ان کو ایسا کرتے ہوئے پس و پیش محسوس ہوتا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا اور اُن کو گالی گلوچ کا نشانہ بنانا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر براہ راست لعن طعن کرنا ہے، کیونکہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ قرابت ہے۔ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں، دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وزیر کی حیثیت رکھتے ہیں اور دونوں زندگی میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مدد معاون تھے اور موت کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں آرام فرما ہیں۔ گویا یہ حضرات موت و حیات دونوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور مصاحبت سے مشرف ہیں۔ کون ہے جس کو یہ شرف اور مقام حاصل ہے؟ مزید برآں ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں تمام غزوات میں حصہ لیا ہے۔ ہمارے خیال میں عقیدۂ رفض کے بطلان کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے اور مزید دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے داماد ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں آپ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہیں اور آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی مصاحبت کے لئے افضل ترین لوگوں کا انتخاب ہی فرمایا تھا۔ اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ رافضیوں کا عقیدہ ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے ثلاثہ کے بارے میں اسلام دشمنی کا پردہ فاش کیوں نہیں کیا؟ اور اس قضیہ سے لوگوں کو متنبہ کیوں نہیں فرمایا؟ خلفائے ثلاثہ پر لعن طعن اور ان کو گالی گلوچ کا نشانہ بنانے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذات بھی لعن طعن کی زد میں آتی ہے کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر پوری رضامندی سے مسجدِ نبوی میں بیعت خلافت کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعتِ خلافت کی اور آپ رضی اللہ عنہ دورِ خلافت میں ان کے وزیر و مشیر کی حیثیت سے ساتھ دیتے رہے۔

ہم کہتے ہیں کہ رافضیوں کے اعتقاد کے مطابق کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات سے یہ اُمید کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کسی کافر کو دیں؟ اور کیا یہ بات باور کی جا سکتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتد اور کافر کے ہاتھ پر برضا ورغبت بیعتِ خلافت کریں؟ سبحانك هذا بهتا ن عظيم
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لعنت وملامت کرنا، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی ذات کو داغ دار کرنا ہے جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے محض اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا تھا اور جس میں توفیق الٰہی آپ رضی اللہ عنہ کی ہم رکاب تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی پیشین گوئی فرما کر اپنی زندگی ہی میں آپ رضی اللہ عنہ کی دل جوئی فرمادی تھی۔ کیا نواسۂ رسول رضی اللہ عنہ کسی کافر کے لئے بیعت کا جواز فراہم کرتے ہوئے اپنی خلافت سے دست برداری کا اعلان کرے گا؟... سبحانك هذا بهتا ن عظيم!

مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ رافضی اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر کس منہ سے لعنت ملامت کرتے ہیں؟ حضرت عائشہؓ کی شخصیت تو وہ شخصیت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ کریم میں اُمّ المؤمنین کے زندہ وجاوید خطاب سے نوازا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ﴾[1]

"پیغمبر مؤمنوں پر خود ان کے نفسوں سے زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مؤمنوں کی مائیں ہیں۔"

میں حیرت اور استعجاب میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت اور رافضیوں کے درمیان کس طرح اتحاد ہو سکتا ہے؟ جبکہ رافضی لوگ امام خمینی کو معصوم قرار دیتے ہیں اور وہ لوگ اپنے باطل عقیدہ کے مطابق اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ان کے امام خمینی، نائبِ امام مہدی ہیں اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ امام مہدی ان کے یہاں ایک خیالی شخصیت ہیں۔ امام مہدی کے بارے میں رافضیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ 'سامراء' کی سرنگ میں روپوش ہوگئے ہیں۔ اب ان کے نائب موجود ہیں اور نائب اصل کے قائم مقام ہوتا ہے، لہٰذا اگر شیعہ کے زعم کے مطابق امام مہدی معصوم ہیں تو خمینی بھی معصوم ہوئے کیونکہ وہ اُن کے نائب ہیں اور نائب اصل کا قائم مقام ہوتا ہے۔

یہ کیسا تضاد ہے کہ رافضی اپنے فقیہ کی ولایت کا عقیدہ رکھتے ہیں؟ اگر ان کا عقیدہ یہ ہے تو اُنہوں نے اپنے اس قول کی وجہ سے اپنے مذہب کی گویا اینٹ سے اینٹ بجادی ہے اور اپنے

---

1 سورۃ الاحزاب:۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب کی دیوار گرا کر اسے غیر محفوظ کر دیا ہے کیونکہ باطل، باطل کو شہ دے کر اسے کیفر کردار تک پہنچا دیتا ہے۔ اور باطل، باطل سے ہی پروان چڑھ کر برگ وبار لاتا ہے اور پھر اس سے بہت سے اشکالات رونما ہوتے ہیں۔ نتیجتاً ایک دوسرے کا ٹکراؤ ہونا شروع ہو جاتا ہے اور چنگاری سلگتے سلگتے دہکتا ہوا انگارہ بن جاتی ہے اور شعلہ بن کر پورے کے پورے خرمن کو نیست ونابود کر دیتی ہے۔ لہٰذا ہم یہاں پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اہل بیت شیعہ کی دروغ گوئیوں اور تہمت طرازیوں سے بری الذمہ ہیں اور روافض کے مذہبِ باطلہ کے بطلان میں شرعاً وعقلاً دلائل وبراہین کی بہتات ہے جن کو مختصر وقت میں گنوانا بڑا دشوار اور مشقت کن معاملہ ہے۔ اسلئے ہماری رافضیوں کی خدمت میں یہی دعوت ہے کہ وہ پورے کے پورے دین اسلام میں داخل ہو جائیں۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا جہاں تک تعلق ہے تو ہمارا رافضیوں سے دور دور کا بھی کوئی رشتہ نہیں ہے اور ہم ان سے ذرہ برابر قریب بھی ہونا نہیں چاہتے بلکہ اگر اس سے بھی کم پیمانہ ہو تو ہم اس کے برابر بھی ان سے ہم آہنگی اور نزدیکی کے خواہاں نہیں ہیں کیونکہ رافضی یہود ونصاریٰ سے بھی بڑھ کر دین اسلام کے لئے ضرر رساں ہیں اور ہم بحیثیتِ مسلمان ان پر ذرہ برابر بھی بھروسہ نہیں کر سکتے اور مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ان کو محتاط انداز میں دیکھا کریں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝﴾[1]

"یہی حقیقی دشمن ہیں۔ ان سے بچو اور احتیاط برتو، اللہ تعالیٰ اُنہیں غارت کرے۔ یہ کہاں بہکائے جاتے ہیں۔"

شیعہ روافض کا نسب نامہ عبد اللہ بن سبا یہودی سے جا کر مل جاتا ہے اور ابولؤلؤ مجوسی کا ان کے بانیوں میں شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں سے ہماری گزارش ہے کہ عقائد وسلوک کے میدان میں اُن کی امتیازی شان ہونی چاہئے کہ انہیں وہی بات پسند آئے جس میں اللہ کی خوشنودی اور رضا پنہاں ہو اور اُنہیں وہی چیز مبغوض ہو جس سے اللہ کی ناپسندیدگی اور ناراضی لازم آتی ہو، لہٰذا مسلمانوں کے مسلمان ممد ومعاون بن جائیں اور باہم شیر وشکر ہو کر متحد ومتفق ہو جائیں اور یدِ واحد کی طرح باہم مل جائیں کیونکہ مسلمانوں کے دشمن یا اعدائے اسلام عصر قدیم اور عصر

1 سورۃ المنافقون:5

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدید دونوں میں اپنے عقائد اور دین کے معاملہ میں مسلمانوں سے دشمنی میں ید واحد کی طرح باہم متحد و متفق تھے، ہیں اور رہیں گے، اگرچہ آپس میں ان کا کتنا ہی شدید اختلاف کیوں نہ ہو؟ مگر جب اسلام کے خلاف کوئی مہم چلانی ہوگی اس میں وہ اپنے شدید اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر یک آواز ہو جاتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ﴾[1]

"اور آپ سے یہود و نصاریٰ ہرگز ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں۔"

اسلام کے خلاف کفار کا حسد و بغض

فلسطین میں صیہونی (یہودی) حکومت کی داغ بیل ہی اسلام کے خلاف محاذ آرائی اور اس اسلامی خطہ میں امن وامان کو غیر مستحکم کرنے کی غرض سے ڈالی گئی ہے تاکہ اس علاقہ کا امن وامان غارت ہو کر بے چینی اور بدامنی کی فضا قائم ہو جائے۔ اس سے عالم اسلام پر مغرب کے استعمار یا اس کی نوآبادیاتی نظام نے براہ راست عقائد و نظریات پر اور مسلمانوں کے معاشرتی وسماجی ماحول پر منفی اثرات چھوڑے ہیں جس کی ضرور رسانی کا مسلمان ابھی تک مزہ چکھ رہے ہیں۔ ان ضرر رساں امراض میں سے ایک مرض یہ بھی ہے کہ عالم اسلامی سے اسلامی عدالتوں کا صفایا ہو گیا ہے اور انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین نے اس کی جگہ لے لی ہے اور اسلامی عدالتوں کی جگہ کورٹس اور ہائی کورٹس قائم کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن الحمد للہ مملکت سعودی عرب ابھی تک اس بری بلا سے محفوظ ومامون ہے یہی وہ واحد ملک ہے جس میں اسلامی عدالتی نظام قائم ہے اور یہی وہ ملک ہے جہاں اسلامی قانون کو بالادستی حاصل ہے۔ جہاں شرعی اعتبار سے فیصلے صادر ہوتے ہیں اور یہی وہ ملک ہے جہاں عقیدۂ توحید کا پرچم لہرا رہا ہے اور قال اللہ و قال الرسول کا فلک بوس نعرہ بلند ہو رہا ہے!!

عصر حاضر میں یہود و نصاریٰ نے مل کر اجتماعی طور پر اس اسلامی خطہ (جزیرہ عرب) کے لئے پیہم مشکلات اور مصائب پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور خلیجی اسلامی ممالک کو جنگی چھاؤنیوں

1 سورۃ البقرۃ:۱۲۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تبدیل کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس کا سبب وہ فوجی انقلاب ہیں جس کے خطرے سے یہ علاقہ دوچار ہے جو مختلف ناموں سے گاہے بگاہے رونما ہوتے رہتے ہیں کبھی تو یہ 'ذوالبعث' کے نام سے جنم لیتا ہے اور کبھی قومیت و وطنیت کے نام سے تو کبھی 'اشتراکیت' کے نام سے اس کو منظر عام پر لایا جاتا ہے۔ ان پارٹیوں سے اسلام کا ذرہ برابر تعلق نہیں ہے بلکہ اس سے بھی کم کوئی پیمانہ ہو تو میں کہوں گا کہ اس کے برابر بھی اس کا اسلام سے واسطہ نہیں۔ صدام حسین بھی انہی باطل نظریات کی پیداوار ہے۔

اس طرح دین اسلام اور علوم نبویہ کی بیخ کنی کی گئی تاکہ اسلامی قوانین کی بالادستی کو ختم کر کے ان قوانین وضعیہ کو مسلمانوں کے سر تھوپ دیا جائے۔ مسلمانوں کا استحصال کیا گیا اور حق کی آواز کو دبانے اور اس کے نورانی چراغ کو ناتواں پھونکوں سے بجھانے کو کوشش کی گئی۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کا امیر طبقہ مغربی ممالک میں سکونت پذیر ہو گیا اور وہ ممالک کمزوری کا شکار ہو گئے جہاں انقلابات آئے اور فوجی چڑھائی ہوئی اور ان میں سے جو اُمت بھی تخت نشین ہوئی، اس نے اپنے سلف پر خوب لعنت و ملامت کی۔ اس نظام کی اثر پذیری کا ثمرہ ہے کہ ابھی تک بعض عرب ممالک جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کو ایسے سنگین جرم سے تعبیر کرتے ہیں جو قابل سرزنش اور لائق عقاب ہے۔ فلا حول ولا قوة إلا بالله!

ہم کہتے ہیں کہ کہاں گئی باہمی ہمدردی اور دعوت و عزیمت کے بلند و بانگ دعوے اور کہاں رہ گئی عزت و کرامت کی قیمتی چادر؟

چنانچہ جب سپر پاور ملکوں کے لئے اسباب مہیا ہو گئے تو وہ ظاہری طور پر فوجی دخل اندازی کے لئے کوشاں نظر آنے لگے کیونکہ اقتصادی طور پر تو انہیں پہلے ہی سے بالادستی حاصل تھی۔ اس لئے مغربی ممالک کی نیتیں خراب ہونے لگیں اور اُن کا فتور اپنی انتہا کو پہنچ گیا حتی کہ وہ اپنی بدنیتی کی وجہ سے اس بات کے خواہاں نظر آنے لگے کہ پہلے تو ان خلیجی ممالک کے پورے خطہ کو بدامنی اور انتشار کی آماج گاہ بنا دیا جائے پھر اُنہیں چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے آپس میں دست و گریباں کر دیا جائے تاکہ یہ اپنی ساری توانائی اسی کشمکش کی نذر کر دیں اور اسی دینی اور اعتقادی دشمنی کا نتیجہ ہے کہ سپر پاور ممالک حرمین شریفین کی محافظ سعودی حکومت کے خلاف کمربستہ نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ملک کو عز و شرف کا گہوارہ بنا دے اور اس کی عظمت اور شان کو دوبالا کر دے اور اس کی شہرت میں چار چاند لگا دے۔ کیونکہ یہی وہ مملکت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو موجودہ دور میں اسلام کا قلعہ اور مسلمانوں کے لئے جائے پناہ ہے۔

اس لئے مغربی ممالک میں سے امریکہ اور برطانیہ اور ان کے حواریوں کی کوشش ہے کہ اس عظیم ملک کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ ممالک، اس ملک کی سلامتی کو ملیامیٹ کرنے کے لئے رات دن کوشاں ہیں اور نہ صرف اس ملک کو برباد کر کے اس پر قابض ہونے کے درپے ہیں بلکہ تمام سپر پاور ممالک اور ساری کی ساری کافر دنیا، اسلام اور مسلمانوں کے کھلے دشمن ہیں اور اسلام کے خلاف بیک آواز صف بستہ کھڑے، اسلام اور مسلمانوں کو کھلم کھلا دعوتِ مبارزت دے رہے ہیں۔ لہٰذا ان ممالک میں سے کسی ملک پر بھی کسی صورت میں بھی بھروسہ اور اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ مملکتِ سعودی عرب کو ضرر رسانی اور نقصان دہی کی تمنا کا اظہار، ان کے دھمکی آمیز اعلانات سے ہوتا ہے جو انہوں نے مملکتِ سعودی عرب کے حساس علاقوں کے سلسلہ میں کیے ہیں۔ مملکت کی سرزمین کی سلامتی اور اس کی وحدت کو اپنے مقاصدِ مذمومہ کا نشانہ بنانے کی غرض سے اُنہوں نے یہ حرکت کی ہے۔ ہمارا بھی کھلم کھلا اعلان ہے کہ امریکہ کو اس بات کا بخوبی پتہ ہونا چاہئے کہ دنیا کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک کے مسلمان بلادِ حرمین شریفین کے پاسبان اور نگہبان ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو مزید عزوشرف سے نوازتا چلا جائے کیونکہ یہ مملکتِ سعودی عرب ہی ہے جس کو بلادِ حرمین ہونے کا شرف حاصل ہے اور یہی وہ مملکت ہے جو اسلام اور مسلمانوں کا آخری قلعہ اور پناہ گاہ ہے۔

مسلمانوں کے خلاف عالم کفر کی سازشیں

مسلمانوں کے خلاف عالم کفر کی ان سازشوں کو چھ نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

a یہودی ملک اسرائیل کو تحفظ فراہم کرنا

b ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کے خواب کو عملی جامہ پہنانا

c عرب ریاستوں کے درمیان یہود فوج کی بالادستی اور سلامتی کو یقینی بنانا

d عرب علاقوں کے قدرتی وسائل وذرائع اور اقتصادی اثاثہ جات پر قبضہ کرنا تاکہ اس سرزمین پر بسنے والے اصل باشندے غیر مسلموں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جائیں اور صرف اُن کے ٹکڑوں پر گزر بسر کریں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ دعوتِ اسلامیہ کا بلادِ عرب سے جنازہ نکال دیا جائے تا کہ اسلام کا اور قال اللہ و قال الرسول کا نام ونشان تک باقی نہ رہے۔

⑥ اسلام مخالف تحریکوں کو زہر افشانی کی کھلم کھلا چھوٹ مل جائے اور اسلامی روایات واقدار کا اس خطے سے مکمل صفایا ہو جائے۔ علاوہ ازیں اس خطہ کے تمام ممالک باہم دست وگریباں ہو جائیں اور ایسی دائمی خانہ جنگی چھڑ جائے جس کا خاتمہ ممکن نہ ہو۔

فرزندانِ اسلام! کیا تمہارے لئے ترکی حکومت باعثِ عبرت نہیں؟ یہ وہی ترکی حکومت ہے جس پر ہمیشہ اشتراکیت کا غلبہ رہا ہے۔ اس وقت سے اشتراکیت نے ترکی حکومت کو اپنے زیرنگیں کیا ہوا ہے جب سے کمال اتاترک نے اس حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اور زبردستی اس اسلامی ملک پر کفر وشرک کی نحوست کو مسلط کر دیا، چنانچہ وہاں کے حکام نے شریعتِ اسلامیہ کی مخالفت شروع کر دی اور تعلیماتِ اسلامیہ کو پس پشت ڈال دیا، اور اس کے اُصول ومبادی سے دور سے دور تر ہوتے چلے گئے۔ اسلام کے ایک ایک اُصول کو اس ملک سے کھرچ کھرچ کر پھینک دیا گیا اور آج ابھی تک حکومتِ ترکیہ اسلام کی مخالفت پر کمر بستہ اور اس کے خلاف صف آرا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ اُنہوں نے یہودیوں سے سمجھوتہ کر کے اسلام دشمنی کی پکی اور سچی دلیل پیش کر دی ہے۔ حالانکہ یہودیوں نے انھیں اپنی آنکھوں پر بٹھانے کے بجائے اپنا مطیع اور فرمانبردار خادم بنا کر دنیا کے سامنے اُن کی تذلیل کی، بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ یہودیوں نے ان کو اپنی خاص تنظیموں میں ابھی تک کوئی سیٹ تک مہیا نہیں کی ہے۔ صرف اس لئے کہ ترک کسی زمانے میں اسلام کے حامی تھے اور کسی دور میں ترکوں نے عالم اسلام کی قیادت کی تھی۔ بس یہودیوں کی نظروں میں ان کا یہی گناہ کانٹے کی طرح کھٹکتا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ترکی کو ابھی تک کسی بھی تنظیم میں شریک نہیں کرتے اور نہ ہی کسی اہم عہدے سے ان کو سرفراز ہونے دیتے ہیں۔

لہٰذا ان لوگوں کو ہماری یہی نصیحت ہے کہ تم چاہے یہودیوں کے لئے اپنے حقوق سے پوری طور پر سبکدوش ہو جاؤ مگر یہود یہود ہی رہیں گے، وہ تم سے کبھی بھی اپنی رضامندی اور خوشنودی کا اظہار نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہماری تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ اپنے دین کے دفاع کے لئے سینہ سپر ہو جائیں اور اپنے حق خودارادی کو برقرار رکھنے کے لئے بھرپور کوشش کریں اور اپنے اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے کوشاں ہو جائیں۔

اب ہم عراقی بھائیوں سے مخاطب ہو کر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میرے عزیز عراقی مسلمان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائیو! مغرب کی تم سے یہ دشمنی، دین کی دشمنی ہے، اس دشمنی کی اور کوئی دوسری وجہ نہیں ہے۔
ہمارا سوال ہے کہ عراقی عوام چھ سال سے حصار بندی کی زندگی کیوں گزار رہے ہیں؟ آخر ان کمزور ناتواں اور مسکین عوام کا کیا گناہ ہے اُنہیں اس کی قیمت کیوں چکانا پڑ رہی ہے؟ اگر ان کا کوئی گناہ ہے تو یہ ہے کہ وہ لوگ مسلمان اور کلمہ گو ہیں!!

ہمیں اجازت دیں کہ اس موقعہ پر ہم صراحت کے ساتھ یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ اس جنگی دوڑ میں صدام اور اس کی پارٹی کا کچھ نہیں بگڑے گا اور نہ ہی صدام اور اس کی پارٹی کو کسی نقصان کی کوئی پرواہ ہے، اُنہیں تو اپنا اُلّو سیدھا کرنے سے غرض ہے۔ مغربی اتحادی ممالک کا خیال بلکہ ان کا متفقہ طور پر پروپیگنڈا ہے کہ عراق اقوامِ متحدہ کی قرار داد پر عمل درآمد کرنا نہیں چاہتا۔ حالانکہ جس قرار داد کی عراق نے خلاف ورزی کی ہے وہ تو صرف اور صرف ایک ہی قرار داد ہے، اس کے برعکس یہودیوں نے پچاس قرار دادوں کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس سلسلہ میں مغربی ممالک کے سربراہوں میں سے کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی، اس سے بھی آگے بڑھ کر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب صہیونی حکومت نے معاہدے پر دستخط سے انکار کر دیا، اس وقت یہودیوں کے خلاف معروف و مشہور سورماؤں میں سے کسی نے اپنی زبان سے ایک جملہ تک نہیں نکالا، حالانکہ یہ پورا خطہ آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹنے کے لئے تیار ہے بس ایک چنگاری کو ہوا دینے کی ضرورت ہے اور پورا خطہ اس کی آتش فشانی کی لپیٹ میں آجائے گا۔ اس پر ُفتن ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے مگر صہیونی ہیں کہ اپنی ہٹ دھرمی پر اترے ہوئے ہیں اور اپنے تکبر و عناد پر قائم ہیں۔ اُنہیں کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ اُنہیں صرف اپنے ذاتی مفاد سے مطلب ہے اور اُنہوں نے صدام کو اپنا ہتھکنڈہ اور ایجنٹ بنایا ہوا ہے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اعدائے اسلام جو پلاننگ بنا رہے ہیں، صدام حسین اسی کا نفاذ کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

ہماری امریکہ اور اس کے حلیف ممالک سے درخواست ہے کہ وہ خلیجی ممالک کے معاملات میں دخل اندازی سے گریز کریں کیونکہ اس عربی خطہ کے تمام خلیجی ممالک بذات خود اپنے اپنے ملکوں کے ذمہ دار ہیں۔ ان میں سرفہرست مملکتِ سعودی عرب ہے اور ان تمام خلیجی ممالک کو حق خودارادی حاصل ہے کسی دوسرے ملک کو ان کے معاملات میں ٹانگ اڑانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم امریکہ کو بھی یہ پیغام دینا چاہیں گے کہ اسے اپنی طاقت وقوت پر کسی قسم کا غرور نہ ہو اور وہ اپنی بے پناہ ایٹمی صلاحیت پر نازاں نہ ہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنتِ تکوینی ہے کہ جب طاقت وقوت کسی قوم یا کسی حکمران وقت کو ظلم پر آمادہ کر دیتی ہے تو سمجھ لو کہ اس کی شامت آگئی ہے اور اس کی تباہی وبربادی اس کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ ہے اللہ کے یہاں دیر ہے، اندھیر نہیں۔

ہوتا یہ ہے کہ وہی کمزور وناتواں لوگ، جن پر ظلم کیا جاتا ہے، ایک دن اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ ربّ العالمین کی طرف سے اس سرکش اور کافر قوم کی تباہی وبربادی انہی مظلوموں کے ہاتھوں مقدر فرمادی جاتی ہے اور اللہ کے حکم سے وہ سرکش قوم انہی مظلوموں کے ہاتھوں سے تباہ وبرباد ہو جاتی ہے کیونکہ ان ظالموں کی ہلاکت کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی کمک فراہم کرتا ہے اور مظلوموں کا خون رنگ لاتا ہے۔ ظالموں کا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔ امریکہ کو اپنی جدید ٹیکنالوجی اور بے پناہ ایٹمی صلاحیت پر ہرگز ہرگز ناز نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ٹیکنالوجی پر ہی فتح ونصرت کا دارومدار نہیں ہے بلکہ فتح ونصرت کا دارومدار ایمانِ خالص اور یقین صادق پر ہے۔

اس خلیجی خطہ کا امن وامان ان عرب ممالک کے اربابِ حل وعقد کے ہاتھ میں ہے۔ وہی اس سرزمین پر امن وامان کے پاسبان اور محافظ ہیں۔ یہاں غیروں کو قائم رکھنے کی ذمہ داری بھی انھی لوگوں کی ہے۔ کسی دوسرے کو ان ممالک کے معاملات میں دخل اندازی کا کیا حق پہنچتا ہے؟ ان مصیبت زدہ خلیجی ممالک میں مشکلات ومصائب کا سبب سپر پاور ممالک اور ان کے اتحادیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ ان سپر پاور ممالک کا طریقۂ واردات یہ ہے کہ یہ خود ہی کسی علاقے میں فتنہ وفساد برپا کرواتے ہیں اور فسادات کے رونما ہوتے ہی سازوسامان سے لیس اپنی اپنی فوجیں وہاں پہنچا دیتے ہیں اور جب بھی کوئی فساد ان کی وجہ سے رونما ہوتا ہے تو یہ ممالک اس فساد سے نبرد آزمائی کے لئے فوراً تیار ہو جاتے ہیں اور دعویٰ کرنے لگتے ہیں کہ صورتحال کی سنگینی کا تقاضا ہے کہ اتحادی فوجیں اقوامِ متحدہ کی چھتری تلے اس ملک میں اُتاری جائیں۔ گویا انہیں کی فوجوں میں یہ صلاحیت ہے کہ صورتِ حال کنٹرول کر سکیں اور حالات کی سنگینی کا اندازہ لگا سکیں... آخر کیوں؟ یہ تو ایسے ہی ہے کہ جیسے کسی بھیڑیے کو بکریوں کا محافظ اور نگہبان بنا دیا جائے۔

میرے عزیز بھائیو! ہمارے اور ان کے درمیان اسلام اور غیر اسلام کی لڑائی ہے، لہٰذا یہ دشمنی، دینی دشمنی ہے اور امریکہ کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے بلکہ وہ تو یہودیوں کی شطرنج کا پانسہ ہے۔ یہودی جیسے چاہتے ہیں، اسے اپنے سامنے ناک رگڑنے پر مجبور کر دیتے ہیں اور امریکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ذلیل وخوار ہو کر یہودیوں کے سامنے ناک رگڑنی پڑتی ہے۔ مسلمان کسی حال میں خلیج کے اندر امریکہ کی فوجی موجودگی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور نہ ہی اس خطہ میں امریکہ کے حلیف ممالک کی موجودگی مسلمانوں کو گوارہ ہے اور نہ ہی کسی کافر ملک کی اس خطہ میں بالادستی مسلمانوں کے شایان شان ہے کیونکہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: "جزیرۃ العرب میں دو ادیان کا وجود باقی نہیں رہ سکتا۔" نبی کریم ﷺ نے اپنی آخری وصیت میں فرمادیا ہے، "یہود ونصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال بھگاؤ۔"

عامۃ المسلمین کو نصیحت

لہٰذا ہمیں اپنے حبیب ﷺ کی وصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر عمل درآمد کرنا چاہئے۔ اب میں اپنے مسلمان بھائیوں سے مخاطب ہو کر ان سے براہِ راست یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں: مسلمانو! تمہارے سروں پر مصائب وآلام، خوف ودہشت کے بادل منڈلا رہے ہیں، لہٰذا ان حالات میں تو اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی کوشش کرو اور اللہ کے سامنے گڑگڑا کر آہ وزاری کے ساتھ توبہ کرو! کیونکہ گناہوں اور معصیتوں کی پاداش میں ہی بلاؤں اور آفتوں کا نزول ہوتا ہے اور مصائب وآلام کا توبہ واستغفار اور اللہ کی طرف رجوع وانابت ہی سے ازالہ ہوتا ہے۔

ہم اس شخص سے کہنا چاہتے ہیں جس نے شراب نوشی کے ذریعہ اللہ کی نافرمانی کا سنگین ارتکاب کیا ہے کہ وہ اللہ کے روبرو سچی توبہ کرے کیونکہ اس شخص کے اس عمل کی وجہ سے اصلاحِ معاشرہ کا فریضہ انجام پذیر ہوگا۔ اس گھناؤنی حرکت سے توبہ کرکے گویا کہ وہ اپنے سماج کی اصلاحی خدمت کا فریضہ انجام دے گا۔

میں اس شخص سے براہِ راست مخاطب ہونا چاہتا ہوں جس نے زناکاری اور فحاشی یا اغلام بازی اور غیر فطری عمل کرکے اپنا منہ کالا کیا ہے۔ اسے اللہ کی طرف فوراً رجوع کرنا چاہئے اور توبہ کرکے اپنے گناہوں کا ازالہ کرنا چاہئے۔ اپنے کیے پر ندامت کے آنسو بہانا چاہئیں اور اس کے بعد اس سنگین گناہ سے دور رہنے کا عزم کرنا چاہئے۔

میں اس شخص سے مخاطب ہو کر خصوصی نصیحت کرنا چاہتا ہوں جس نے منشیات یا ہیروئن اور چرس نوشی کرکے اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کیا ہے کہ تم توبہ کرو اور اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہا کر ربِ کریم سے یہ گناہ معاف کروالو! کیونکہ عنقریب تمہیں ربِ ذوالجلال کے سامنے حاضری دینی ہے اس وقت تم کس منہ سے ربِ کریم کا سامنا کرو گے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح میں بے نماز کو مخاطب کرکے بطورِ نصیحت یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلی فرصت میں توبہ کرڈالو! اور اللہ کی طرف رجوع وانابت کرو! کیونکہ موت کا کوئی پتہ نہیں، کب آجائے گی۔

میں ان ظالموں اور جابروں سے مخاطب ہو کر یہ کہوں گا جنہوں نے کسی مسلمان کی عزت و آبرو یا مال ودولت غصب کرکے کسی کے خلاف ظلم جیسی گھناؤنی حرکت کا ارتکاب کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو اور اس ظالمانہ عمل سے دور رہنے کا عزم کرو تاکہ تمہارے غم غلط ہو جائیں، دور ہو جائیں اور مصائب وآلام کافور ہو جائیں۔

اپنے مال ودولت اور اپنی جائیداد وکاروبار کو سودی لین دین سے پاک صاف رکھو! کیونکہ سودی کاروبار ایسی منحوس بیماری ہے جو جنگ وجدال اور تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ہے بلکہ سودی لین دین ہی ساری برائیوں کی جڑ ہے۔ اگر اسے اُمّ الخبائث کہا جائے تو بے جانہ ہو گا، لہٰذا اپنے معاملات کو سودی لین دین کی آلودگی سے پاک وصاف رکھنے کی بھرپور کوشش کرو اور جو معاملات ملتِ اسلامیہ اور شریعتِ الٰہیہ کے منافی ہوں، ان کا بائیکاٹ کرو! تاکہ ساہوکار اسلامی احکامات کے تحت اپنے تمام بینکاری نظام کو ڈھالنے کے لئے مجبور ہو جائیں اور اللہ کے روبرو گڑگڑا کر دعا کرو اور دعوتِ اسلامیہ کو پوری دنیا میں پھیلاؤ اور دین اسلام کی تبلیغ کے لئے تن من دھن کی بازی لگادو تاکہ چار دانگ عالم میں اسلام کا پرچم لہرانے لگے۔

مسلمانوں کو تعلیمات اسلامیہ سے روشناس کرانا اپنا شعار بناؤ اور عالم اسلام کے سازگار ماحول اور اس کی پرکیف فضا میں اسلامی نصابِ تعلیم کی طرف بھرپور توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کرو! تمہیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ دعوت الیٰ اللہ کا فریضہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ خصوصاً یہ ان علمائے کرام کی ذمہ داری ہے جو اپنے عقیدہ اور علم وعمل کے اعتبار سے مستند ہوں جو اپنی استقامت کے اعتبار سے عوام وخواص میں مقبول ہوں اور جو تقویٰ وپاکیزگی کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہوں اور جو عوام کے لئے ان کے درپیش مسائل میں مرجع کی حیثیت رکھتے ہوں اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق فیصلہ دینا ان کا شیوہ ہو! اور گروہ بندی اور فرقہ پرستی سے احتیاط برتو! اور خواہشات کے پیچھے اور طرح طرح کی بیہودگی وعیاشی سے کنارہ کشی اختیار کرو! اللہ کے عقاب، اس کے عذاب وعتاب سے ڈرو کیونکہ اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے اس لئے کہ اللہ جب گرفت کرنے پر آتا ہے تو اس کی گرفت سے کوئی چھٹکارا نہیں دلا سکتا۔ بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم ، وبهدي سيد المرسلين وبقوله القويم! أقول قولي هذا، واستغفر الله لي ولكم ولسائر المسلمين فاستغفروه إنه هو الغفور الرحيم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد فاروق رفیع

- کیا ضعیف اور موضوع احادیث رسول اللہ ﷺ پر بہتان ہیں؟
- علم حدیث کے حوالے سے بعض سوالات اور احادیث کی تحقیق
- بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال نمبر ۱: کیا ضعیف اور موضوع احادیث رسول اللہ ﷺ پر بہتان ہیں؟

جواب: ضعیف روایات کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض نے ۱۷ اور بعض نے ۵۱ تک بھی بیان کی ہیں اور ہر ایک کے ضعف میں درجہ کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے۔ لہٰذا ضعیف روایات کے بارے یہ بات کہنا درست نہیں ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ پر بہتان ہیں بلکہ محدثین کے صحیح اور راجح قول کے مطابق ضعیف روایات میں صحت کا امکان موجود ہوتا ہے لیکن یہ پہلو مرجوح ہوتا ہے اور ضعف کا پہلو راجح ہونے کی وجہ سے ضعیف کا حکم لگایا جاتا ہے۔ اس کو آپ سادہ سی مثال سے یوں سمجھیں کہ ہر خبر میں سچ اور جھوٹ دونوں امکانات موجود ہوتے ہیں اور ان میں سے سچ کا پہلو راجح ہو تو وہ خبر سچی اور جھوٹ کا پہلو راجح ہو تو خبر جھوٹی کہلاتی ہے۔

ضعیف کی ایک قسم 'موضوع روایات' اللہ کے رسول ﷺ پر بہتان ہیں اور بعض محدثین نے انہیں حدیث کہنے سے بھی منع فرمایا ہے کیونکہ موضوع روایت میں یہ بات قطعی ثابت ہوتی ہے کہ اس روایت کی نسبت اللہ کے رسول ﷺ کی طرف جھوٹی ہے، لہٰذا یہ بہتان ہے جب کہ ضعیف روایت میں اس کے اللہ کے رسول ﷺ کی طرف جھوٹ ہونے کی نسبت قطعی ثابت نہیں ہوتی ہے۔ وباللہ التوفیق

سوال نمبر ۲: امام بخاری رحمہ اللہ نے 'التاریخ الکبیر' میں صحیح سند کے ساتھ امام ربیعہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ حدیث میں اِدراج کیا کرتے تھے۔ سوال ہے کہ کیا اِدراج کرنے والے کی حدیث صحیح ہوتی ہے؟ اگر ہاں تو کیا انکی حدیث پر عمل کیا جائے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: 'ادراج' یعنی کسی حدیث کے متن میں اپنی طرف سے جان بوجھ کر کچھ اضافہ کر دینا حرام ہے لیکن ادراج کی ایک قسم ایسی ہے جو جائز ہے اور وہ یہ کہ کوئی راوی احادیث کے غریب الفاظ کی تشریح میں کچھ الفاظ اس طرح بیان کرے کہ وہ حدیث کا حصہ معلوم ہوں۔ امام زہری کے ادراج کی نوعیت بھی یہی ہے۔ امام زہری رحمہ اللہ کی طرف جس ادراج کی نسبت ثابت ہے، وہ ایسا ادراج ہے جسے جائز قرار دیا گیا ہے یعنی حدیث کے غریب الفاظ کی شرح کرنا جیسا کہ امام سیوطی کی درج ذیل عبارت سے واضح ہو رہا ہے، لکھتے ہیں:

وعندي ما أُدرج لتفسير غريب لا يمنع ولذٰلك فعله الزهري وغير واحد من الأئمة[1]

"اور میرے نزدیک کسی غریب الفاظ کی تشریح کے لیے جو ادراج کیا جائے تو وہ ممنوع نہیں ہے جیسا کہ امام زہری اور دوسرے ائمہ حدیث سے مروی ہے۔"

سوال نمبر۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ "ایسا بدعتی جس کی بدعت شرک تک نہ پہنچی ہو، اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔" اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایسی کسی حدیث کا ہمیں علم نہیں ہے اگر آپ کے پاس اس کا کوئی حوالہ ہو تو میسر کریں، آپ کے حوالہ دینے پر جواب ارسال کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں بعض فقہا کا قول 'عقیدہ طحاویہ' میں بیان ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ باجماعت نماز کی اہمیت زیادہ ہے اور کسی امام کے فاسق، فاجر یا بدعتی ہونے کی وجہ سے اُس کے پیچھے نماز کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ امام اسی کو بنانا چاہیے جو صحیح العقیدہ، متقی، پرہیزگار، عالم دین اور قاری قرآن ہو۔ لیکن اگر کوئی امام عالم دین یا قاری قرآن یا متقی یا صحیح العقیدہ نہ ہو یعنی بدعتی ہو تو اس صورت میں احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ صحیح العقیدہ لوگوں کی مسجد تلاش[2] کی جائے، بصورتِ دیگر ایسے بدعتی امام کے پیچھے جو اپنی بدعت کا داعی ہو، نماز پڑھنے کے بجائے تنہا نماز پڑھنا اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم

---

۱ تدریب الراوی: ۱/ ۲۳۱

۲ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: کتاب 'مقالاتِ تربیت' مقالہ مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ: ص تا ؟؟؟؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال نمبر ۴: ایک حدیث کی تحقیق مطلوب ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ مومن زانی ہو سکتا ہے، شرابی ہو سکتا ہے، جواری ہو سکتا ہے، مگر جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ کیا اس طرح کی کوئی حدیث ہے؟ اگر ہے تو اس کی سند بتادیں۔

جواب: اس طرح کی ایک مرسل روایت تو موجود ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ مؤمن بزدل ہو سکتا ہے، بخیل ہو سکتا ہے لیکن جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ خطبا حضرات نے اسی حدیث سے سوال میں بیان کردہ مفہوم کشید کیا ہو۔ صفوان بن سلیم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا:

أيكون المؤمن جبانا؟ قال: «نعم» فقيل: أيكون المؤمن بخيلا؟ قال: «نعم» فقيل له: أيكون المؤمن كذابا ؟ قال : «لا»

"کیا مؤمن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، عرض کیا گیا کہ کیا مؤمن بخیل ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ سے پوچھا گیا: کیا مؤمن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔"

سوال نمبر ۵: کیا روزہ افطار کرنے کی معروف دعا: اللهم لك صمتُ وعلى رزقك أفطرت[1] ضعیف ہے؟

جواب: یہ حدیث دو سندوں سے مروی ہے اور یہ دونوں ہی ضعیف ہیں:

① انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ کہتے:

«بسم الله،اللهم لك صمتُ وعلى رزقك أفطرت»[2]

اس سند میں اسمٰعیل بن عمرو بن نجیح اصبہانی ضعیف اور داؤد بن زبرقان رقاشی متروک راوی ہے۔

② معاذ بن زہرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا کرتے:

«اللهم لك صمتُ وعلى رزقك أفطرت»[1]

---

۱ سنن ابو داؤد:۲۳۵۸

۲ طبرانی اوسط:۷۵۴۹، طبرانی صغیر:۹۱۲، اخبار اصبہان:۱۷۵۶... ضعیف جدا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث دو علتوں کی وجہ سے ضعیف ہے:

اول تو یہ روایت مرسل ہے اس لیے کہ معاذ بن زہرہ تابعی ہے، ثانیاً: معاذ بن زہرہ مجہول راوی ہے۔ اس کے برعکس روزہ افطار کرتے وقت مسنون دعا یہ ہے:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ الفاظ کہتے:

«ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ»[2]

"پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اگر اللہ نے چاہا تو اجر ثابت ہو گیا۔"

سوال نمبر ۶: اکثر سننے میں آیا ہے کہ علما حدیث کو طبقات میں تقسیم کرتے ہیں، یعنی یہ حدیث پہلے طبقے کی ہے، یہ دوسرے اور یہ تیسرے طبقے کی، اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: بعض اہل علم نے کتبِ حدیث کو ان کی صحت کے درجات کے اعتبار سے مختلف طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ مثلاً شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں کتب حدیث کے اُن کی صحت کے اعتبار سے چار درجات بنائے ہیں:

پہلا درجہ: موطا امام مالک، صحیح بخاری اور صحیح مسلم

دوسرا درجہ: سنن ابو داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی اور مسند احمد

تیسرا درجہ: مسند ابی یعلیٰ، مصنف عبد الرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، سنن بیہقی، معاجم طبرانی

چوتھا درجہ: کتاب الضعفاء والمجروحین لابن حبان، الکامل فی ضعفاء الرجال از ابن عدی، خطیب بغدادی، ابو نعیم، جوزقانی، ابن عساکر، ابن نجار اور دیلمی کی کتب اور مسند خوارزمی۔[3]

سوال نمبر ۷: حدیثِ قدسی اور حدیثِ نبوی کے درمیان کیا فرق ہے، نیز حدیثِ قدسی کو قدسی کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: حدیث قدسی وہ ہے جس کی نسبت اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف کی جائے، اس میں بیان شدہ مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہیں جبکہ

---

۱ سنن ابو داود: ۲۳۵۸، سنن بیہقی: ۴/ ۲۳۹، مصنف ابن ابی شیبہ: ۷/ ۹۸۳، ضعیف

۲ سنن ابو داود: ۲۳۵۷، حاکم ۱/ ۴۲۲، بیہقی ۴/ ۲۳۹، عمل الیوم واللیلہ لابن السنی: ۷/ ۷۴... اسنادہ حسن

۳ تلخیص از قواعد التحدیث از جمال الدین قاسمی: ۷/ ۲۴ تا ۲۵۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ نبوی میں قول وفعل کی نسبت رسولِ کریم ﷺ کی طرف ہوتی ہے اور الفاظ ومعانی رسول اللہ ﷺ کے اپنے ہوتے ہیں۔ حدیثِ نبوی بھی وحی الٰہی ہوتی ہے اور حدیثِ قدسی کو قدسی اس کی عظمت ورفعت کی وجہ سے کہا جاتا ہے یعنی قدسی کی نسبت قدس جل جلالہ کی طرف ہے جو اس حدیث کے عظیم ہونے کی دلیل ہے۔ حدیث قدسی کی مثال یہ ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال النبي ﷺ: يقول الله تعالىٰ: «أنا عند ظن عبدي بي، وأنا معه إذا ذكرني، فإن ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي، وإن ذكرني في ملإ ذكرته في ملإ خير منهم، وإن تقرّب إلي بشبر تقرّبت إليه ذراعًا، وإن تقرب إليّ ذراعًا تقرّبت إليه باعًا، وإن أتاني يمشي أتيته هرولة»[1]

”سیدنا ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے بندے سے، میرے بارے میں اُس کا جو گمان ہے، اس کے مطابق معاملہ کرتا ہوں۔ جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اپنے اندر یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کا تذکرہ اس سے بہتر جماعت میں کرتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ آگے بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف بازو بھر پیش قدمی کرتا ہوں۔ اگر وہ بازو بھر آگے بڑھتا ہے تو میں دوہاتھوں کی لمبائی بھر اس کی طرف بڑھتا ہوں۔ اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔“

جبکہ حدیثِ نبوی ﷺ کی مثال یہ ہے کہ نبی کریم نے فرمایا:

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «من رأى منكم منكرًا فليغيّره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان»[2]

”جو بھی تم میں برائی دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے ختم کرے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے اسکا خاتمہ کرے، اگر یہ بھی مشکل ہو تو دل سے اسکو برا جانے...“

۱ صحیح بخاری:۷۴۰۵، صحیح مسلم:۲۶۷۵
۲ صحیح مسلم:۴۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مترجم: نعیم الرحمٰن ناصف

مصر کی سلفی جماعت 'حزب النور' سے روزمرہ سوالات

دسمبر ۲۰۱۰ء سے شروع ہوا لا عرب انقلاب ۱۵ ماہ کے قلیل عرصے میں عظیم منازل طے کر چکا ہے۔ برسوں سے منجمد عرب کے سمندر میں زندگی انگڑائی لیتی نظر آرہی ہے اور ملتِ محمدیہ اسلام کی طرف لوٹ رہی ہے۔ تیونس، مصر، اور لیبیا کے بعد اب کویت اور یمن میں بھی اسلامی جماعتوں کو سیاسی میدان میں غیر معمولی کامیابیاں ملی ہیں۔ جس طرح لیبیا کے انقلابیوں نے اسلامی شریعت میں پناہ لینے کا اعلان کرکے مغرب کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا، اسی طرح مصر میں اسلامی جماعتوں کو دو تہائی سے زیادہ ملنے والی اکثریت نے ملتِ کفر کے لئے اندیشوں و پریشانیوں کے سائے گہرے کردیے ہیں۔ قومی اسمبلی کے بعد مصری سینٹ کے انتخابات میں بھی دینی جماعتوں کی کامیابیوں کا تناسب مزید نمایاں ہوا ہے۔ فروری ۱۲ء کے مہینے میں کویت میں ہونے والے انتخابات میں بھی اسلامی جماعتوں کو نصف سے زیادہ نشستیں حاصل ہو چکی ہیں۔ تیونس میں اسلام کے نام پر انتخابات جیتنے والی 'حرکت نہضت' بھی اپنا وزیر اعظم بھی لا چکی ہے۔ یمن میں تین دہائیوں کے بعد دینی جماعتوں کا متفقہ صدارتی اُمیدوار منصور ہادی سابق صدر علی عبداللہ کی جگہ لے رہا ہے۔ ان عرب ممالک میں اخوان المسلمین کے ساتھ ساتھ سلفی اُمیدواروں نے بھی نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں اور آہستہ آہستہ یہ نظریہ پختہ ہو رہا ہے کہ اخوان اور سلفی، لادین قوتوں کے مقابلے میں متحد اور یکسو ہیں۔ مصر میں اخوان کی نمائندہ سیاسی جماعت حرکۃ الحریۃ والعدالۃ (جسٹس اینڈ فریڈم پارٹی) کے ساتھ ساتھ سلفی مکتبِ فکر کی نمائندہ 'حزب النور' نے قومی اسمبلی میں ۲۴ فیصد نشستیں حاصل کی ہیں۔ مصر میں اس وقت اسلامی جماعتوں کے ایک ہی نمائندہ اُمیدوار حازم صلاح ابو اسمٰعیل میدان میں ہیں جنہیں سلفی جماعت حزب النور نے اپنا صدارتی اُمیدوار نامزد کیا ہے۔ دینی جماعتوں کی اسمبلیوں اور سینٹ انتخابات میں نمایاں کامیابی کے بعد حازم صلاح کی مصری صدر کی طور پر کامیابی کے امکانات بہت بڑھ چکے ہیں، یاد رہے کہ مصر میں جون ۱۲ء انتقالِ اقتدار کا مہینہ ہوگا۔ پاکستان کی اسلامی جماعتوں اور دینی تحریکوں کے لئے اس وقت یہ مطالعہ بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ عرب کی یہ جمہوری اور سلفی جماعتیں معاشرے کو اسلامی ثمرات سے مستفید کرنے کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کرتی ہیں۔ ان کے ہاں تبدیلی کا ایجنڈا اور ترجیحات کیا ہیں؟ اس حوالے سے حزب النور، مصر کی ویب سائٹ پر اُن کے سیاسی وژن اور منشور کے طور پر شائع کی جانے والی دستاویز بھی مطالعہ کے قابل ہے، تاہم فی الحال اس شمارے میں ہم 'حزب النور' سے آئے روز پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات کا اُردو ترجمہ شائع کر رہے ہیں۔ ح م

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: آپ کے خیال میں کیا یہ وقت تمام دینی جماعتوں کے اتحاد کا نہیں؟

یقیناً ایسا ہی ہے، ہم تمام دینی جماعتوں کے اتحاد کے پر جوش حامی ہیں، یہ زاویۂ فکر درست نہیں کہ ایک سے زیادہ دینی جماعتوں کا وجود لازمی طور پر فرقہ واریت پر ہی منتج ہوتا ہے، ایسا ہر گز نہیں ہے بلکہ سیاسی میدان بہت وسیع ہے۔ ایک سے زیادہ جماعتیں ہونے کے باوجود ہمارا کاز اور مقصد یکساں ہے۔

سوال: کیا آپکے اخوان المسلمون اور دیگر دینی جماعتوں کے ساتھ تعاون کے امکانات ہیں؟

کیوں نہیں! یہ بدیہی امر ہے بلکہ آمدہ ایام میں ان شاءاللہ اس تعاون میں اضافہ ہو گا۔ کیونکہ ہمارا یقین محکم ہے کہ دیگر اسلامی جماعتوں کے ساتھ ہمارا تعاون مصر کے مستقبل کے لیے انتہائی مفید ہو گا۔

سوال: خواتین کے بارے میں حزب النور کا کیا نقطہ نظر ہے، آپ لوگ خواتین کی ملازمت کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

حزب النور خواتین کو انتہائی عزت واحترام کی نظر سے دیکھتی ہے۔ رہی بات خواتین کی ملازمت کی تو اس کے بارے میں بھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بہت سارے میدانوں میں عورت کا کردار کلیدی ہے۔ جس کی معاشرے کو اشد ضرورت ہے لیکن اس کے ساتھ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ملازمت کے دوران تمام شرعی اُصول وضوابط کا خیال رکھا جانا بھی انتہائی ضروری ہے تاکہ خاتون کو جملہ پہلوؤں سے تحفظ حاصل ہو۔ حالیہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۳۰ فیصد مصری خاندانوں کی کفالت خواتین کر رہی ہیں، اس صورت میں حزب النور کیسے خواتین کی ملازمت کے خلاف ہو سکتی ہے؟

پھر اسلامی تاریخ جو ہمارے لیے ضابطۂ حیات ہے، ہمیں خواتین کے بارے میں وضاحت سے بتاتی ہے کہ دورِ نبوی میں صحابیات نے مختلف میدانوں میں کیسے اپنا کردار ادا کیا؟ وہ مسلمانوں کے ساتھ غزوات میں شامل ہوتیں، زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی کرتیں، اُنہیں پانی پلاتیں اور ان کی مدد کے لیے جو بھی بن پاتا، پوری تندہی سے وہ کرتیں۔

سوال: حزب النور کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ صرف مسلمانوں تک محدود ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: یہ حزب کے خلاف پروپیگنڈہ ہے جو زمینی حقائق کے یکسر منافی ہے۔ امر واقعہ یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ حزب کی تاسیس میں ہی پہلے روز سے کئی گروہ شامل تھے جن میں مسلمانوں کے علاوہ عیسائی لوگ بھی شامل تھے۔

حزب نے تمام مصری لوگوں کے لیے اپنے دروازے کھلے رکھے ہوئے ہیں، اس کے اہداف و مقاصد واضح ہیں جو اُن کے بارے میں جاننا چاہے وہ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم کھلے دل سے خوش آمدید کہیں گے۔

سوال: سلفیوں کے بارے میں آپ کا کیا نقطہ نظر ہے؟

جواب: سلفی مصر کی ایک بڑی تعداد کے لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ حزب کے بانیوں میں سے بھی ہیں لیکن یہ رائے درست نہیں کہ حزب النور صرف سلفیوں تک محدود ہے بلکہ ہمارے دروازے جیسا کہ ہم نے پہلے کہا، تمام مصریوں کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔

سوال: کیا حزب کی طرف سے یہ اعلان کہ ہم تمام معاملات شریعتِ اسلامیہ کے تحت ہی سرانجام دیں گے، اس سے مصری قبطی حزب میں شمولیت سے گریز نہیں کریں گے؟

جواب: نہیں بالکل نہیں، اس لیے کہ شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ سے مراد نیکی اور عدل وانصاف کی بات ہے۔ اور عدل وانصاف ہی قبطیوں کا ہدف و مقصود ہے جیسا کہ ۶ مارچ ۱۹۸۵ء کو روزنامہ اہرام میں شائع ہونے والا 'بابائے اقباط' باباشنودہ کا یہ بیان اس کی تصدیق کرتا ہے کہ

"قبطی لوگ شریعتِ اسلامیہ کے حاکمیت تلے بہترین کیفیت اور انتہائی پرامن حالات سے محظوظ ہوئے۔ جب قبطیوں نے حکم خداوندی کو خود پہ اجتماعی طور نافذ کر لیا تو کیسے وہ معاشی طور پر مضبوط ہوئے اور کیسے ان کے ہاں مثالی امن قائم ہوا؟ اور ماضی میں بھی جب جب شریعت اسلامیہ اپنی اصل روح کے ساتھ نافذ کی گئی تو قبطی اس طرح مسرور ومطمئن زندگی گزارتے تھے۔ غیروں سے درآمدہ قوانین جب بھی ہم پرلاگو کئے گئے ہیں تو ہماری حالت بدتر ہوئی۔ ماضی کے ان تجربات سے ہم نے سیکھا ہے کہ غیروں کے قوانین کی بہ نسبت اسلام کے پرچم تلے ہمارا رہنا زیادہ امن وسکون کا باعث اور بدرجہا بہتر ہے۔ ہم میں سے ہر باشعور شخص کو یہ حقیقت جان لینی چاہئے۔ کیونکہ مصر میں غیر ملکی قوانین ہی درآمد کیے گئے ہیں اور وہی قوانین اب تک ہم پر مسلط رہے ہیں۔ حالانکہ ہمارے پاس اسلام کی صورت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تفصیلی قوانین موجود ہیں تو کیونکر ہم اسلام کو چھوڑ کر غیر ملکی قوانین کو اپنانے پر راضی ہو جائیں؟''[1]

سوال: بعض لوگ اس پر تعجب کرتے ہیں کہ حزب النور اچانک کہاں سے آگئی ہے، انقلاب سے پہلے یہ لوگ کہاں تھے؟

جواب: ہم لوگ انقلاب سے پہلے بھی لوگوں کے درمیان اِنہی شہروں اور محلوں میں رہائش پذیر تھے۔ ان دنوں ہم دعوتِ دین، لوگوں کی تربیت اور دیگر رفاہِ عامہ کے کاموں میں مشغول تھے۔ نہ صرف انقلاب سے پہلے بلکہ یہ کام ہم دورانِ انقلاب بھی سرانجام دیتے رہے۔ اس کے علاوہ انقلاب کے آغاز سے لے کر اختتام تک سلفی نوجوانوں نے اس جدوجہد میں فعّال کردار ادا کیا۔ خصوصاً لوگوں کو سیکورٹی اور تحفظ فراہم کرنے اور شرکاے انقلاب کو کھانے پینے کی اشیا مہیا کرنے میں اُن کا کردار مثالی تھا۔

سوال: آپ لوگ تو عمل سیاست کو ایک جرم خیال کرتے تھے، اب پوری طاقت سے اس میں کیوں مشغول ہو گئے؟

جواب: سیاست کے میدان میں دراصل نظریہ اور اُس کا اطلاق دونوں پہلو پائے جاتے ہیں۔ اُصولی اور نظریاتی طور پر ہم ہمیشہ سے بہترین منہج (سیاست شرعیہ) کے ہی حامل ہیں جو کہ آپ ﷺ کی سیرت اور دورِ خلافت سے لیا گیا ہے، تاہم ترجیحی مفاسد و درپیش مصالح کے مطابق اجتہاد کا میدان کافی وسیع ہے۔

سوال: عوامی مجالس اکثر کی نظر میں کفریہ مجالس تھیں کیونکہ وہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتی تھیں، اب اُن میں کیا تبدیلی ہوئی ہے؟

جواب: ۱۹۹۶ء میں عدالت کی طرف سے ایک مشہور فیصلہ سامنے آیا جس میں قرار دیا گیا تھا کہ مصری آئین کا آرٹیکل نمبر ۲ تمام قوانین پر غالب ہو گا یعنی وہ تمام قوانین جو

۱ اس حوالے سے مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ کیجیے: ڈاکٹر عمر عبد العزیز کی کتاب 'سماحۃ الاسلام'

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعتِ اسلامیہ کے خلاف ہیں، کالعدم سمجھے جائیں گے۔ اب اس کلیدی تبدیلی کے بعد میدانِ سیاست میں سرگرم ہونا ہمارے لئے اُصولاً ممکن ہو گیا ہے۔

سوال: منکرات کے خاتمے کے حوالے سے لوگ بہت بے چین ہیں، اُن کے خاتمے میں حزب النور کیا حکمتِ عملی اختیار کرے گی؟

جواب: جب تک کوئی متبادل حکمت عملی سامنے نہیں آ جاتی، حزب النور منکرات کے خاتمے کے لیے 'تدریج' کی حکمتِ عملی سے آگے بڑھے گی۔ وہ کسی ایسی حکمتِ عملی پر عمل پیرا نہیں ہو گی جس میں تشدد یا خوف کا پہلو پایا جاتا ہو۔ ہم ہر طرح کی برائیوں کے انسداد کے لیے مصریوں کے مزاج کا خیال رکھیں گے، اس لیے کہ شریعت اس دورانیہ میں اُن سے اوجھل نہیں ہوئی ہے۔ بہر صورت اصلاحات کرنے میں حزبُ النور کی حکمتِ عملی کا اصل الاصول 'تدریج' ہو گا۔

اھل علم کے لئے خوش خبری

شیخ الحدیث مولانا عبد المنان نور پوری کے سوانح حیات اور کارہائے نمایاں جاننے کے لئے جامعہ اسلامیہ سلفیہ (مسجد مکرم) ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ سے شائع ہونے والے موقر مجلّہ 'المکرم' کی ایک ضخیم اشاعت شائع کی گئی ہے جس میں اس موضوع پر علمائے کرام اور طلبہ علم کے متعدد مضامین شائع کئے گئے ہیں۔ المکرم کا شمارہ نمبر ۱۳، بابت اپریل، مئی اور جون ۲۰۱۲ء اس حوالے سے تشنگی دور کرنے اور اُن کے محبان کی طرف سے ایک فرضِ کفایہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین! ادارہ 'محدث'

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد عاطف بیگ

امریکی جارحیت کے گیارہ سال: ایک جھلک

① ۲۱ ستمبر ۲۰۰۱ء:... وائس آف امریکہ VOA کی ریڈیو پشتو سروس کا نمائندہ بذریعہ سٹیلائیٹ فون ملا عمر سے پوچھتا ہے:

VOA: آپ اسامہ بن لادن کو نکال کیوں نہیں دیتے؟

ملا عمر: اسامہ بن لادن کا مسئلہ نہیں ہے، مسئلہ 'اسلام' کا ہے۔ اسلام کی شان و شوکت کا سوال ہے اور افغانوں کی روایت کا۔

VOA: آپ کو پتہ ہے کہ امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا ہے؟

ملا عمر: میرے سامنے دو دعوے ہیں۔ ایک دعویٰ اللہ کا جو فرماتا ہے کہ میری زمین بڑی وسیع ہے۔ جو میرے راستے میں ہجرت کرے گا، اسے پناہ ملے گی۔ دوسرا دعویٰ بش کا جس کا کہنا ہے کہ تم زمین پر کہیں بھی چھپ جاؤ، میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ دعویٰ کس کا سچا ہے۔

VOA: تو آپ اسامہ بن لادن کو حوالے نہیں کریں گے؟

ملا عمر: ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ایسا کرنے کا مطلب ہو گا: ایمان کا خاتمہ؛ ہم مسلمان نہ رہیں گے۔ اگر ہم حملے سے خوفزدہ ہوتے تو اُس کو چند سال قبل اُسی وقت حوالے کر چکے ہوتے جب ہمیں پہلی بار حملے کی دھمکی دی گئی تھی۔ امریکہ اگر چاہے تو ہم پر دوبارہ حملہ کر سکتا ہے اور اس بار ہمارا کوئی دوست بھی نہیں ہے۔

VOA: اگر آپ لوگ اپنی پوری قوت سے بھی لڑو تو کیا ایسا کر سکتے ہو؟ امریکہ کیا آپ کو مارے گا نہیں، اور آپ کے لوگ کیا نقصان نہ اٹھائیں گے؟

ملا عمر: مجھے پورا یقین ہے، ایسا نہ ہو سکے گا۔ اس کو یاد رکھنا، ہم اللہ پر بھروسے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے اور جو بھی اس پر یقین رکھے گا، اللہ اس کی مدد فرمائے گا اور اسے کامیاب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گا۔

④ ۱۵ نومبر ۲۰۰۱ء:.... BBC ریڈیو کی پشتو سروس کا نمائندہ:

BBC: آپ کا افغانستان کی موجودہ صورتحال کے بارے میں کیا خیال ہے؟

ملا عمر: تم اور تمہارے غلام ذرائع ابلاغ نے یہ سوال پیدا کیا ہے، وگرنہ افغانستان کی موجودہ صورتحال کا تعلق ایک عظیم مقصد سے ہے اور وہ ہے: 'امریکہ کی تباہی' اور دوسری طرف اس کا تعلق "طالبان کی صفوں میں سے منافقین کی صفائی سے ہے۔"

BBC: 'امریکہ کی تباہی' آپ کا اس سے کیا مطلب ہے؟ کیا آپ کے پاس ایسا کرنے کا کوئی مضبوط منصوبہ ہے؟

ملا عمر: یہ منصوبہ خود بخود آگے بڑھ رہا ہے اور ان شاء اللہ یہ ہو کر رہے گا۔ اگرچہ یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو کہ انسانی قوت و عقل سے ماورا ہے لیکن اگر اللہ کی مدد شامل حال رہی تو یہ بہت تھوڑے وقت میں ہو جائے گا، اس پیشین گوئی کو یاد رکھنا...!!

③ ۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء:... طاغوتِ اعظم امریکہ صلیبی جنگ کا نعرہ بلند کرتا ہوا سرزمین جہاد پر حملہ آور ہوتا ہے، افغانستان کی گلیوں میں موت کا رقص شروع، آوازیں بند اور لہجے گنگ، زمین کارپٹ بمباری سے ہلنے لگتی ہے۔ کروز اور ڈیزی کٹر ہواؤں کا سینہ یوں چیرنے لگتے ہیں جیسے ہزاروں بگولے یک دم چلنے لگے ہوں۔ ہیل فائر رات کے اندھیرے میں روشنی کا خنجر گھونپ دیتی ہے۔ سٹیلائٹ، جاسوسی کیمرے، نائٹ وژن، ائرسرویلنس، سپیشل فورسز پہاڑوں اور وادیوں کی خاک یوں چھاننے لگتے ہیں جیسے قارون کا خزانہ تلاش کر رہے ہوں۔ کیا حواری، کیا مداری سب ہی خوف سے کانپ اٹھتے ہیں۔ ڈیزی کٹر کی بارش تورا بورا کی پہاڑیوں پر ہوتی ہے لیکن گھن گرج کا اثر سینکڑوں میل دور بیٹھے حواریوں کے دل پر ہوتا ہے۔ خون تو قلعہ جنگی کے کنٹینروں میں بہتا ہے اور لرزہ کسی اور قوم پر طاری ہوتا ہے۔ اپاچی، چینوک، کوبرا کمال مہارت کا مظاہرہ تو کوہ ہندوکش کے پہاڑوں میں کرتے ہیں لیکن رعب 'زمینی حقائق' کے خوشہ چینوں پر طاری ہو جاتا ہے۔ تجزیات، اخبارات، کالمز، مذاکرات، تحقیقات، نظریات، فتاویٰ جات یہاں تک کہ 'دینیات' کا بھی تبصرہ یہی ٹھہرتا ہے کہ "ملک بچ گیا، وطن کی خیر...!" فاقہ کش، جاہل، دورِ جدید سے نابلد، جدید علوم وفنون سے بے علم، عقل سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندھے، استعجالی، ظالم، وحشی، آدم خور، ایجنٹ، ہرکارے، قاتل، ملک دشمن، رجعت پسند اِن سب لفظوں کو جمع کر کے لفظ 'دہشت گرد' کا جامہ پہنا دیا جاتا ہے۔

بقول امام ابن تیمیہ:

"منافقت اور نفاق نے اپنی پیشانی کھول دی ہے۔ کفر و ہوس نے جبڑے نکال لیے ہیں اور قریب ہے کہ کتاب اللہ کے ستون کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ ایمان کی رسّی کو ٹکرے ٹکرے کر دیا جائے اور مؤمنون کے گھروں میں دوزخ کی تباہیاں نازل ہوں۔ اور یہ دین فاسق فاجر (امریکیوں[1]) کے غلبہ سے نیست و نابود ہو کر رہ جائے۔ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے ان کا گمان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کے ساتھ صرف دھوکے اور غرور کا وعدہ کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا لشکر کبھی لوٹ کر اپنے اہل و عیال کے پاس نہیں جائے گا۔ "جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے۔ اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل مارے دہشت کے حلقوم تک پہنچ گئے اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ وہاں مؤمن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے۔" (احزاب: ۱۰)[2]

آج سے صرف گیارہ سال پہلے 'ایمان' ایک بندے کا قد و قامت کوہ ہمالہ سے بھی بلند و بالا کر دیتا ہے اور کئی 'غلامان' زمینی حقائق کی پستیوں میں ہمیشہ کے لیے غرق ہو جاتے ہیں۔ ذرا تصور تو کیجیے ۲۰۰۱ء سے لے کر ۲۰۱۲ء صرف گیارہ سال!! ایک بچے کی بلوغت تک پہنچنے کا عرصہ، سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ کی تقریباً نصف مدت!! پاکستان کی انفرادی اوسط زندگی کا چوتھا حصہ!! گیارہ سال قوموں کی زندگی کا صرف ایک لمحہ!! صرف گیارہ سالوں میں ایک قوم نے عزت و رفعت کا وہ مقام حاصل کر کیا کہ فرعونِ اعظم امریکہ بھی 'قرآن' کی بے حرمتی پر 'تحریری معافی' کا خواستگار ہوتا ہے جبکہ ہمارے گھر سے

---

1 اصل لفظ 'تاتاریوں' ہے، جسے ہم نے معنویت پیدا کرنے کے لیے 'امریکیوں' لکھا ہے۔

2 'تاریخ دعوت و عزیمت' از امام ابن تیمیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری بیٹی اور بہن اُٹھالی جاتی ہے، بگرام اور امریکی جیلوں میں اس کی آبروریزی کے بعد، اپنی عزت کے تحفظ میں گولی چلانے پر ۸۶ سال کے لیے جیل میں گلنے سڑنے کے لیے پھینک دی جاتی ہے اور ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ آج ایک قوم برابری کی سطح پر قطر میں مذاکرات کرتی ہے اور ہمارے ایوانوں میں قصرِ سفید سے جاری ہونے والے حکم نامے کا انتظار کیا جاتا ہے۔ قندھار کا ایک فاقہ کش اپنے ربّ کی سرزمین پر عزت کے ساتھ کہیں رہتا ہے، مغرب تا مشرق اہل ایمان اس کے ساتھ عہدِ وفاداری استوار کرتے ہیں اور ہم مستقبل کی تاریخ میں میر جعفر و صادق کے ساتھ لکھے جانے والے 'شریفوں اور زرداریوں' کے ساتھ اپنا سر پھوڑ رہے ہیں۔

گیارہ سال پہلے جس رعونت آمیز لہجے نے صلیبی جنگ کی دھمکی دی تھی، وہ آج کچھ فاقہ کشوں کے وجود سے لرزہ براندام ہے اور ہم 'ڈومور' کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ 'زمینی حقائق' کے ماہرین آج انصاف کے خوف سے خود زمین ہی بدل لیتے ہیں۔ اہل نظر ایک توجہ ادھر بھی، سوال یہ نہیں کہ مدد کون کر رہا ہے، کہیں یہ تو نہیں، کہیں وہ تو نہیں، سوال تو یہ ہے کہ کھڑا کون رہا!!... اپاچی، چینوک، ہیل فائر کے سامنے کس نے صرف ربّ العالمین پر توکل کیا؟ کس کا جذبہ لہو بن کر بدنوں میں سرایت کر گیا؟ ذرا مادی اسباب سے نظر ہٹا کر الٰہی امداد پر بھی تو دھیان دیجیے... بدر، اُحد، احزاب کے معرکے تو تمہاری نظر میں تاریخ ٹھہرے لیکن شاہی کوٹ، مرجاہ، خوست، کنڑ، قندھار میں ہونے والے واقعات تو تمہارے سامنے رونما ہو رہے ہیں!! اگر عقل اور نظر مختلف سازشوں کو سمجھتے سمجھتے خود سازشی نہ ہو گئی ہو تو پھر غور کرو کہ تمہارے اردگرد 'اللہ کی سنت' رونما ہو رہی ہے اور تم اللہ کی سنت میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔ اگر ہو سکے تو خود انہی کی گواہیوں پر نظر ڈال لو:

④ ۲۲ دسمبر ۲۰۰۹ء: جنرل مائیکل ٹی فلن General Michael T filin افغانستان میں امریکی خفیہ ایجنسی کا اعلیٰ آفیسر:

"۲۰۱۰ء میں طالبان کے حملوں میں اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ یہ حملے ۲۰۰۷ء سے ہی ۳۰۰ فیصد بڑھ چکے ہیں اور ۲۰۰۸ء میں ان میں ۶۰ فیصد اضافہ ہوا ہے۔"

⑤ ۲۰۰۹ء: نیٹو کی خفیہ ایجنسی کی رپورٹ:

"طالبان کے پاس تقریباً ۲۵۰۰۰ حوصلہ مند جنگجو موجود ہیں۔ تقریباً اتنے ہی جتنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ۹/۱۱ کے حملوں سے پہلے تھے، اس سے بھی زیادہ جو کہ ۲۰۰۵ء میں تھے۔"

⑥ اگست ۲۰۰۹ء جنرل سٹینلے میک کرسٹل، افغانستان میں امریکی فوج کا سربراہ... وال سٹریٹ جرنل سے ایک انٹرویو:

"طالبان نے ہم پر فوقیت حاصل کر لی ہے۔ اُنھوں نے بڑے جارحانہ انداز میں اپنا اثر و رسوخ شمال تا جنوب تک پھیلا دیا ہے۔ آنے والے دنوں میں امریکی فوج کی حکمتِ عملی اپنی پیش قدمی کو روک کر افغانوں کی حفاظت تک محدود ہو گی، اور یہ بھی بڑا مشکل کام ہے۔"

⑦ ۲۰۰۹ء: جان مکین John McCain امریکی سینیٹر:

"ہم افغانستان میں جنگ ہار رہے ہیں۔"

⑧ ۶ جون ۲۰۱۱ء: امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس اور جنرل ڈیوڈ پٹریاس... ABC NEWS سے انٹرویو:

"امریکہ کے ۲ اعلیٰ ترین عہدے داروں نے یہ کہنے سے انکار کر دیا کہ وہ افغانستان میں جنگ جیت رہے ہیں۔"

⑨ ۲۰۱۱ء: شیراڈ کوپر کولز Sherad Coper Coles... ۲۰۰۷ء تا ۲۰۱۰ء افغانستان میں برطانوی سفیر:

"یہ کہنا خوش فہمی ہے کہ ہم افغانستان میں جنگ جیت رہے ہیں۔"

⑩ ۲۰۱۱ء: جولین گلور (Julian Glover): دی گارڈین کا لیڈر رائٹر... برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون کا تقریر نویس:

"افغان جنگ ہاری جا چکی ہے۔ اب الزام کون لے گا؟"

⑪ ۲۰۱۲ء: کرنل ڈینئل ایل ڈیوس Lt Col Daniel L Davis.. آرمڈ فورس جرنل:

"اپنی سرکاری ذمہ داریوں کے برعکس، مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم افغانستان میں جنگ ہار رہے ہیں۔"

صلیبی فوج کے جانی ومالی نقصانات

آئیں لگے ہاتھوں صلیبی فوج کے نقصانات پر بھی ایک نظر ڈال لیتے ہیں۔ نیٹو اور مختلف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی ذرائع ابلاغ کے اعداد و شمار کے مطابق افغانستان میں ہونے والے نقصانات کی تفصیل:

۲۰۰۱ء سے لے کر جنوری ۲۰۱۲ء تک اموات و زخمی

- نیٹو اموات کی کل تعداد: ۲۹۳۰
- ۶جون ۲۰۱۱ء تک نام نہاد امن کے امریکی ٹھیکے داروں کی کل اموات: ۷۶۳ (اس میں صرف وہ امریکی شہری شامل ہیں جو افغانستان میں مختلف خدمات سرانجام دے رہے تھے)
- اپریل ۲۰۱۱ء تک افغان فوجیوں کی کل اموات: ۸۷۵۶
- زخمی: مئی ۲۰۱۱ء تک صرف امریکی زخمیوں کی کل تعداد ۲۵۱۹۶ (اس میں دیگر نیٹو ممالک کے فوجی شامل نہیں ہیں) جبکہ AntiWar.com کے مطابق تقریباً ایک لاکھ فوجی زخمی ہیں۔
- مئی ۲۰۱۱ء تک امن کے امریکی ٹھیکے داروں کی کل تعداد ۱۰۳۴۳ (صرف امریکی شہری)
- مئی ۲۰۱۱ء تک افغان فوجیوں کی کل تعداد ۲۶۲۶۸

اس کے علاوہ جنگ سے واپس چلے جانے والوں کا پیچھا شاید مظلوموں کی بددعائیں نہیں چھوڑتیں اور وہ مکافاتِ عمل کا شکار ہو کر رہتے ہیں۔ تازہ ترین اعداد شمار کے مطابق ہر روز ۱۸ فوجی خودکشی کی کوشش کرتے ہیں۔ ۲۰۱۰ء تک تقریباً ۱۵۰۰۰ امریکی فوجی جو کہ جنگ سے واپس لوٹے ہیں، خودکشی اور مختلف حادثات میں اپنی جان گنوا چکے ہیں اور اس تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ یاد رہے کہ یہ تعداد میدانِ جنگ میں جان گنوانے والے فوجیوں سے دگنا ہے۔ اس میں ۳۰۰۰ وہ فوجی شامل نہیں ہیں جو کہ میدانِ جنگ میں اپنی جان خود اپنے ہاتھوں لے چکے ہیں۔

سابقہ فوجیوں سے متعلقہ وزارت کے اعداد و شمار کے مطابق عراق اور افغانستان میں خدمات سرانجام دینے والے فوجیوں میں سے ۵۸ ہزار فوجی اپنی سماعت مکمل طور پر کھو چکے ہیں، اور ۷۰ ہزار ایسے ہیں جن کے کان بجتے رہتے ہیں۔ جبکہ مختلف نفسیاتی اور دماغی الجھنوں PTSD کے شکار فوجیوں کی تعداد تین لاکھ تک جا پہنچی ہے جس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

اوپر والی تفصیل میں جنگی آلاتِ حرب کی تباہی کی لاگت شامل نہیں ہے جو ایک محتاط

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندازے کے مطابق ۲۳۸ ملین ڈالر بنتی ہے۔

طالبان کے اعداد شمار کے مطابق اموات کی تعداد

اختصار کے پیش نظر صرف دو سال کی رپورٹس کے مطابق

- ۲۰۱۰ء میں صلیبی ہلاکتوں کی تعداد ۱۳۸۴۵
- ۲۰۱۱ء میں صلیبی ہلاکتوں کی تعداد ۱۱۶۵۶

یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح اتحادی فوج کے فراہم کردہ اعداد شمار ماننے میں نہیں آتے، وہاں مجاہدین کے اعداد شمار بھی حقیقت کی پوری عکاسی نہیں کرتے۔ شاید یہ اسی میڈیا وار کا حصہ ہے جو دو برسرپیکار دشمنوں کے درمیان جاری رہتی ہے لیکن ایک بات یقینی ہے کہ صلیبی افواج کو اس جنگ میں ناقابل تلافی جانی، مالی اور ذہنی نقصان کا سامنا ہے۔

اس کی معیشت پر ہونے والے اثرات اس کے علاوہ ہیں جس میں صرف معاشی انڈیکیٹرز (indicators) کی بات کی جائے، تو ۲۰۱۱ء میں امریکہ کی کریڈٹ ریٹنگ تاریخ میں پہلی دفعہ AAA سے AA پر آچکی ہے اور امریکہ کا اندرونی قرضہ ۱۴،۳ ٹریلین ڈالر تک پہنچ گیا ہے جو اس کی کل جی ڈی پی کے برابر ہے۔ یوں رقم کے لحاظ سے یہ دنیا کا سب سے بڑا مقروض ملک بن گیا ہے۔ واضح رہے کہ امریکہ کا کل قرضہ (اندرونی و بیرونی) ۱۱۴،۳۲ کھرب ڈالر ہے۔ امریکہ میں امیر اور غریب کا فرق بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے، ۲۰۱۱ء میں تقریباً دس لاکھ کاروبار اور کارخانے کام نہ ہونے کی وجہ سے بند ہو گئے ہیں۔ سرکاری اعداد شمار کے مطابق ایک کروڑ اڑتیس لاکھ اور غیر سرکاری اعداد شمار کے مطابق ڈھائی کروڑ امریکی بے روزگار ہیں۔

امریکی حکومت نے بیرونِ ممالک سے اربوں ڈالر قرضے لیے تھے تاکہ اپنے تجارتی اور کاروباری اداروں کو سبسڈی فراہم کر کے بند ہونے سے بچایا جا سکے۔ اس پالیسی کے سب سے بڑے مخالف خود عوام ہیں کیونکہ اس سے فائدہ اُٹھانے والے کروڑ پتی اور ارب پتی ہیں۔ اس کا مشاہدہ ہم Capture Wall Street کی تحریک میں کر چکے ہیں۔ یہ غلط فہمی نہ رہے کہ یہ نقصانات جنگ کے علاوہ کسی اور وجہ سے معرضِ وجود میں آئے ہیں، یہ اثرات اسی جنگ کا نتیجہ ہیں جس کی گواہی خود امریکی ماہرین معاشیات دے چکے ہیں، اسی وجہ سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے والے سالوں میں اُن کی خواہش یہ ہے کہ میدانِ جنگ سے دور رہ کر اپنے حامیوں کو اِس جنگ میں دھکیل دیا جائے۔

مستقبل کی جنگ میں حکمتِ عملی کے تحت جن خطوں سے خطرہ ہے، ادھر لاکھوں کی زمینی فوج اُتارنے کے بجائے چند ہزار فوجیوں پر مشتمل اڈوں کے قیام کو ترجیح دی جائے گی اور عام فوج کے بجائے کمانڈو دستوں کے حجم میں اضافہ کیا جائے گا جبکہ حواری ممالک کی فوج کو لڑنے کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ امریکہ اپنی فوج میں ۱۱ فیصد کٹوتی کا اعلان کر چکا ہے جو کہ جنگ کے ناقابل برداشت اخراجات سے بچنے کی ہی کوشش ہے۔

آج سے گیارہ سال قبل 'زمینی حقائق' کے ماہرین نے جو اندازے لگائے تھے، وہ کتنے غلط اور ایک اللہ پر ایمان رکھنے والے کے الفاظ کتنے سچے نکلے۔ ''جو اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ اس کی مدد کرے گا۔''

اس حادثہ کے تمام اسرار منکشف ہو چکے۔ دلوں کے راز باہر نکل آئے ہیں، اب یہ واضح ہو گیا ہے کہ ہماری اکثریت اپنے ربّ کی خیانت کر رہی ہے۔ وہ آج بھی مال (ڈالر و پاؤنڈ) کے پہلے سے زیادہ حریص ہیں۔ ان کے برعکس اپنے ایمان میں صادق اور سنتِ نبوی کا پیروکار اپنے ربّ کی حمد و ثنا میں لگا ہوا ہے۔ اس نے رسول اکرم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو بھی سچ جانا ہے اور ان تمام حوادث و واقعات کو بھی جو اس کے مالک و پروردگار کی طرف سے ظہور پذیر ہوں گے۔ اس حادثہ میں ایک ایسی واضح، کامیاب و کامران جماعت دین پر قائم ہو گئی ہے جسے مخالفت کرنے والے کی مخالفت اور کوئی رسوائی یوم قیامت تک ضرر نہ پہنچا سکے گی۔ آج سے گیارہ سال قبل لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے، بقول امام ابن تیمیہ:

''یہاں ہم انسانوں کو تین گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں: ۱) ایک گروہ جو کہ دین کی نصرت و حمایت میں کوشاں ہے۔ ۲) دوسرا گروہ جو کہ دین کو رسوا کرنے پر تلا ہوا ہے۔ ۳) تیسرا گروہ جو دین اسلام سے خارج ہے۔'' (تاریخ دعوت و عزیمت)

صرف چند سال ہی گزرے ہیں ساری زندگی نہیں، فیصلہ ابھی بھی ہمارے ہاتھوں میں ہے کہ اپنا وزن ان تین گروہوں میں سے کس کے پلڑے میں ڈالنا ہے!! [بشکریہ مجلہ ایقاظ]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر[1]

اہل حدیث اور فتویٰ نویسی؛ ایک تاریخی جائزہ

قیامِ پاکستان کے بعد اہلحدیث مجموعہ ہائے فتاویٰ کا تعارف

ا۔ فتاویٰ ثنائیہ از مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۶۴ء۔۱۹۴۸ء)

مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ بن خضر امرتسری کشمیر کے منٹو خاندان میں ۱۸۶۴ء کو اَمرتسر میں پیدا ہوئے۔سات سال کی عمر میں پدری سایہ سے محروم ہوگئے۔[2]

مولانا نے حصولِ تعلیم کے سلسلہ میں انتہائی مصائب برداشت کیے۔پندرہ سال کی عمر میں مولانا احمد اللہ کے مدرسہ تائید الاسلام امرتسر سے تعلیم کا آغاز کیا۔وزیر آباد میں مولانا عبدالمنان محدث سے۱۸۸۹ء میں سند حدیث حاصل کی اس کے بعد دہلی تشریف لے گئے اور حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی سے تعلیم حاصل کی اور ان سے تدریس حدیث کی اجازت حاصل کر لی۔اس کے بعد سہارنپور اور وہاں سے دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے حلقہ شاگردی میں شامل ہوئے۔

بعد ازاں کانپور کے مدرسہ فیض عام میں داخل ہوئے۔ ۱۸۹۲ء میں آپ کو دستارِ فضیلت دی گئی۔ دورانِ تعلیم مولانا کو اہل حدیث،دیوبند اور بریلوی اَساتذہ سے استفادہ کا موقع ملا۔بعد ازاں مولانا ندوۃ العلماء تاسیس کمیٹی کے رکن نامزد کیے گئے۔[3]

مدرسہ تائید الاسلام اَمرتسر میں چھ سال حدیث کی تدریس فرمائی۔[4]

مولانا کی تفسیر قرآن،سیرتِ ثنائی میں ردّ ادیان باطلہ، مسلکی، تاریخی و ادبی اور کلامی

---

۱ صدر شعبہ علوم اسلامیہ، سرگودھا یونیورسٹی

۲ چالیس علمائے حدیث:ص۱۸۱

۳ ایضاً،ص۸۶

۴ سیرت ثنائی:ص۱۲۷۔۱۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضوعات پر ۱۳۱ کتب کی فہرست دی گئی ہے۔[1]

ان کتب سے مولانا کے تبحر علمی، دقت نظری اور قابل قدر خدمات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے جو انہوں نے ہند کے مسلمانوں کے لیے سر انجام دیں۔ ۱۹۴۷ء کی تحریکِ آزادی میں مولانا کے بیٹے بم دھماکے میں شہید ہوئے بعد میں ہندوؤں نے آپ کے ذاتی کتب خانہ جس میں ہزاروں نادر و نایاب کتب تھیں جلا کر خاکستر کر دیں۔ جس کا صدمہ مولانا کے لیے فرزند کی شہادت سے کم نہ تھا۔ مولانا ۱۹۴۸ء میں سرگودھا منتقل ہو گئے اور اسی سال ۱۵ مارچ کو مختصر علالت کے بعد دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔[2]

فتاویٰ ثنائیہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جن میں سے زیادہ تر ہفت روزہ 'اہل حدیث' امرتسر میں شائع ہوئے۔ مولانا محمد داؤد راز کا مرتب کردہ یہ مجموعہ ادارہ ترجمان السنۃ لاہور کی طرف سے دو جلدوں میں طبع کیا گیا ہے، جن میں بارہ ابواب ہیں۔ فتاویٰ ثنائیہ کا اجمالی خاکہ یہ ہے:

باب اوّل:	عقائد و مہمات دین	کل ۲۶۴ فتاویٰ
باب دوم:	کتاب الصلوٰۃ	کل ۲۷۶ فتاویٰ
باب سوم:	کتاب الصیام	کل ۵۲ فتاویٰ
باب چہارم:	کتاب الزکوٰۃ	کل ۸۵ فتاویٰ
باب پنجم:	کتاب الحج	کل ۳۵ فتاویٰ
باب ششم:	کتاب الجنائز	کل ۷۸ فتاویٰ
باب ہفتم:	مسائل متفرقہ	کل ۱۷۷ فتاویٰ
باب ہشتم:	کتاب النکاح	کل ۲۵۱ فتاویٰ
باب نہم:	کتاب البیوع	کل ۲۱۶ فتاویٰ
باب دہم:	کتاب الفرائض	کل ۱۶۹ فتاویٰ
باب یازدہم:	کتاب الامارہ	کل ۳۳ فتاویٰ
باب دوازدہم:	کتاب المتفرقات	کل ۸۲ فتاویٰ

1 ایضاً: ص ۲۴۶۔۲۸۱

2 سیرت ثنائی: ص ۴۷۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح یہ مجموعہ ۱۵۳۹ فتاویٰ پر مشتمل ہے۔

فتاویٰ ثنائیہ میں فکری واعتقادی فتاویٰ جات کے ذیل میں مختلف مذاہب کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے ان کے عقائد باطلہ کا قرآن کے حوالہ جات سے رد کیا ہے۔ مولانا حوالہ جات میں اکثر قرآنی آیات و احادیث اور کہیں کہیں اشعار کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ فتاویٰ ثنائیہ کے فقہی فتاویٰ جات میں اقتصادی، وراثتی، سیاسی، معاشرتی اور عائلی استفسارات کے قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل جوابات فراہم کیے ہیں۔

مولانا نے اپنے فتاویٰ میں قرآن مجید، صحاح ستہ، حافظ ابن حجر، ابن قدامہ، بدایۃ المجتہد، رد المختار، مصنف عبدالرزاق، صحیح ابن حبان، سنن بیہقی، بدائع و صنائع، نیل الاوطار، معجم طبرانی، مسند احمد، سنن دار قطنی، مشکل الآثار طحاوی وغیرہ سے حوالہ جات لیے ہیں۔ مولانا قرآن اور حدیث کے عربی متن کو تحریر فرماتے ہیں اور اس کا ترجمہ و تشریح کرتے ہیں اور بعض اوقات ایک مسئلہ میں مختلف علما کی رائے بیان فرما کر اپنی ذاتی رائے کو بھی بیان فرماتے ہیں، لیکن مولانا انتہائی اختصار سے کام لیتے ہیں۔ بعض اوقات ایک مسئلہ میں مختلف اقوال بیان فرما کر اپنی رائے کا یہاں ذکر کرتے ہوئے راجح قول بیان کرتے ہیں۔ مولانا نے مہر کے مسئلہ پر فقہائے حنابلہ، شافعیہ، حنفیہ اور مالکیہ کے اقوال نقل کر کے قرآن سے استدلال کیا ہے۔ اس مسئلہ میں مولانا نے حنفیہ اور حنابلہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ اسی طرح کفو کے مسئلہ پر قرآن پاک کی آیت کا حوالہ دے کر فقہا کے اختلافات کا اختصار کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے اور اس مسئلہ میں مولانا کی رائے مالکی مذہب سے ملتی ہے۔ نیز اس مسئلہ میں نبی کریم ﷺ کی احادیث کا حوالہ دیا ہے اور اس کی سند پر بحث کی ہے۔[1]

نیز مفقود الخبر کے مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے رد المختار کا حوالہ دیا ہے۔ بعد ازاں آپ ﷺ کی احادیث بیان کرتے ہوئے فقہی مباحث کا ذکر کیا ہے۔ ان مثالوں سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا اپنی مجتہدانہ شان رکھتے تھے اور مختلف فقہا کی آراء میں دلائل کے ساتھ کسی ایک کو ترجیح دیتے تھے۔[2]

۱ فتاویٰ ثنائیہ: ص ۱۸۰-۱۹۰

۲ ایضاً: ص ۲۶۱-۲۶۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ فتاویٰ اہلحدیث از حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء)

حافظ عبداللہ محدث موضع کمیر پور تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔[۱]

قرآن ناظرہ پڑھنے کے بعد لکھو کے ضلع فیروز پور میں مولانا عبدالقادر سے صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور پھر کمیر پور واپس آکر امرتسر مدرسہ غزنویہ میں قرآن مجید حفظ کیا اور نحو تا شرح جامی اور منطق تا قطبی مولوی معصوم علی سے پڑھیں۔

فقہ اور فلسفہ کی بعض کتابیں مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں قراءت کیں۔ تفسیر و حدیث امام عبدالجبار غزنوی سے اور حدیث کی بعض کتابیں مولوی عبدالاول غزنوی سے پڑھیں پھر دہلی جا کر حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری سے منطق اور فلسفہ کی تعلیم مکمل کی۔ مدرسہ عالیہ رام پور سے مولوی فاضل اور درس نظامی پر دو اسانید فضیلت حاصل کیں۔[۲]

وہاں پر مولوی فضل حق رام پوری اور مولوی محمد امین پشاوری سے منطق و فلسفہ میں اکتساب فیض کیا۔ ۱۹۱۴ء میں فراغت پا کر واپس ہوئے۔ علامہ مولانا محمد حسین بٹالوی کے ایماء اور جماعت اہلحدیث روپڑ ضلع انبالہ کی دعوت پر روپڑ میں قیام فرمایا۔ ۱۹۱۶ء کو روپڑ میں دار العلوم عربیہ اسلامیہ کے نام سے ایک مدرسہ جاری کیا۔[۳]

حافظ صاحب نے صرف تدریس پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ہمہ جہت جماعتی ذمہ داریوں کو اَدا کرتے رہے۔ حافظ صاحب نے تصنیف و تالیف کے میدان میں حصّہ لیا اور مقلدین اور اہل بدعت کی تردید میں متعدد کتابیں تالیف کیں جن کی تعداد ۴۴ ہے۔

آپ ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ھ کو لاہور میں فوت ہوئے۔ علم و فضل کے اس آفتاب کو گارڈن ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔[۴]

حافظ عبداللہ روپڑی کے فتاویٰ جات کو 'فتاویٰ اہلحدیث' کے نام سے ان کے شاگرد مولانا محمد صدیق بن عبدالعزیز نے مرتب کر کے ادارہ احیاء السنہ النبویہ، ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا سے شائع کیا۔

---

۱ تذکرۃ النبلاء از عبدالرشید عراقی: ص ۱۹۰؛ چالیس علماء اہلحدیث: ص ۲۹۴

۲ تذکرۃ النبلاء: ص ۱۹۱؛ چالیس علماء اہلحدیث، ص ۲۹۴

۳ تذکرۃ النبلاء: ص ۲۹۴

۴ تذکرہ علمائے پنجاب از اختر راہی: ص ار ۲۹۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجموعہ ہذا میں ایمانیات، عبادات، معاملات فقہ اور عقائد سے متعلقہ سوالات کو شامل کیا گیا ہے۔ اس میں تقریباً تمام شعبہ ہائے زندگی کے روز مرہ مسائل کے متعلق قرآن و حدیث سے اِستدلال کرتے ہوئے جوابات دیئے گئے ہیں تاکہ انسان اپنی اُخروی زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے اس دنیاوی زندگی میں اپنے عقائد، اعمال، عبادات ومعاملات کو درست کر سکے۔ اس مجموعہ کی چند خوبیاں درج ذیل ہیں:

① ہر جواب کے بعد اپنا نام اور تاریخ مع سن لکھتے ہیں۔ فتویٰ کے جواب کے اختتام پر یوں تحریر ہے: "عبداللہ اَمرتسری روپڑی ۱۹ محرم ۱۳۵۶ بمطابق ۱۲ اپریل ۱۹۳۷ء"[1]

② قرآنی آیات سے بھرپور اِستدلال کیا گیا ہے جیسا کہ آیت قرآنی کا حوالہ دیتے ہیں۔
ترجمہ: میری رحمت نے ہر شے کو گھیر لیا ہے۔ عنقریب میں اس رحمت کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے ہیں: زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔[2]

③ زیادہ تر اَحادیث مبارکہ سے اِستدلال کرتے ہیں۔ صحاح ستہ سے اور دیگر کتب حدیث سے استفادہ کرتے ہیں مثلاً عالم کی فضیلت میں یہ حدیث لائے ہیں:
"عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر۔"[3]

④ دیگر کتب فقہ سے بھی اِستفادہ کیا ہے۔ جیسا کہ 'مسلم الثبوت' سے حوالہ دیتے ہیں۔
یعنی رسول اللہ اور اِجماع کی طرف رجوع کرنا اور عامی کا مفتی کی بات ماننا اور حاکم کا گواہوں یا گواہوں کی توثیق کرنے والوں کی بات ماننا تقلید نہیں۔[4]

⑤ جواب نہایت آسان اور سادہ ہوتا ہے۔ لیکن کبھی کبھار صرف و نحو، فقہ اور منطق کی اِصطلاحات کا استعمال بھی کرتے ہیں۔

⑥ روپڑی صاحب بعض اَوقات فقہائے اَحناف کے بارے میں سخت لہجہ اختیار کرتے ہیں۔ لیکن کئی مواقع پر اپنے فتویٰ کی تائید میں اَحناف کی کتب فقہ سے عبارت بطور

---

1 فتاویٰ اہلحدیث از حافظ عبداللہ روپڑی: ۱/ ۱۷۰

2 ایضاً: ۱/ ۱۳۹

3 ایضاً: ۱/ ۱۵۴

4 ایضاً: ۱/ ۱۰۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل پیش کرتے ہیں۔

⑦ کسی اختلافی مسئلہ میں تحقیق سے مطمئن نہ ہوں تو اس کا اظہار کر دیتے ہیں۔

⑧ مسئلہ کی صورت حال کو مدلل انداز میں تفصیل سے واضح کرنے کے بعد آخر میں اخذ شدہ نتیجہ کو بطورِ خلاصہ درج کر دیتے ہیں۔

جیسا کہ غیبت کی حقیقت پر بحث کے آخر پر لکھتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ عیب والے کی یا دوسرے کی خیر خواہی کی نیت ہو تو اس صورت میں عیب کا ذکر غیبت نہیں ورنہ غیبت ہو گا۔[1] قرآن پاک کی تفاسیر میں سے تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر، تفسیر خازن کے حوالہ جات بھی موجود ہیں۔

⑨ فتاویٰ اہل حدیث میں ایمان، طہارت، عبادات، معاملات یعنی تجارت، نکاح اور طلاق وغیرہ سے متعلق فتاویٰ شامل کیے ہیں۔

۳۔ فتاویٰ ستاریہ از مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۰۵ء-۱۹۶۶ء)

مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار دہلوی ستمبر ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں قرآن کریم حفظ کیا پھر دیگر علوم اپنے والد سے حاصل کئے۔[2] تکمیل تعلیم کے بعد دہلی میں اپنے والد عبدالوہاب دہلوی کے قائم کردہ 'مدرسۃ الکتاب والسنۃ' میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے کراچی تشریف لائے اور پرنس روڈ پر 'مدرسہ دارالسلام' قائم کر کے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔[3]

آپ جماعت غرباءِ اہل حدیث کے اَمیر ثانی تھے۔ جماعت کے ترجمان مجلہ 'صحیفہ اہل حدیث' جو انڈیا سے چھپتا تھا تحریکِ پاکستان کی وجہ سے کچھ عرصہ بند رہا۔ کراچی آمد کے بعد صحیفہ اہل حدیث کا اِجراء (ثانی) بھی کیا۔ مولانا کثیر الدرس عالم تھے، ان سے تلامذہ کی ایک کثیر جماعت نے استفادہ کیا۔ اپنی تمام تر مصروفیتوں کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کی طرف بھی عنان توجہ مبذول فرمائی۔ ان کی گراں قدر تصانیف، تفسیر ستاری، نصرۃ الباری شرح صحیح بخاری اور فتاویٰ ستاریہ بہت اہم ہیں۔ آپ نے ایک طویل عرصہ کی جہدِ دینی

۱ فتاویٰ اہلحدیث از حافظ عبداللہ روپڑی: ص ۱/ ۱۶۷

۲ اصحاب علم وفضل از الحسینی: ص ۱۸۵

۳ ایضًا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسعی علمی کے بعد ۲۹ اگست ۱۹۶۶ء کو کراچی میں وفات پائی۔[1]

مولانا عبدالستار دہلوی کے فتاویٰ کا یہ مجموعہ آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالغفار سلفی نے مرتب کیا ہے۔ جو کہ آپ سے پوچھے گئے سوالات اور رسائل وجرائد میں شائع شدہ فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ اس فتاویٰ کی کوئی خاص ترتیب نہیں ہے۔ آغازِ مسئلہ رضاعت اور مسئلہ زکوٰۃ پر اختتام ہوتا ہے۔ اس میں آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالغفار اور دیگر علما کے فتاویٰ بھی شامل ہیں۔

اس فتاویٰ میں شعبہ ہائے زندگی کے متعلق مختلف مسائل کا حل پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور بلاترتیب فتاویٰ کو جمع کیا گیا ہے۔ مسائل کو دلیل دیے بغیر مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ اکثر فتاویٰ عمومی نوعیت کے شخصی مسائل پر مشتمل ہیں۔ صرف فروعی اختلافات کے مسائل کے متعلق جوابات مدلل دیئے ہیں اور عقیدہ توحید کے متعلق جوابات مفصل ہیں۔ قرآن وحدیث سے سب سے زیادہ دلائل دیے گئے ہیں۔ جبکہ کتب فقہ سے دلائل بہت کم ہیں۔

مسائل کی وضاحت کے لیے زیادہ سے زیادہ قرآن وحدیث سے دلائل پیش کیے ہیں۔ مثلاً ترکہ کے بارے سوال پر کہتے ہیں:

”ہندہ کا ترکہ ۲۴ حصوں پر منقسم ہو کر بدلیل آیت قرآنی وفیصلہ آسمانی ﴿فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ﴾ وایضاً ﴿فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ﴾ کے خاوند کو چوتھائی یعنی ۲۴ حصوں میں سے ۶ حصے اور والدین میں سے ہر واحد کے لیے سُدس یعنی چار چار حصے اور باقی دس حصے لڑکے کو ملیں گے۔“[2]

تارکِ نماز کے متعلق آپ یہ فتویٰ صادر کرتے ہیں:

”میری تحقیق میں جس جگہ شارع نے کفر کا اطلاق اپنے حال پر رہنے دیا ہے وہاں اطلاق کفر کا کرنا صحیح ہے۔ بے نماز کو رسول اللہ ﷺ نے کافر کہا ہے۔ سنن نسائی جلد ۱ صفحہ ۴۹ میں ہے: قال رسول اللهﷺ: «العهد الذي بيننا وبينهم الصلوٰة فمن تركها فقد كفر» دوسری روایت میں ہے قال: كان أصحاب

1 اصحاب علم وفضل از الحسینی: ص ۱۸۵

2 فتاویٰ ستاریہ از حافظ عبدالستار دہلوی: ۱/ ۶۹۔ ۷۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد ﷺ لایرون شیئًا من الأعمال ترکه کفر غیر الصلوٰۃ اور امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے کہ تارک الصلوٰۃ کافر ہو جاتا ہے۔پس ایسا آدمی اگر توبہ کرے (اور مرنے سے قبل نماز کا پابند ہو جائے) تو اس کی جنازہ کی نماز جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔واللہ تعالیٰ أعلم وعلمه أتم وأکمل[1]

اور مختلف کتبِ فقہ اور فتاویٰ سے بھی اِستدلال و استشہاد کرتے ہیں۔ آپ سے جب پوچھا گیا:

''بچہ کے عقیقہ میں بھیڑ بکری ہی ذبح کرنی چاہیے یا گائے بیل بھی جائز ہے جواب مدلل ہو اور بکروں کی جگہ ایک بکرا اور ایک بیل جائز ہے یا نہیں؟''سائل مولانا خضر الدین صاحب از کھولاہاٹی رنگپور'' اس کے جواب میں رقمطراز ہیں:

''عقیقہ میں شرعاً بھیڑ، بکری، اونٹ، گائے جائز ہے۔ ہر شخص حسبِ توفیق وحسبِ حیثیت اس امرِ مسنون کو ادا کرسکتا ہے۔ دو بکروں کی بجائے ایک بکرا اور ایک گائے یا بیل کی ممانعت پر بھی کوئی دلیل نہیں۔'' پھر نیل الاوطار اور فتح الباری کے مباحث نقل کرنے کے بعد بطور استشہاد لکھتے ہیں۔''نیز مولوی ابوالقاسم محمد عبدالغنی اپنی کتاب تذکرۃ الحسنیٰ کے ص ۱۸۰ پر تحریر کرتے ہیں کہ (عقیقہ میں) گائے اور شتر بھی جائز ہے اور ساتواں حصہ گائے کا مثل ایک بکری کے ہے۔اگر مثلاً تین بیٹے اور ایک بیٹی کا عقیقہ ساتھ کرنا چاہیں تو ایک شتر یا گائے کفایت کرتا ہے۔کیونکہ تین بیٹے کے چھ جانور اور ایک بیٹی کا ایک تو اب سات ہوئے اور ایک شتر یا گائے حکم سات بکری کا رکھتا ہے انتہیٰ۔نیز مولوی محمود حسن صاحب حنفی دیوبندی کے شاگرد نے اپنے رسالہ 'فتاویٰ محمدی' کے ص ۵۰ میں لکھا ہے اگر ایک گائے میں چھ شخص قربانی کی نیت سے شریک ہوں اور ساتواں شخص اپنے بچے کے عقیقہ کے لیے شریک ہو جائے تو جائز ہے۔''[2]

۴۔ فتاویٰ سلفیہ از مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ (۱۹۰۱ء۔۱۹۶۸ء)

مولانا محمد اسماعیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے قریب ایک گاؤں 'ڈھونے کی' میں ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار مولانا محمد ابراہیم اعلیٰ درجہ کے

۱ ایضاً: ۱/ ۱۴۷

۲ فتاویٰ ستاریہ، ۱/ ۱۷۶۔۱۷۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشنویس تھے۔ چنانچہ سنن ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی کی چاروں جلدیں اور قرآن مجید مترجم مولانا وحید الزمان مطبوعہ لاہور ان کی خوشنویسی کا شاہکارہیں۔انہوں نے اپنے اس اکلوتے فرزندِارجمند کو ہوش سنبھالتے ہی اُستاد پنجاب حافظ الحدیث مولاناحافظ عبدالمنان صاحب رحمہ اللہ محدث وزیر آبادی کی خدمت میں دینی تعلیم کے لیے بھیج دیا۔آپ نے جملہ علوم وفنون،قرآن وحدیث،فقہ اصولِ فقہ،عربی ادب،منطق،فلسفہ،عقائد وکلام وغیرہ حضرت حافظ صاحب سے حاصل کیے بعد ازاں امر تسر اوردہلی کے مشہور اَساتذہ سے بھی کسبِ فیض کیا۔آخر میں مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی خدمت میں حاضر ہوکر مزید علم حاصل کیا۔آپ نے ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تجویز پر گوجرانوالہ میں مسند تدریس وخطابت سنبھالی۔

گوجرانوالہ شہر میں بالخصوص اور علاقہ گوجرانوالہ میں بالعموم توحید وسنت کا نور آپ کے دم قدم سے پھیلا۔آپ کو 'علم حدیث'میں تبحر حاصل تھا۔چنانچہ آپ کے اِنتقال پر ماہ نامہ 'الرحیم'نے لکھا کہ آپ واقعی 'شیخ الحدیث' تھے۔

آپ اکابر علمائے اہل حدیث کی جملہ صفات کے حامل اور ایک مثالی شخصیت تھے۔ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری کاورع اور تقویٰ مولانا عبدالرحمن مبارک پوری کی تواضع مولاناعبدالواحد غزنوی کا ذوق قرآن فہمی،مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی انگریز دشمنی مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ذوق تالیف، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کا جوہر خطاب،مولانا عبدالقادر قصوری کی متانت اور عمق فکر،مولاناحافظ عبداللہ روپڑی کا ملکہ افتاء،مولانا محمد داؤد غزنوی کی معاملہ فہمی اور وُسعتِ قلبی...یہ صفات ایک مولانااسماعیل میں موجود تھیں۔[1]

جامع مسجد اہل حدیث گوجرانوالہ میں خطیب اور مدرسہ محمدیہ کے 'شیخ الحدیث' رہے۔ تقریباًپچاس برس شہر میں درس قرآن وحدیث دیا۔ہزاروں لوگوں کو قرآنِ پاک کا ترجمہ مع ضروری تفسیر کے پڑھایا۔۲۰ ذیقعدہ ۱۳۸۷ھ/ ۲۰فروری۱۹۶۸ء بروز منگل چار بجے بعد نماز عصر انتقال فرماگئے۔ جنازہ میں لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا کہ بقول شورش کاشمیری "ایسا جنازہ تو بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں ہوا۔"[2]

---

١ تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کا تجدیدی مساعی فکر از محمد اسماعیل سلفی:ص۳۲،مقدمہ از محمد حنیف یزدانی

٢ ایضاً:ص۳۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

'فتاویٰ سلفیہ' آپ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ ہے۔یہ ۱۹۲ صفحات پر مشتمل ہے جو اسلامک پبلشنگ ہاؤس، لاہور نے ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء میں شائع کیا ہے۔ یہ اُن فتاویٰ جات کا مجموعہ ہے جو ہفت روزہ 'الاعتصام' میں وقتاً فوقتاً چھپتے رہے۔ہفت روزہ 'الاعتصام' مسلک اہل حدیث کا نمائندہ جریدہ ہے جو ۱۹ اگست ۱۹۴۹ء کو گوجرانوالہ سے جاری ہوا۔مولانا سلفی کی زیرِ نگرانی ہونے کی وجہ سے اس میں جگہ پانے والی تحریرات علمی، اَدبی اور جماعتی حمیت کی مظہر ہوتیں۔زیر نظر مجموعہ میں ۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۷ء کے دوران 'الاعتصام' میں چھپنے والے آپ کے فتووں کو یکجا کیا گیا ہے جو کہ تعداد میں ۲۳ ہیں۔ اگر ان میں ضمنی فتاویٰ کو بھی شامل کیا جائے تو ان کی تعداد ۳۰ ہو جاتی ہے، ہر فتویٰ کے آخر میں تاریخ اور شمارہ کا نمبر درج کردیا گیا ہے۔

بعض فتاویٰ نہایت مختصر ہیں بعض مفصل مثلاًعدت کے دوران نکاح کے متعلق فتویٰ صرف دوسطروں پر مشتمل ہے۔[1] جبکہ اکثر جواب بہت مفصل ہیں جیسے دیہات میں نماز جمعہ فرض ہے (ص۷۵ تا ۹۹)، آنحضرت ﷺ کا یوم پیدائش(ص ۱۱ تا ۲۰)، رویتِ ہلال اور مشینی آلات (ص۴۰ تا ۵۶)، داڑھی کتنی بڑی ہو(ص۹۹ تا ۱۱۲)اہلحدیث کی اِقتدا (ص ۱۱۲ تا ۱۲۷)

فتویٰ میں آپ کا منہج یہ ہے کہ آپ زیادہ تر دلائل قرآن وحدیث سے پیش کرتے ہیں نیز آثار،فقہا کی آراء اور علماے سلف کی تحریروں سے اِستشہاد کرتے ہیں۔ضروری کلمات اور مفردات کی لغوی بحث بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔نیز معاصر علما جن میں اہل حدیث بزرگ بھی شامل ہیں سے ٹھوس علمی دلائل کے ساتھ اختلاف رائے کیا ہے۔لیکن اس میں حدِ احترام کو خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔[2]

اگر قرآن وسنت سے کوئی دلیل نہ ملے تو صراحت کردیتے ہیں کہ ”مجھے اس سلسلہ میں کوئی دلیل شرعی نہیں ہے۔میں اپنی فہم سے عرض کررہا ہوں اس لیے آپ کو اس پر قانع ہونے کی ضرورت نہیں بہتر ہے کہ تسکین کے لیے علما کی طرف رجوع کیا جائے۔“

اس میں کوئی خاص ترتیب کا اِہتمام نہیں کیا گیا بلکہ متفرق پوچھے گئے مسائل کو مرتب کیا گیا ہے۔تحریر کا اسلوب بہت دل نشین اور ٹھوس علمی دلائل کی وجہ سے پر

---

۱ فتاویٰ سلفیہ از محمد اسماعیل سلفی: ص۲۹

۲ فتاویٰ سلفیہ از محمد اسماعیل سلفی ص ۴۳-۴۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاثیر ہے۔ انداز تحریر کی یہ خوبی قابل ذکر ہے کہ خاصے چبھتے اور اختلافی مسائل کو زیر بحث لاتے ہوئے قاری کو ناگواریت کا احساس نہیں ہونے دیتے۔ معاصرین علما اور فضلاء اور مقتدر اصحاب پر تعاقب کرتے ہیں اور کہنے کی کوئی بات نہیں چھوڑتے کہیں کہیں چٹکیاں بھی لیتے ہیں۔ تاہم اپنے مقام رفیع سے نیچے اُترتے نظر آتے ہیں نہ ان کے ادب واحترام کے منافی کوئی چیز نوک قلم پر لاتے ہیں۔[1]

فتویٰ میں سب سے پہلے قرآنی آیات سے اِستدلال کرتے ہیں جیسے دیہات میں جمعہ کے متعلق فتویٰ میں اس آیت: ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾[2] سے استدلال کیا ہے۔[3]

موجودہ مجموعہ میں کوئی ایک آدھ فتویٰ کو چھوڑ کر کوئی بھی فتویٰ بغیر احادیث کے استدلال سے نہیں دیا گیا ہے۔ بلکہ ایک سوال کے جواب میں کئی کئی روایات ذکر کی گئی ہیں بعد ازاں مذاہبِ ائمہ محدثین اور شارحین کے تشریحات کو بطور استشہاد پیش کیا ہے۔

مثلاً عائلی قوانین کی بابت تفصیلی بحث کرتے ہوئے ابن کثیر کے حوالے سے حضرت عمرؓ کی روایت تین اسانید سے بیان فرمائی ہے۔ پھر حافظ ابن جریر طبری کے اقوال سے استشہاد کرتے ہیں۔ بعد ازاں مستدرک حاکم کے حوالے سے حضرت علیؓ کی روایت میں علیحدہ علیحدہ حوالوں سے بیان فرماتے ہیں۔[4]

بعض مسائل میں ائمہ فقہا کی آرا تفصیلاً بیان کرتے ہیں اور بعض اوقات فقہائے احناف کے مابین اختلاف کو واضح کرتے ہیں۔[5] اسی طرح ضرورت کے مطابق لغوی بحث بھی کرتے ہیں جیسے 'قریہ'، 'مدینہ' اور 'مصر' نیز اعفا، ارخا، ایفا، ارجا اور توقیر وغیرہ[6]

مولانا اپنے فتاویٰ میں صحاح ستہ، فتح الباری، ابن کثیر، مسعودی، ابن خلدون، ابن حزم، ابن جریر، امام ابن قیم، امام شوکانی، امام نووی، نواب صدیق حسن خاں، امام ابن تیمیہ ﷭

۱ ایضاً: ص ۴
۲ الجمعہ: ۹
۳ فتاویٰ سلفیہ: ص ۷۵
۴ ایضاً: ص ۶۱
۵ ایضاً: ص ۷۷، ۸۵
۶ ایضاً: ص ۸۵، ۸۷، ۱۰۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے استدلال پیش کرتے ہیں۔

۵۔ اسلامی فتاویٰ از عبد السلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۰۷ء۔۱۹۷۴ء)

مولانا عبد السلام بستوی بن شیخ یاد علی ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۷ء کو ہندوستان کے توگڑھ قصبہ بشن میں پیدا ہوئے۔ مفتاح العلوم، مدرسہ حمیدیہ، مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور اور دیوبند سے علوم دینیہ کی تحصیل کی۔

فراغتِ تعلیم کے بعد دہلی میں دینی خدمات سرانجام دیں۔ علوم اسلامیہ میں گہری نظر رکھتے تھے، تفسیر حدیث اور فقہ پر عبور حاصل تھا۔ فتویٰ نویسی میں آپ کو خاص مہارت حاصل تھی۔ آپ نے ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء میں وفات پائی۔[1]

آپ کے مجموعہ فتاویٰ 'اسلامی فتاویٰ' کے نام سے سوال و جواب کی صورت میں ہے۔ ایک جلد اور کل ۱۴۱ فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ کتب خانہ مسعودیہ، دہلی سے ۱۹۶۹ء شائع ہوا ہے۔ یہ ایک بلند پایہ علمی ذخیرہ ہے جس میں بڑے مدلل اور مفصل فتاویٰ جات لکھے گئے ہیں۔ ابتدا میں علامہ ابن قیم 'اعلام الموقعین عن رب العالمین' میں سے آداب فتویٰ کی علمی بحث بھی شامل اِشاعت ہے۔

مولانا کے اکثر فتاویٰ اخبارات ورسائل میں چھپ چکے ہیں جنھیں مولانا نے خود فقہی ترتیب کے مطابق مرتب کیا ہے۔ آپ نے قرآن اور حدیث کی روشنی میں سوالوں کے مدلل جوابات دیئے ہیں فقہ کی کتب کا حوالہ شاذ ہے۔ صحاح ستہ وشروح صحاح ستہ کے حوالہ جات دیئے گئے ہیں۔ مثلاً مولانا نے منکرین حدیث کے رد میں جو فتویٰ دیا اس میں ۱۱ قرآنی آیات ۹ احادیث ہیں۔ نیز کتاب الام، تفسیر ابن کثیر، اعلام الموقعین، تفسیر خازن، تفسیر فتح البیان اور احیاء العلوم وغیرہ سے عبارتیں نقل کر کے مفصل ومدلل فتویٰ دیا۔[2]

منکرین حدیث کے بارے میں ۱۳ صفحات پر مشتمل تفصیلی فتویٰ میں کتابت وتدوین حدیث پر تفصیلی بحث کی ہے اور ان کتب وصحائف کا تعارف بھی دیا ہے جو عہد رسالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لکھوائیں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لکھی ہیں۔[3]

---

۱ چالیس علماء اہلحدیث: ص۳۳۹۔۳۴۱

۲ اسلامی فتاویٰ از عبد السلام بستوی: ص۱۶۲۔۱۸۶

۳ ایضاً: ص۱۸۶۔۱۹۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ فتاویٰ علمائے اہل حدیث (مرتب)ابوالحسنات علی محمد سعیدی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۹۸۷ء)

یہ مجموعہ فتاویٰ نامور اور جید ومعروف علمائے اہل حدیث کے فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ مرتب ابو الحسنات علی محمد سعیدی نے اس میں فتاویٰ نذیریہ، فتاویٰ عزیزیہ، فتاویٰ غزنویہ اور فتاویٰ نواب صدیق حسن خان کے مکمل مجموعہ فتاویٰ کے علاوہ اہل حدیث مکتب فکر کے نمائندہ رسائل، تنظیم اہل حدیث، اہل حدیث سوہدرہ، اہل حدیث دہلی، گزٹ اہل حدیث، اَخبارِ محمدی وغیرہ سے ۶۸ علما کے فتاویٰ کو بڑی محنت اور عرق ریزی سے جمع کیا ہے۔ چودہ جلدوں پر مشتمل اس مجموعہ کی ہر جلد کے آغاز میں ماخذ فتاویٰ علمائے حدیث کے ذیل میں ان کتب فتاویٰ اور مفتیوں کے نام موجود ہیں جن سے فتاویٰ اخذ کیے گئے ہیں۔[۱]

اکثر مجموعہ فتاویٰ کا تعارف مقالہ ہذا میں موجود ہے۔ یہ مجموعہ فقہی اَبواب پر مرتب ہے۔ استفتاء کے جواب میں براہِ راست کتاب وسنت سے دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ تکرار فتویٰ سے اجتناب کیا ہے۔ ایک ہی مسئلہ کے متعلق مختلف مفتیان کے فتاویٰ کو ایک ہی جگہ جمع کیا ہے۔ ہر سوال اور فتویٰ کے اختتام پر سائل اور مجموعے کا حوالہ جلد و صفحہ نمبر کے ساتھ دیا ہے۔ مثلاً

مولوی نور الٰہی کھرجاکھی کے محررہ ۱۹۳۴ء کے اِستفسارات کے جواب میں شاہ عبدالعزیز شیخ جلال البخاری ، شیخ اَرشد جونپوری، شیخ رشید احمد جونپور، شیخ احمد فیاض امیٹھوی، مرزا جانِ جاناں دہلوی، سید اِسماعیل شہید دہلوی اور مولانا خرم بلہوری کے فتاویٰ وآرا کو یکجا کیا ہے۔ یہ فتویٰ فتاویٰ نذیریہ، ص۴۲۰ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔[۲]

اور امام کا مقتدیوں سے اونچا کھڑا ہونے کے بارے فتاویٰ ثنائیہ سے نقل کیا گیا ہے:

> ''امام کو مقتدیوں سے اونچا کھڑا ہونا بجز کسی خاص اہم ضرورت کے جائز نہیں۔
> دار قطنی میں روایت ہے: نہیٰ رسول اللهﷺ أن يقوم الإمام فوق شئی والناس خلفه يعنی أسفل منه یعنی آنحضرتﷺ نے منع فرمایا ہے کہ امام مقتدیوں سے اونچا کھڑا ہو (۱۸ اپریل ۱۹۴۱ء، فتاویٰ ثنائیہ، جلد۱، ص۲۸۰)۔[۳]

---

۱ فتاویٰ علمائے اہل حدیث از ابو الحسنات علی محمد سعیدی: ۳/۱۔۴

۲ ایضاً: ص ۳/ ۱۲۲۔۱۳۵

۳ فتاویٰ علمائے اہل حدیث: ۱/ ۱۹۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ فتاویٰ رفیقیہ از حضرت مولانا محمد رفیق پسروری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۷ء)

یہ مجموعہ جماعت اہلحدیث کے فاضل نوجوان رانا محمد شفیق پسروری کے والدِ گرامی مولانا محمد رفیق پسروری کا ہے۔ان کا یہ مجموعہ مکتبہ اہل حدیث پسرور میں موجود ہے۔ مجموعہ ہذا مختلف مسائل خصوصاً اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل ہے۔پہلے یہ فتاویٰ مختلف اہل حدیث جرائد میں شائع ہوتے رہے۔ بعد ازاں موصوف نے خود ہی عوام کی راہنمائی کے لیے ان فتاویٰ کو چار اجزا میں مرتب کر دیا جو بعد ازاں طبع بھی ہوا۔

۸۔ فتاویٰ صراطِ مستقیم از محمود احمد میر پوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۴۲ء۔ ۱۹۸۸ء)

مولانا محمود احمد میر پوری میر پور آزاد کشمیر کے گاؤں نگیال میں ۱۹۴۶ء کو پیدا ہوئے۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی سے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد برطانیہ میں حکومت سعودیہ کی طرف سے دینی خدمات سر انجام دینے کے لئے مقرر کیے گئے۔

جمعیت اہلحدیث برطانیہ کے ناظم اعلیٰ، اسلامی شریعت کونسل کے جنرل سیکرٹری مجلس تحفظ مقاماتِ مقدسہ کے کنوینر اور ماہنامہ 'صراطِ مستقیم' کے مدیر مسئول رہے۔آپ ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو کار حادثے میں فوت ہو گئے۔[1]

'صراط مستقیم' چونکہ ایک دینی رسالہ تھا جس کی اِدارت مولانا خود فرمایا کرتے تھے۔ نہایت احتیاط اور دلچسپی سے آپ یہ کام سر انجام دیتے رہے۔ دنیا بھر سے ہر فرقے کے لوگ ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر اس رسالے کا بے قراری سے انتظار کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مولانا کے الفاظ میں آمد ہوتی تھی نہایت ڈھلے ہوئے الفاظ جو قاری کے دل میں اتر جاتے۔ یہ رسالہ اَب بھی جاری ہے اوراس کے مدیر مولانا عبدالہادی ہیں۔

آپ کے فتاویٰ جات کو مولانا ثناء اللہ سیالکوٹی نے مرتب کیا ہے۔ جسے اِدارہ صراط مستقیم بر منگھم نے 'فتاویٰ صراط مستقیم' کے نام سے شائع کیا ہے۔اسکے ۵۵۸ صفحات ہیں۔

'فتاویٰ صراطِ مستقیم' سوالاً جواباً ہے جو برطانیہ دیگر یورپین ممالک، متحدہ عرب امارات اور دیگر ممالک سے آنے والے استفسارات کے جوابات پر مشتمل ہے۔

زیر نظر مجموعہ دو حصّوں پر مشتمل ہے۔ حصّہ اوّل میں درج ذیل عنوانات ہیں:

عمل، ایمان اور عقائد، قبولیت عمل کے لیے شرائط، دعا میں واسطے یا وسیلے کی شرعی

---

1 فتاویٰ صراط مستقیم از ثناء اللہ سیالکوٹی :ص۲۵۔۲۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت، رسالت، مسائل وضو، جرابوں پر مسح، تیمم، احکام مسجد، نماز کے مسائل، وِتر کی نماز کا وقت اور تعداد، جمعہ کے مسائل، صلوٰۃ جنازہ، ایصال ثواب کی بدعات، احکام رمضان، مسائل عیدین، قرآن حکیم سے متعلق چند سوالات۔

حصّہ دوئم میں درج ذیل عنوانات ہیں: مسائل زکوٰۃ، مسائل حج، جہاد، مسائل نکاح، اَحکام طلاق، مسنون کام، بدعت کے مختلف روپ، عورتوں کے متفرق مسائل، گانا بجانا، حرام اَشیا سے متعلقہ مسائل، مختلف فرقے، جدید مسائل، متفرق مسائل شامل ہیں۔

اس مجموعہ کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دنیا بھر کے لوگوں کے بھیجے گئے مسائل کا تسلی بخش جواب دیا گیا ہے۔ ایسے ایسے جدید مسائل سے آگاہی ہوتی ہے جو ایک عام انسانی سوچ سے بالاتر ہے کہ دنیا میں لوگوں کو اس قسم کے مسائل بھی درپیش ہو سکتے ہیں۔ لیکن مولانا کی علمی وجاہت اور شان و شوکت کو دیکھیں آپ جدید سے جدید مسئلے کو قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اَقوال کی روشنی میں یوں حل فرماتے ہیں کہ تشنگی باقی نہیں رہتی۔

بحیثیتِ مجموعی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔ مولانا موصوف کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے پوری زندگی دینی مسائل کی تفہیم کے لئے اپنی زبان اور قلم کو نہایت ہی سلجھے انداز میں استعمال کیا۔

مولانا موصوف اپنے مسائل کے اِستدلال میں قرآن مجید اَحادیث، ائمہ اَربعہ، فقہائے کرام کے اَقوال بھی لیتے ہیں اور بعض جگہ اپنی اجتہادی رائے بھی دیتے ہیں۔

نماز میں بلاوجہ تاخیر کرنے کے بارے میں قرآن مجید کی آیت پیش کرتے ہیں: ﴿ وَ إِذَا قَامُوٓا إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ قَامُوا كُسَالَىٰ ﴾ اور اس کے علاوہ مسائل میں احادیث سے بھی اِستدلال کرتے ہیں۔[1] آدھی آستین والی قمیص میں نماز پڑھنا کے بارے میں حدیث کی دلیل دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: «من صلی في ثوب واحد فیخالف بین طرفیه» یعنی جس آدمی نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی وہ اپنے دونوں کندھوں پر اس کپڑے کو ضرور ڈالے۔[2]

بعض جگہ اپنے مسئلہ کے اِستدلال کے لیے ائمہ اَربعہ کے اَقوال بھی پیش کرتے ہیں۔

۱ فتاویٰ صراط مستقیم: ص ۱۸۳

۲ ایضاً: ص ۱۸۱۔۱۸۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعتوں اور قوالیوں کا سلسلہ جو گانے بجانے کے ساتھ ہے ان کے بارے میں ائمہ اربعہ کے اَقوال بھی پیش کرتے ہیں۔امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں کہ گانے کو امام ابو حنیفہ اور دوسرے ائمہ عراق نے حرام قرار دیا ہے۔

اس کے علاوہ وہ فقہائے کرام کے اقوال بھی بیان کرتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی اپنے فتوے میں فقہ حنفی کی مشہور کتاب محیط کے حوالے سے لکھتے ہیں:"التغني والتصفيق واستماعها كل ذلك حرام ومستحلها كافر" یعنی گانا بجانا، تالیاں پیٹنا اور ان کا سننا یہ سب حرام ہیں اور ان کو حلال قرار دینے والا کافر ہے۔[1]

بعض جگہ وہ مسئلہ کا حل اپنے اجتہاد کے ذریعے بھی کرتے ہیں مثلاً عورت کی ڈرائیونگ کے بارے میں لکھتے ہیں:

عورتوں کو ڈرائیونگ سیکھنے یا کار چلانے میں بظاہر کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے خواتین بسوں میں زیادہ محفوظ ہیں یا اپنی کاروں میں سفر کرتے ہوئے تو اس کا انحصار حالات پر ہے بعض اَوقات اکیلی عورت چلاتے ہوئے بھی کئی قسم کے خطرات کی زد میں ہوتی ہے اور اسے زیادہ حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے اور بسا اوقات بسوں میں دوسری عورتوں سے زیادہ مامون ہوتی ہے۔[2]

۹۔ فتاویٰ برکاتیہ از اَبوالبرکات احمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۲۶ء۔۱۹۹۱ء)

اَبوالبرکات احمد بن محمد اسماعیل ہندوستان کے قصبہ چمناڑ میں ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم مختلف علما سے حاصل کی بعدازاں مدرسہ عالیہ عربک کالج، مدراس سے سند فراغت حاصل کی۔آپ نے شوافع، احناف اور اہل حدیث مکاتب کے اکابر علما سے کسبِ فیض کیا۔ تقسیم ہند کے بعد گوجرانوالہ آگئے اوریہاں جامعہ اسلامیہ سے تاحیات وابستہ رہے۔ آپ کی وفات ۱۹۹۱ء گوجرانوالہ میں ہوئی۔[3]

آپ کے فتاویٰ جات کو مولانا محمد یحییٰ طاہر نے 'فتاویٰ برکاتیہ' کے نام سے مرتب کیا ہے اور یہ ۳۶۶ صفحات اور ۵۵۸ فتووں پر مشتمل ہیں۔

---

۱ ایضاً: ص ۴۷۴

۲ ایضاً: ص ۴۵۹

۳ الاعتصام، ہفتہ روزہ، لاہور ۱۵ نومبر ۱۹۹۱ء: ص ۷-۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ ہذا کے مقدمہ میں آپ کے حالات زندگی درج کیے گئے ہیں۔اس مجموعہ فتاویٰ میں عبادات،عقائد ،نکاح ،طلاق ، قراءت خلف الامام ،عورت کی حکمرانی اور مسئلہ علم غیب سے متعلق مذکورہیں۔یہ فتاویٰ مختصر آسان زبان میں ہے۔اس میں اکثر قرآن، حدیث، فقہ، اور مآخذ ثانویہ سے حوالے ذکر کیے ہیں۔تاہم حوالے نامکمل ہیں۔فتاویٰ جات پر حافظ محمد گوندلوی صاحب کے دستخط بھی موجود ہیں۔

۱۰۔ فتاویٰ قادریہ از مولانا عبدالقادر عارف حصاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۰۷ء۔۱۹۸۱ء)

آپ کا پورا نام عبدالقادر بن محمد ادریس ہے۔آپ کے دادا کا نام مولوی محمد مستقیم تھا۔ راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔تحصیل سرسہ ضلع حصار کے ایک بڑے گاؤں گنگا میں ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے۔

اِبتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کرنے کے بعد آپ لکھوکے چلے گئے اوروہاں حضرت مولانا محمد علی لکھوی کے سامنے زانوئے تلمذطے کیا اورکچھ عرصہ منڈی صادق گنج ضلع بہاول نگر میں غزنوی خاندان کے ایک بزرگ سے بھی تعلیم حاصل کی۔

تعلیم سے فارغ ہو کر خدمتِ دین کے لیے اپنے ہی گاؤں میں تعلیم و تعلّم کا سلسلہ جاری کیا۔تقریر میں قرآن و حدیث کے حوالہ جات موتیوں کی طرح جڑے ہوتے تھے اور تاریخی واقعات تقریر کی زینت ہوتے، جبکہ برجستہ اور بر محل اَشعار فصاحت و بلاغت کے ساتھ مل کر سونے پر سہاگہ کا کام دیتے۔تقریر دعوتِ فکر و عمل دیتی اور ذہنوں کی خشک کھیتیوں کے لیے آبیاری کا کام کرتی تھی۔

آپ طلبا میں تحریر و تقریر کا شوق ابھارنے کے لیے تقریری مقابلہ کراتے طلبا کو انعامات بھی دیتے۔طلبا کو سمجھانے کا انداز بہت پیارا اور دلچسپ تھا۔نماز کی بہت زیادہ تلقین فرمایا کرتے تھے۔بے نماز کی نمازِ جنازہ نہ پڑھتے۔اپنے حقیقی چچا محمد یعقوب کا جنازہ اس وجہ سے نہ پڑھا کہ وہ بے نماز تھا۔

آپ دینی معاملات میں اس قدر سخت ہونے کے باوجود انتہائی رحم دل تھے۔انسانوں کے علاوہ جانوروں پر بھی رحم کی تلقین فرماتے، ایک دفعہ کسی رشتہ دار (چچا) نے ایک بلی کو مار دیا۔اس پر انہیں سخت خط لکھا۔باہر لکھ دیا: "ظالم کے دروازے پر جائے۔"

مکّہ مکرمہ میں کسی مسجد میں ایک مولوی صاحب کے ساتھ نماز پڑھی، دیکھا کہ پاجامہ ٹخنوں سے نیچے تھا۔بعد از نماز فرمایا:فسد الوُضوء وفسدت الصّلوۃُ وہ حیران ہوا تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ رسول سے اس کو یہ مسئلہ دکھایا۔ ان کی سختی صرف دینی غیرت کی بنا پر تھی اور محبت و الفت کا معیار اللہ اور اس کے رسول کی اِطاعت تھی۔

کتاب دیکھنے، خریدنے اور حفاظت سے رکھنے کا بہت شوق تھا۔ آپ کی آمدنی کا معقول حصّہ کتب کی خریداری کے لیے وقف تھا۔ آپ کا کتب خانہ تقریباً پانچ ہزار کتب پر مشتمل تھا۔ ان میں لغت، تفسیر، احادیث، شروح اَحادیث، اُصول حدیث، غریب الحدیث، فقہ، اصولِ فقہ، تاریخ، صرف و نحو، منطق، فلسفہ اور طب معقولات اور منقولات کی کتابیں تھیں۔

آپ چونکہ مناظر بھی تھے۔ اس لیے مختلف مذاہب کا مطالعہ ضرور کرتے۔ عیسائیت، یہودیت، بہائیت، بابیت، شیعیت اور مرزائیت وغیرہ پر خاصی نظر تھی۔ ان مذاہب پر بے شمار کتب آپ کے پاس تھیں۔ مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ایک دفعہ 'ختم بر طعام' پر ایک رسالہ لکھنے کا عرض کیا تو اس کی تصنیف میں لغت سے لے کر اس کی تاریخ اور پھر قرآن و حدیث کی روشنی میں یوں بحث کی کہ لوگ حیران تھے۔

آپ ہمہ وقت باوضو رہتے۔ جماعت کی پابندی تو زندگی کا معمول تھا۔ اگر سفر میں ایک ساتھی بھی ہوتا تو اذان کہہ کر جماعت کراتے۔ سفر میں ضرورت کے مطابق جمع تقدیم اور جمع تاخیر سے نماز پڑھتے۔ تہجد اور اشراق کبھی نہ چھوڑتے، رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے۔ تمام زندگی سنتِ نبوی ﷺ کو مشعل راہ بنایا۔ اتباعِ رسول کا بڑا خیال رکھتے۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۸۱ء پانچ بجے شام کو بورے والا میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔[1]

آپ جو فتوٰی دیتے اس کی نقل بھی اپنے پاس رکھتے۔ مولانا محمد یوسف صاحب مہتمم دارالحدیث راجو وال (اوکاڑہ) آپ کے فتاوٰی کو مرتب کروا رہے ہیں۔ بقول ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن بن مولانا محمد یوسف صاحب تین ہزار صفحات ہو چکے ہیں۔

عوام عام طور پر نکاح، طلاق اور وراثت کے مسائل لے کر حاضر ہوتے۔ بعض اَوقات لوگ اپنی مرضی کے مطابق غلط بیانی کر کے فتوٰی لینے کی کوشش کرتے لیکن ان کو منہ کی کھانی پڑتی۔ فتوٰی کے معاملہ میں اگر کبھی عدالت میں طلبی ہوئی تو کبھی جھجک محسوس نہ کی جہاں آپ سے خصوصا عائلی مسائل (نکاح ، طلاق) وراثت اور عہد جدید کے مسائل راہنمائی لی جاتی۔ بھاول نگر میں عدالت میں طلبی ہوئی تو جج صاحب کو بہت اچھی طرح سے

---

1 جواہر ورد کرِ کبائر از عبدالقادر حصاری نبوی (مرتب ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر): ص مقدمہ محقق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطمئن کیا۔

آپ کے فتاویٰ پورے ملک میں مختلف رسالوں اور جریدوں کی زینت بھی بنے۔ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی نے فرمایا:

"مولانا سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کی لائبریری کتنی بڑی ہے۔"

فتویٰ نویسی میں آپ کا اُسلوب محدثانہ تھا۔قرآن و احادیث سے اِستدلال کرتے۔ساتھ ہی فقہی اختلاف کو بھی واضح کرتے مثلاً قرآن اور دینی تعلیم کی اُجرت کے بارے میں حضرت عبادہ بن صامتؓ کی ایک روایت کی روشنی میں پوچھے گئے سوال کا جواب یوں تحریر کرتے ہیں:

"مسئلہ مذکورہ بالا میں اہلحدیث اور حنفی حضرات کا اختلاف ہے۔اہلحدیث اور جمہور علما قرآن و حدیث اور دینیات کی تعلیم پر اجرت، مشاہرہ لینا جائز کہتے ہیں اور متقدمین احناف میں سے بعض اس کو نا جائز کہتے ہیں۔اور متاخرین حنفیہ اہلحدیث کے ساتھ متفق ہو گئے ہیں۔

رمضان شریف میں نماز تراویح میں حفاظ قرآن مجید سناتے ہیں تو ان کو بہت کچھ دیا جاتا ہے۔اہلحدیث اور حنفیہ کا اس پر عام طور پر تعامل موجود ہے۔کوئی کسی کو حرام خور نہیں کہتا۔اسی طرح مدارس عرب و عجم میں تعلیم و تبلیغ پر مشاہرے لیے جا رہے ہیں اور دیئے جا رہے ہیں۔بلوغ المرام میں ہے: "حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق بہت ہی لائق (تحسین) چیز جس پر تم مزدوری حاصل کرو اللہ کی کتاب ہے۔" (بخاری)

یہ حدیث نہایت درجہ کی صحیح ہے۔تاہم باقی رہی بات حدیث عبادہ کی تو وہ ضعیف ہے۔اس حدیث کی سند میں مغیرہ بن زیاد مختلف فیہ ہیں۔وکیع اور یحییٰ نے اس کو ثقہ کہا ہے اور ایک جماعت نے اس میں کلام کیا ہے۔امام احمد نے اس حدیث کو منکر کہا ہے۔ابوزرعہ نے کہا کہ اس کی حدیث سے دلیل نہیں لی جا سکتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ حدیث ابن عباس عام ہے اور حدیث عبادہ خاص ہے، عام اور خاص کا مقابلہ ہو تو عام کی تخصیص کی جائے گی۔هٰذا هو المرام والله أعلم بحقيقة الكلام

۱۱۔ مقالات و فتاویٰ (اردو ترجمہ) از شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ علیہ

آپ کا پورا نام ابو عبداللہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ آل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باز ہے۔ آپ سعودی عرب کے معروف شہر ریاض میں ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ کو پیدا ہوئے۔ شروع میں نظر درست تھی مگر بیس سال کی عمر میں نابینا ہو گئے۔ آپ بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ جید عالم دین تھے۔ آپ حنبلی المسلک عالم دین تھے لیکن مکمل طور پر مقلد نہ تھے بلکہ سلفی المشرب تھے۔ سعودی حکومت کے دارالافتاء سے منسلک رہے۔

بعد ازاں مفتی اعظم سعودی عرب مقرر ہوئے۔ بڑے رعب اور دبدبے کے مالک تھے۔ ان کے مسئلہ بیان کرنے کے بعد حکمرانوں تک کسی کو اختلاف کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ انتہائی پرہیزگار اور نیک سیرت تھے۔ آپ کی کتب جو شائع ہو چکی ہیں ان کی تعداد ۴۲ تک ہے۔

زیرِ نظر مجموعہ اگرچہ عربی میں ہے تاہم اس کا ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے اس لیے اس کا تعارف کروایا جا رہا ہے۔ یہ 'مقالات وفتاویٰ' چار سو اکہتر ۴۷۱ صفحات پر محیط ہے۔ جس کا ترجمہ محمد خالد سیف (اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد) اور نظرثانی محمد عبدالجبار (فاضل دارالحدیث محمدیہ، جلالپور پیروالا) نے کی ہے۔ اسے دارالسلام الریاض سعودی عرب سے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا ہے۔

مقدمہ میں 'اسلام میں افتا کی اہمیت'، 'نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیتِ مفتی اعظم'، 'صحابہ کرام اور افتاء'، 'فتویٰ کون دے سکتا ہے؟'، 'مفتی کا اپنے فتویٰ سے رجوع'، 'افتا واستفتا کی تاریخ' جیسے اہم عنوانات شامل ہیں۔[1]

قرآن مجید سے اِستدلال: شیخ مسائل کے بیان میں سب سے پہلے قرآن سے استفادہ فرماتے ہیں اور قرآن کے مشکل الفاظ کا مفہوم بھی بیان فرماتے ہیں۔ مثلاً کیا جہالت کی وجہ سے کوئی شخص معذور سمجھا جا سکتا ہے؟ کے جواب میں شیخ نے چودہ آیات سے استدلال کیا ہے۔ (ص ۱۸۸۔ ۱۹۲)

اَحادیث سے استدلال: شیخ آیاتِ قرآنی کے ساتھ ساتھ احادیث سے بھرپور اِستدلال کرتے ہیں۔ جس کا پوری کتاب میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً عورت کی بے حجابی کے بارے ۱۵ آیات کے ساتھ ۹ احادیث ذکر کرتے ہیں۔ (ص ۱۳۵۶، ۱۳۵۸)

---

[1] ابن باز، عبدالعزیز، مقالات و فتاویٰ (ترجمہ محمد خالد سیف) (دار السلام، لاہور ۱۹۹۸ء) ص ۱۹ تا ۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تطبیق بین الاحادیث: بعض اوقات آحادیث کے مابین تطبیق سے کام لیتے ہیں مثلاً فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں ص۔۲۳۲۔۲۳۳ پر «لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب» اور «قراۃ الإمام قراۃ لمن خلفه» میں تطبیق دی ہے۔

اشعار سے استشہاد: شیخ عام معمول سے ہٹ کر کہیں کہیں اشعار بھی پیش کرتے ہیں مثلاً کثرت سے قسم کھانے کے بارے فتویٰ دیتے ہوئے ص۔۱۷۴ پر کہتے ہیں:

قلیل الألا یا حافظ لیمینه إذا صدرت منه الالیة برت

"وہ قسمیں کم کھانے والا اور اپنی قسم کی حفاظت کرنے والا ہے۔ جب اس سے قسم صادر ہو جاتی ہے تو وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔"

دوٹوک موقف: شیخ بن باز مسائل کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک قطعی موقف بیان کرتے ہیں لگی لپٹی بات نہیں کرتے اور نہ ہی اس سلسلے میں کسی مصلحت سے کام لیتے ہیں۔

۱۲۔ فتاویٰ اصحاب الحدیث از ابو محمد حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ

یہ مولانا عبدالستار حماد کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو ۲۰۰۱ء تا ۲۰۰۵ء کے دوران ہفت روزہ 'اہلحدیث' میں وقتاً فوقتاً چھپتے رہے ہیں۔

ابتدا میں فتویٰ کے مفہوم و اہمیت اور اس کی شرائط، مفتی کے فرائض و مستفتی کے آداب اور سب سے بڑی بات انہوں نے فتاویٰ علمائے اہل حدیث کے سلسلۃ الذہب کے شاندار مجموعات کا مختصر تعارف بھی پیش کیا ہے۔[1]

کتاب و سنت کی روشنی میں جدید مسائل کا حل اور تمام مسائل کے جزئیات پر تفصیلی اور مدلل بحث پھر دلائل کی حسن ترتیب، اسلوب میں سلاست اور روانی اور دلائل کی تحقیق اور استنباط مسائل کا محدثانہ انداز 'فتاویٰ اصحاب الحدیث' کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

اس کی طباعت مکتبہ اسلامیہ لاہور کی طرف سے خوبصورت اور دیدہ زیب جلد میں ۵۰۰ صفحات میں ۲۰۰۶ء میں ہوئی۔

اس کے مطالعے سے منصف مزاج قاری محسوس کرتا ہے کہ یہ ظن و تخمین اور شخصی آرا پر مبنی فتاویٰ نہیں ہیں بلکہ کتاب و سنت سے مدلل اور مزین فتاویٰ ہیں جیسا کہ سُترہ کے مسئلہ میں ہے۔ انہوں نے اس پر مدلل بحث کی ہے اور آیات و احادیث مختلف علما کے

---

1 حماد، عبدالستار، فتاویٰ اصحاب الحدیث (مکتبہ اسلامیہ لاہور ۲۰۰۶ء) ص ۱۵-۳۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوال و نظریات کو پیش کیا ہے۔[1]

مصادر وماخذ میں کتب حدیث، صحاح ستہ، مسند احمد، نیل الاوطار، سنن بیہقی، فتح الباری، سیر اعلام النبلاء، صحیح ابن خزیمہ، مصنف ابن ابی شیبہ، میزان الاعتدال، مجمع الزوائد، الکامل لابن عدی کے حوالے بکثرت ملتے ہیں۔

۱۴۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل از ابو الحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ

ابو الحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ عصر حاضر کے نوجوان عالم دین اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کی تحریر سہل اور عالمانہ ہے۔ مجلہ الدعوۃ لاہور میں قارئین کی طرف سے استفسارات کے جوابات کو زیر نظر مجموعہ کی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔

موصوف نے اپنے فتاویٰ جات مسائل شرعیہ کے احکامات کا استنباط قرآن و سنت سے کیا ہے۔ کمزور اور ضعیف روایات سے استدلال نہیں کرتے۔ نیز احکامات کے استنباط کے ساتھ ساتھ مختلف مکاتب فکر کا دلائل کے ذریعے محاکمہ بھی کیا اور صحیح اور راجح مؤقف واضح کیا ہے۔

آپ کے فتاویٰ میں حافظ عبدالسلام بھٹوی (فاضل مدینہ یونیورسٹی)، مولانا عبدالرحمن عابد اور مولانا رحمت اللہ ربانی کے فتاویٰ بھی شامل مجموعہ ہیں۔ ۲۰۰ فتاویٰ پر مشتمل اس مجموعہ کو عقائد اعمال، عبادت کے حوالے سے مرتب کیا گیا ہے۔

بعض فتاویٰ جات کو بہت ہی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً رؤیا میں زیارت النبی ﷺ (ص ۴۶۔۴۹)، قنوتِ نازلہ (ص ۱۷۱۔۱۸۵) عورت اور مرد کی نماز کا فرق (۱۸۸۔۱۹۵)، میت کے لیے اجر (۲۶۶-۲۷۴) وغیرہ

مجموعہ میں صرف قرآن و سنت سے استدلال کرنے کا رویہ غالب ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ائمہ فقہا کی آراء کو بھی بطور استشہاد پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً ولی کے بغیر نکاح پر امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ثوری، امام حسن بصری اور امام نخعی رحمۃ اللہ علیہم کی آرا پیش کی گئی ہیں۔ (ص ۲۳۳۔۲۳۵)

فتاویٰ میں محدثانہ انداز اپناتے ہوئے کتب شروح حدیث سے زیادہ استفادہ کیا گیا ہے۔ اور ضعیف اور کمزور روایات سے استدلال نہیں کیا گیا جس کا اظہار مقدمہ میں اس طرح

1. ایضاً، ص ۹۳-۹۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا ہے:

"اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ حتی الوسع اس میں کسی کمزور روایت کو جگہ نہیں دی گئی۔اگر کسی کو کسی مقام پر کوئی کمزور روایت معلوم ہو جو کہ ناقابل حجت ہو تو وہ خیر خواہی کے جذبہ سے ہمیں ضرور مطلع کرے۔"[1]

یہ مجموعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور سے ۱۹۹۹ء میں بہت خوبصورت اور دیدہ زیب انداز میں شائع کیا گیا ہے۔

تجاویز و آرا

یہ فتاویٰ جات جو آنے والی نسلوں کے عقائد کی صحت کے لیے ضروری ہیں کہ نسل نو کو اس علمی سرمائے سے واقف کرانے کی ذمہ داری اس وقت پوری ہوگی جب اہل علم اس طرف توجہ کریں گے۔اس حوالہ سے چند تجاویز بھی تحریر کی جاتی ہیں:

① بعض فتاویٰ کی از سرِ نو ترتیب کی ضرورت ہے۔

② قدیم اُردو کی بجائے آسان اور سہل زبان کا استعمال کیا جائے۔

③ آج کل کمپیوٹر کا دور ہے ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ان تمام قدیم فتاویٰ کی کمپوزنگ کمپیوٹر پر کی جائے۔

④ تمام فتاویٰ جات کو مد نظر رکھ کر ایک جامع مجموعہ مرتب کیا جائے۔

⑤ ان فتاویٰ جات کی روشنی میں عصر جدید کے مسائل کو دیکھا جائے اور مسائل جدیدہ کے جواب کا خاطر خواہ اہتمام کیا جائے۔

⑥ فتاویٰ میں موجود عربی اور فارسی عبارات کا ترجمہ بھی کیا جائے۔

⑦ فتاویٰ جات کے اِجرا کے وقت ایسے اصول و ضوابط ترتیب دیے جائیں جس سے بین المسالک رواداری کی فضا قائم ہو سکے۔

نوٹ: زیر نظر مضمون کے تتمہ کے طور پر بعض مزید اہل حدیث فتاویٰ کا تذکرہ کرنے کی بھی ضرورت ہے جس میں حافظ ثناء اللہ خان مدنی حفظہ اللہ کا فتاویٰ ثنائیہ، حافظ عبد المنان نور پوری کا فتاویٰ احکام ومسائل اور فتاویٰ عزیزیہ وغیرہ کا تذکرہ بھی ہو جائے۔ علاوہ ازیں ارکانِ اسلام پر شیخ محمد صالح العثیمین کے فتاویٰ کا اُردو ترجمہ ودیگر اُردو فتاویٰ تراجم کو بھی درج کر دیا جائے۔ ادارہ محدث

1 آپ کے مسائل اور ان کا حل از ابو الحسن مبشر احمد ربانی: ص ۳۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد اشرف

وزیر اعلیٰ پنجاب کی دینی و تعلیمی ہولناکیاں

نصابِ اسلامیات سے قرآنی آیات اور احادیث کا اخراج

تعلیم و دانش، زبان و ثقافت، دین و ایمان، نظریۂ پاکستان، استقلال و آزادی کے احیا وتحفظ، ارتقاو تسلسل اور انضباط و استحکام کے میدان میں جناب شہباز شریف کے اقدامات اپنے حال و مستقبل کے آئینہ میں کافی پریشان کن ہیں۔ اگر ان قدامات کا بروقت محاکمہ اور محاسبہ نہ کیا گیا تو اندیشہ ہائے دور و دراز سے پناہ ممکن نہیں۔ تاریخ اہل دانش کو بالآخر فیصلہ کن موڑ پر کھینچ لائی ہے، کہ وہ اَب یا کبھی نہیں، کی بنیاد پر اپنا قائدانہ رول ادا کریں اور ببانگِ دہل کریں۔ متذکرہ صدر عنوانات بالخصوص نظریہ پاکستان کے فروغ، آزادی کے تحفظ اور تعلیم و دانش کی جہتوں کے تعین کے ضمن میں موصوف کی تعلیمی کاوشوں کا ناقدانہ جائزہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے:

اہل پنجاب سے اُن کی ماں بولی رمادری زبان اور قومی زبان اُردو کو پنجاب بدر کرنے کی کاوشیں پوری تندہی سے جاری ہیں۔ سرکار کے زیر انتظام تمام پرائمری سکولوں میں بدیشی زبان 'انگریزی' کولازمی کر دیا گیا ہے۔ جو کام تمام تر جبر و استبداد کے باوجود انگریز اپنے دورِ تسلط میں نہ کر پایا تھا۔ بزبانِ خود، قائد اعظم کے سپاہی کے ہاتھوں یہ کارستانی وقوع پذیر ہو رہی اور ہمارے جیتے جی ہو رہی ہے۔

دوسری تبدیلی: پنجاب کی زبان و ثقافت کے حامل بچوں کو پنجاب کے اساتذہ کرام انگریزی میں پڑھایا کریں گے، کلاس میں اپنے طلباء وطالبات سے انگریزی میں گفتگو کیا کریں گے، سوالوں کے جواب بھی انگریزی میں دیا کریں گے۔ ان کے احکام کے تحت سکول انتظامیہ مسلسل ہدایات جاری کر رہی ہے۔

موصوف ویسے تو بہت مذہبی پس منظر رکھتے ہیں، صوم و صلوٰۃ کے خوگر ہیں، اقبال کے شیدائی ہیں، قائد اعظم کے مداح ہیں، پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے سپنے دیکھنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بھی عادی ہیں، لیکن دین وایمان سے ان کے قلبی تعلق اور لگاؤ کا اندازہ لگانے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کے 'پروگرام برائے تعلیمی اصلاحات' کے تحت طبع شدہ کتاب اسلامیات ومطالعہ پاکستان ایڈیشن (مارچ ۲۰۰۹ء اور جنوری ۲۰۱۲ء) برائے جماعت نہم ودہم کا تقابلی جائزہ بالاختصار ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

① نو آموز ایڈیشن سے جہاد و قتال، ثقافت و معاشرت، آدابِ نبوی ایمان و یقین کے مسلّمات و محکمات پر مبنی تینوں قرآنی سورتوں...... الانفال، الاحزاب اور الممتحنۃ کو بیک جنبش زبان نصاب سے خارج کر دیا گیا ہے۔

② قرآن مجید کی کل دس آیات کو شامل نصاب کیا گیا ہے۔

③ ان دس آیات میں سے ایک آیہ کریمہ سورۃ البقرہ سے اور بقیہ سورۃ النساء سے ہیں۔ آیات کے انتخاب میں خاص طور پر یہ خیال رکھا گیا ہے کہ ان کی تعلیم و تدریس سے انفرادی واجتماعی زندگی کا کوئی زاویہ یا کوئی پہلو کسی طرح کی تبدیلی کو اپنے اندر انگیخت نہ کر سکے اور یوں کہنے کو تو قرآن کریم شامل نصاب رہے لیکن اس کی ہمہ پہلو برکات اور ہمہ نوع مقتضیات سے طالبِ علم تہی دامن رہے۔ نظریہ پاکستان، اساسِ پاکستان کے تحفظ و احیا کا یہ کیسا عجیب و غریب انتظام ہے جو خادمِ اعلیٰ کے زیر نگرانی کام کرنے والے افسران کی محکومانہ اور مرعوب ذہنیت کے تحت تعلیمی اصلاحات کے عنوان سے سیاہ باب رقم کر رہا ہے۔

④ متذکرہ صدر سورتوں کو خارج از نصاب کرانے میں اغلباً سکینڈ لارڈ میکالے جو اَب مائیکل باربر کے نام سے موصوف کے مشیر بھی ہیں، کی منصوبہ بندی کا رنگ غالب دکھائی دیتا ہے۔

⑤ الحدیث کے عنوان سے جو حصہ مذکورہ کتاب میں موجود ہے، اصطلاحاتِ حدیث پر مشتمل ہے۔ حدیث کا تعارف تو خوب اقسامِ حدیث، درایت و روایت، کتب احادیث، حدیث و سنت کی اہمیت اور ان کے عملی زندگی پر اثرات کے عنوانات کے تحت چند صفحات تو کتاب میں شامل ہیں لیکن پہلے سے موجود بیس احادیث پر مشتمل ایک حسین گل دستہ خارج از نصاب قرار پایا ہے۔ نظریہ پاکستان اور اسلام کا نام لینے والے خادم اعلیٰ پنجاب کو ضرور جائزہ لینا چاہئے کہ ان کے قلم یا ان کے نام سے مسلمانوں کی موجود اور موعود نسل پر کیا ظلم روا رکھا جا رہا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥ موضوعاتی مطالعہ کے باب میں ایمانیات کا ذکر چھیڑا تو ایمان بالمعاد ر آخرت کا تذکرہ تک محذوف قرار پایا۔ اُسوۂ حسنہ کا باب کُھلا تو بعثت کے مقصد کا تذکرہ خارج از بحث ٹھہرا، دعوتِ و تبلیغ اور ہجرت مدینہ کے ادھورے اور بے روح تبصروں پر محدود رہا۔ اور بس یہی حال 'اَخلاق و آداب' اور ہدایت کے سرچشمے، کے عنوانات و ابواب کا ہے اور

؎ دیکھتا جا شرماتا جا کے مصداق ہے!

تفصیلاتِ نصاب سے یہ بات از خود واضح اور مبرہن ہے کہ مرتبین و مؤلفین حضرات وخواتین نے خود اپنے آپ کو، اپنے کاز کو اور اپنے مضمون کی مقصدیت کو چند ٹکوں کے عوض فروخت کیا ہے اور حمیتِ دین کے اَدنیٰ تقاضے کو بھی فراموش کر بیٹھے ہیں کہ اس مملکتِ خداداد کی کمان وعنان کو کسی طرح کے لوگوں کے سُپرد کرنے چلے ہیں۔

جہاں تک اس کتاب کے دوسرے حصے کا تعلق ہے جو 'مطالعہ پاکستان' کہلاتا ہے یہ بھی خادمِ اعلیٰ پنجاب شہباز شریف کی ذاتی سوچ سے بہرحال متصادم دکھائی دیتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

پہلا عنوان تحریکِ پاکستان سے متعلق ہے۔ یہ تحریک پاکستان کی غرض و غایت، مقصدیت، ماحولیاتی اَسباب و محرکات، مزاحم قوتوں کا رول، قائدین تحریکِ پاکستان اور ان کی سرتوڑ کاوشیں ایسے لازمی ولابدی جائزوں سے بالعموم خالی ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جو کہ حب الوطنی، قدر دانی، اَسلاف اور اُن کی میراث سے محبت ووابستگی نیز ان کے ایثار و اخلاص سے اُلفت اور ؎ 'خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی' کی بنائے امتیاز و اِنفرادیت ایسے جذبات کو مہمیز دیتے اور تحریک بخشتے ہیں۔ مگر یہاں تو حال یہ ہے کہ ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اس تبصرے اور تجزیئے کا حاصل یہ ہے کہ

اَساتذہ کرام والدین، طلباء وطالبات اور بالخصوص اہل فکر ودانش اس نصاب وکتاب کی ترویج سے قبل فوراً اپنے اپنے محاذ پر متحرک اور مستعد ہو جائیں اور ایک بھرپور احتجاجی تحریک برپا کریں اور منوائیں کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① نصاب میں یہ بے مقصد تبدیلی ناقابل قبول ہے لہٰذا پرانا نصاب اسلامیات بحال وبرقرار رکھا جائے۔

② فی الفور مجلس فکر ودانش تشکیل دیا جائے جو نصابِ تعلیم، ذریعہ تعلیم زبان وثقافت وغیرہ کی بابت حال ومستقبل کے مقتضیات کی روشنی میں تجاویز مرتب کرے۔

③ اساتذہ کرام اور اہل فکر ودانش، اہل صحافت ومیڈیا کی راہنمائی میں ایک مؤثر، محکم اور دوررَس تعلیمی پالیسی مرتب کی جائے جس کے نفاذ کی ذمہ داری صوبائی انتظامیہ پر ہو اور اس پر کسی عہدیدار کی ذاتی، وقتی اور سطحی جلوہ نمائی یا پبلسٹی کی اثرپذیری نہ ہو۔

④ اہل علم ودانش بالخصوص دینی طبقات وتنظیمات اپنے گردوپیش میں اثر ونفوذ حاصل کر کے ہمہ گیریت کا جوہر کامل اُجاگر کریں۔ اپنی چاردیواری کے ورے اور پرے دونوں پر گہری نظر رکھیں اور اپنے اوپر عائد دینی، ملی اور قومی وعلاقائی ذمہ داریوں سے بروقت عہدہ برآ ہو کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور ہم نشینوں کے روبرو سرخرو ہوں۔

⑤ منصب حکمرانی وجہاں بانی ایک مقدس امانت ہے، ہر امانت کی جواب دہی اور محاسبہ ہے۔ ان سے اور بالخصوص خادمِ اعلیٰ سے گذارش ہے کہ وہ اپنے اوقات، استعدادات اور وسائل کو اس نہج پر استعمال میں لائیں کہ عوام اپنے ملک، آزادی اور ماحول پر فخر کر سکیں اور حکمرانی کرنے والے کل کو ذلّت، رسوائی اور شرمندگی سے بچ جائیں۔

⑥ قائد اعظم کے اس فرمان کہ پاکستان کی اَساس وبنیاد اسلام اور اس کی زبان 'اُردو' ہے کو تعلیمی، تربیتی، قانونی، عدالتی سرکاری اور روز مرہ کی ہر سرگرمی میں جاری وساری کیا جائے اور اس کے لئے تمام تر توانائیاں وقف کی جائیں۔ یہی تو پاکستانیت ہے اور یہی اس کے ارتقاو تسلسل کا ضامن ہے۔

⑦ 'اُردو' کو گریجویشن تک لازمی مضمون کا درجہ دیا جائے اور ہر سطح کی تدریس وتعلیم اور ہر سطح کے امتحان کا ذریعہ بنایا جائے۔

⑧ دیگر بدیشی زبانوں کی طرح انگریزی کو اختیاری مضمون کا درجہ دیا جائے البتہ عربی اور فارسی دونوں زبانوں کی تحصیل کی حوصلہ اَفزائی کی جائے۔ کیونکہ مآخذ دین کی زبان عربی اور کلامِ اقبال کا دوتہائی حصہ فارسی زبان میں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوحمزہ سعید مجتبیٰ سعیدی

مفکرِ اسلام ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر

مولانا ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے دینی، مذہبی اور علمی حلقوں میں ایک مقتدر علمی شخصیت کے حوالے سے معروف تھے۔ آپ بجا طور پر ایک مفکرِ اسلام، قرآن و سنت کے سچے داعی، امن کے علم بردار اور علوم شریعت کے ماہر اور حاذق تھے۔ آپ نے اندرون ملک کے علاوہ بیرونِ ملک میں بھی دعوتِ اسلام کے پھریرے لہرائے اور ایک عالَم نے آپ کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا۔ کہنے والوں نے آپ جیسی سربر آوردہ علمی شخصیات ہی کے متعلق کہا ہے: موت العالِم موت العالَم کہ ایک عالم کی موت در حقیقت پورے جہاں کی موت ہے۔ قدرت نے آپ کو بے پایاں قوت حافظہ سے نوازا تھا۔ قرآنِ کریم ماشاء اللہ خوب حفظ تھا اور اکثر و بیشتر آپ کی زبان تلاوتِ قرآن سے تر رہتی تھی۔

آپ جو کتاب یا تحریر ایک دفعہ پڑھ لیتے، وہ آپ کی لوحِ حافظہ پر نقش ہو جاتی۔ کسی بھی محفل میں کسی بھی موضوع پر گفتگو ہوتی تو آپ قرآن و حدیث اور اقوالِ سلف کے انبار لگا دیتے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم الجوزیہ کی تحقیقات و تصنیفات سے از حد متاثر تھے۔ وعظ و درس اور خطبہ انتہائی سادہ انداز میں ارشاد فرماتے۔ اس میں علمی وجاہت اور عالمانہ رنگ غالب ہوتا۔ رطب و یابس اور قصہ گوئی سے یکسر گریز فرماتے۔ اس کے باوجود آپ کے بیان میں اس قدر شیرینی اور کشش ہوتی کہ خواص کے علاوہ عامۃ الناس بھی آپ کی محفل میں کشاں کشاں حاضر ہوتے۔

آپ خود صاحب علم اور اعلیٰ علمی اقدار پر فائز تھے، اسی لیے آپ اہل علم کے بھی از حد قدردان تھے کہ ؎ قدرِ زر زر گر بداند یا بداند جوہری

اپنے شاگردوں اور برخورداروں کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ علمی منازل طے کرتے کرتے آپ نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کی تحریرات، معلومات کا خزانہ اور علم و بلاغت کا سرچشمہ ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راقم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ۱۹۷۸ء میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں ایک سال ان کے زیر سایہ گزارنے کا موقعہ ملا۔ ۱۹۷۹ء میں مزید حصولِ علم کے لیے اللہ تعالیٰ نے دیارِ حبیب میں واقع جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی میں داخلے کی سعادت سے نوازا تو اس مرحلے پر محترم حافظ صاحب ہمارے قافلے کے نہ صرف میر کارواں ٹھہرے بلکہ وہاں چار سال مزید اُن کے ہمراہ گزارنے کا موقعہ ملا اور ہم ایسوں نے اُن کی محفل میں بیٹھ کر ہمیشہ خوشہ چینی کی۔ آپ نے ایک عرصے تک جامعہ سلفیہ، فیصل آباد میں اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے سربراہ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ بعد ازاں کچھ عرصہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ عربی میں ایم اے، عربی کی کلاسز کو مہمان استاذ کی حیثیت سے پڑھایا۔ جامعہ لاہور اسلامیہ میں بھی چند سال آپ کو تدریس کا موقعہ ملا، جہاں متعدد ایسے طلبہ نے آپ سے کسبِ فیض کیا جو اپنے استاذِ محترم کی طرح آج دین کی اعلیٰ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

لاہور میں قیام کے دوران جب جامعہ کے مدیر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ کو نیشنل انسٹیٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن (نیپا) میں اعلیٰ عدلیہ کی تربیت کی بھاری ذمہ داری ملی، تو علم اُصولِ فقہ کی تدریس کے لئے مدنی صاحب کی نظر انتخاب حافظ عبد الرشید اظہر صاحب پر پڑی جس کے نتیجے میں حافظ صاحب نے ۱۹۸۷ء میں نیشنل انسٹیٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن (نیپا) میں ججز کی کلاسوں کو اُصولِ اجتہاد کے اہم موضوع پر کئی تدریسی لیکچر دیئے۔ یہ لیکچر اپنی علمیت ووقعت کے سبب جسٹس خلیل الرحمن خاں (سابق چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ) نے ریکارڈنگ سے کاغذ پر منتقل کرائے۔

۱۹۹۷ء میں نیویارک (امریکہ) کی مسلم کمیونٹی کی دعوت پر وہاں 'عظمتِ اسلام کانفرنس' میں شرکت کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں دو ہفتے مزید قیام کے دوران اسلامی تعلیمات کے حوالے سے متعدد لیکچر دیئے۔

۲۰۰۰ء اور ۲۰۰۱ء میں برطانیہ میں منعقد ہونے والی اسلامی کانفرنس میں شرکت کی اور وقیع وپُر مغز مقالات وخطابات کئے۔

۲۰۰۲ء میں انڈونیشیا میں منعقدہ ایک بین الاقوامی سیمینار میں شرکت کی اور وہاں ایک مہینہ قیام کے دوران وہاں کے اہل علم کے سامنے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے اُن کے خطابات کا طویل سلسلہ جاری رہا۔

آپ ایک عرصے تک فیڈرل شریعت کورٹ اسلام آباد کے فقہی مشیر بھی رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے علمی، فقہی اور پُر مغز مقالات ہفت روزہ 'الاعتصام'، ہفت روزہ 'اہل حدیث'، ماہنامہ 'محدث'، سہ ماہی 'البیان'، ماہنامہ 'شہادت' اور دیگر مجلّات میں اہتمام کے ساتھ شائع ہوتے رہے۔ کئی سالوں سے آپ دینی مدارس کے تعلیمی سال کے اختتام پر منعقد ہونے والی تکمیل صحیح بخاری کی تقریبات میں شریک ہو کر امام بخاری کی شخصیت، اُن کی کتاب کی جامعیت و اصحیت، علومِ مرتبت، حدیثِ رسول کی ضرورت و اہمیت اور عقیدۂ توحید کا بیان بڑی تفصیل سے کرتے۔

آپ نے اپنی بھرپور اور معروف علمی زندگی میں دیگر علمی و دینی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ تحریر و تصنیف سے بھی برابر رابطہ اُستوار رکھا۔ آپ کے قلم گوہر بار سے بہت سی کتابیں منصۂ شہود پر آئیں۔ اُستاذ العلماء شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ خان مدنی حفظہ اللہ کے مرتب کردہ 'فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ' (جلد اول) کے شروع میں آپ نے فتویٰ و افتا کی اہمیت و ضرورت، اس کی تاریخ اور اِس سے متعلقہ احکام و مسائل بڑے سائز کے ۸۴ صفحات میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ ارقام فرمائے۔ اس سے آپ کے علم کی وسعت و گہرائی و گیرائی کا پتہ چلتا ہے۔ یہ تحریر صرف اس کتاب کا مقدمہ ہی نہیں بلکہ مستقل کتاب کے طور پر شائع کی جانے کی حق دار ہے۔ اسی طرح شیخ الحدیث حافظ عبد الستار حماد نے صحیح بخاری کا ترجمہ اور تشریح کی ہے۔ صحیح بخاری کا آخری حصہ کتاب التوحید ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اس کے آغاز میں عقیدہ توحید کی وضاحت اور مبتدعین کے بدعی عقائد کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ۱۲۴ صفحات پر محیط ایک مبسوط مقدمہ تحریر کیا ہے۔ آپ کی یہ دونوں تحریریں مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے سیّال قلم گوہر بار نے بہت سا تصنیفی کام کیا جس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔

یہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے ایک دوست اور ان سے تعلق رکھنے والے کے دلی جذبات ہیں جو فوری طور پر نوکِ قلم پر آگئے ہیں، ورنہ آں موصوف کی شخصیت پر مفصل کتابیں لکھی جاسکتی ہیں اور یقیناً اصحابِ علم و فضل اِن کے متعلق اپنے اپنے جذبات و خیالات کو حیطہ تحریر میں لا کر آں مرحوم کے ساتھ اپنے تعلق کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ اس علمی امانت کو ادا کرنے کی کوشش کریں گے جو دینی حوالے سے اُن کی ذمے داری ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ کریم شہید ڈاکٹر صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دیتے ہوئے انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین میں شامل فرمائے۔ آمین!   ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

مولانا حافظ عبد الرشید اظہر.... کچھ یادیں کچھ باتیں!

بعض لوگ معاشرے میں ایسا اعتبار رکھتے ہیں کہ ان کی شخصیت اور عالمانہ وجاہت ذہن میں گہرا اور دیرپا اثر چھوڑتی ہے۔ ایسی ہی ایک نامور شخصیت مرحوم حافظ عبد الرشید اظہر کی تھی۔ اپنے بچپن میں جن شخصیات کا نام اور روزمرہ تذکرہ میں والدِ گرامی حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ کی زبانی سنتا رہا اور اپنے والد کے دوست ورفیق ہونے کے ناطے اُن کا مقام بھی ذہن میں اُنہی کے مثل بنتا گیا، ان میں چار پانچ ہستیاں نمایاں ہیں: شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی جو والد صاحب کے تعلیم و تعلّم کے ساتھی ہیں، ان کی ہم راہی میں والد محترم نے محدث اور مدرسہ رحمانیہ جو بعد میں جامعہ لاہور اسلامیہ بنا، کا آغاز کیا۔ حافظ ثناء اللہ مدنی صاحب کے ساتھ والد صاحب کی صحیح بخاری کے شرح وحل کے لئے سالہا سال مجالس منعقد ہوا کرتیں جس میں اُن دونوں کے ساتھ والدہ محترمہ بھی ہوتیں اور نواب وحید الزمان کا حاشیہ بخاری پیش نظر ہوتا اور اس کی ضروری اصلاح وترمیم کے ساتھ، والدہ محترمہ بعض مزید اضافے قلم بند کیا کرتیں۔ والد صاحب کے اِن دوستوں میں ایسی ہی دو شخصیتیں پروفیسر حافظ محمد سعید اور پروفیسر ظفر اقبال حفظہم اللہ کی بھی ہیں۔ اوّل الذکر کو تو آج دنیا جانتی ہے، لیکن اُس وقت یہ دونوں حضرات باقاعدگی سے روزانہ ادارہ محدث میں تشریف لایا کرتے، سالہا سال اُنہوں نے والد محترم سے کسبِ فیض کیا اور پھر انہی کے تعاون سے والد محترم نے ۱۹۸۱ء میں مشہور زمانہ 'قاضی کورسز' کا آغاز کیا جس کے پروفیسر حافظ سعید صاحب منتظم اور پروفیسر ظفر اقبال صاحب ناظم امتحانات ہوتے تھے۔ بعد ازاں جامعہ کی سند پر ہی یہ شخصیات سعودی عرب مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئیں۔ ہمارے گھر روزمرہ آنے والی ان شخصیات میں ایک نام مولانا عبد السلام کیلانی رحمہ اللہ کا بھی تھا، جو والد محترم کے اُس وقت سے ساتھی تھے جب وہ حضرۃ العلام محدث روپڑی سے تعلیم حاصل کیا کرتے۔ ان قریبی احباب میں ایک نمایاں نام حافظ عبد الرشید اظہر کا بھی ہے، جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہی دنوں مدینہ یونیورسٹی سے تازہ تازہ تحصیل علم کر کے لوٹے تھے۔ ہم نے اپنے والد گرامی سے ہمیشہ اُن کا تذکرہ ایسے الفاظ میں سنا جس سے اُن کی علمی شخصیت ہماری اوائل عمری کی یادوں میں مستحکم وبلند قامت ہوتی گئی۔

۱۹۸۰ء کی دہائی کا یہ وہ دور ہے جب محدث، جامعہ، مجلس تحقیق اسلامی اور المعہد العالی للشریعہ والقضا، سب سرگرمیوں کا محور ومرکز ہماری رہائش گاہ ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن ہی ہوتا تھا حتیٰ کہ ان اداروں کے فیض یافتگان ہمارے گھر کے کمروں میں اکثر براجمان رہا کرتے اور ہمیں اور والدہ محترمہ کو آئے روز اُن کی میزبانی اور آؤ بھگت کا خوش گوار فریضہ انجام دینا ہوتا۔ ادارہ کی اکلوتی سواری سوزوکی وین، ان حضرات کو انجینئرنگ یونیورسٹی سے لانے، لیجانے اور دعوتی مراکز تک پہنچانے میں مصروف رہا کرتی۔ ہمارا بچپن انہی یگانہ روز شخصیات کے ہاتھوں میں کھیلتے گزرا ہے اور اُن کی بہت سی شفقتیں، سرزنشیں یادوں کے پردے میں لپٹی ہوئی ہیں۔

حافظ عبد الرشید صاحب مرحوم سے ہماری یادداشتیں بچپن کے اوائل دور کی ہیں، جب کہ ابھی میں نے دینی تعلیم کا سلسلہ بھی شروع نہ کیا تھا۔ والد محترم نے پاکستان میں سب سے پہلے مکتب الدعوۃ کے قیام کے لئے راہ ہموار کی اور اپنی رہائش گاہ ماڈل ٹاؤن کے قریب ہی ٹیپو بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں کرائے کی ایک کوٹھی مکتب الدعوۃ پاکستان کا پہلا مستقر بنی۔ مجھے آج بھی وہ کوٹھی یاد ہے اور اظہر صاحب ایک ماہ قبل جب آخری بار لاہور تشریف لائے اور مجھے اُن کی میزبانی کی سعادت ملی تو میں نے ان کو رات گئے مکتب الدعوۃ کا وہ اوّلین ٹھکانہ دکھایا۔ کہنے لگے کہ مجھے یہ جگہ یاد نہیں بلکہ میری مکتب الدعوۃ میں آمد اس کے بعد کی بات ہے، تاہم مکتب الدعوۃ کی ابتدائی کتب میں اُس کا پتہ درج ہے۔

عبد الرشید اظہر صاحب اوائل سے ہی مکتب الدعوۃ، پاکستان سے وابستہ ہو گئے تھے، پھر بعد کے ۳۰ سالوں میں پاکستان میں مکتب الدعوۃ اور حافظ عبد الرشید اظہر لازم وملزوم کی حیثیت اختیار کرتے گئے۔ عہدیدار بدلتے گئے، سعودی عرب سے نئے مدیر آتے رہے لیکن عبد الرشید اظہر صاحب کی حیثیت اس مکتب میں ہمیشہ روحِ رواں کی ہی رہی۔ اس مکتب کی رپورٹوں، دوسرے لفظوں میں عبد الرشید اظہر صاحب کی تصدیقات پر اس مکتب کے رویے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بے حد انحصار ہوتا اور ہر مقام پر وہ اس کی بھرپور نمائندگی کرتے۔

مجھے بخوبی یاد ہے کہ ۱۹۸۷ء کے آس پاس جب مکتب الدعوۃ کو سعودی حکومت نے اسلام آباد لے جانے کا فیصلہ کیا تو والدِ محترم نے اس کی شدید مخالفت کی اور یہ کہا کہ اس طرح یہ عظیم دعوتی آفس، ایک بے روح دفتر میں تبدیل ہو کر رہ جائے گا، اور اس کی دعوتی وعلمی تاثیر پاکستانی معاشرے سے ختم ہو کر رہ جائے گی۔ سعودی حکومت نے اپنا فیصلہ تو تبدیل نہ کیا لیکن والد محترم کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی اور پاکستان میں کتاب وسنت کی جس دعوت کو پورے زور وشور سے پھیلانے کی ضرورت تھی، وہ مکتب الدعوۃ اسلام آباد کی غلام گردشوں میں گم ہو کر رہ گئی اور عوام سے اِس کا رابطہ منقطع ہو گیا۔

مولانا عبد الرشید اظہر صاحب کی شخصیت، ایک انتہائی ذہین وفطین، چست وچوبند اور داناو زیرک شخص کی تھی۔ ان سے عام روزمرہ گفتگو بھی بڑے سنبھل کر کرنا پڑتی۔ والد محترم اور اُن کا علم اُصولِ فقہ کا ذوق قدرِ مشترک تھا۔ والد گرامی بتایا کرتے کہ جامعہ کا المعہد العالی للشریعہ والقضا کا قاضی کورس اپنے دور کا کامیاب ترین پروگرام تھا، اس کورس میں داخلے کے لئے بڑے بڑے عہدیدار اپنے عزیزوں کے داخلے کے لئے سفارشوں کے متلاشی رہتے۔ سعودی عرب نے اس معہد کے لئے صرف ایک سال میں ۶۰ سکالرشپ دیئے۔ والد محترم کے اُستادِ خاص، سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ نے اس کی کامیابی کے لئے ہر خلیجی حکومت میں اپنے اثر ورسوخ کو بھی استعمال کیا۔ اس کورس کی مقبولیت وافادیت کو دیکھتے ہوئے صدر ضیاء الحق کے دور میں، اس وقت کی اعلیٰ عدلیہ نے اس تعلیمی منصوبے کو اپنی سرپرستی میں لے لیا اور یہی کورسز چند تبدیلیوں کے ساتھ اعلیٰ افسران کے تربیتی ادارے 'نیپا' میں ہونے لگے۔ اب والد محترم کے آئے روز وہاں تربیتی لیکچرز ہوتے۔ کورسز کی کثرت اور علوم کی وسعت کے پیش نظر جب مدنی صاحب کو اپنے ساتھ کے لئے ایسی فاضل شخصیت کی ضرورت محسوس ہوئی جو علمی طور پر مستحکم اور راسخ ہو اور جدید قانون کے ماہرین کے سامنے شریعتِ اسلامیہ کے محاسن کو دلیل ومنطق کے ساتھ ثابت کر سکے، اس عظیم مقصد کے لئے اُن کی نظر انتخاب حافظ عبد الرشید اظہر پر پڑی اور پھر جس طرح حافظ اظہر صاحب نے مستقبل کے اِن جج ر قاضی حضرات کو علم اُصول فقہ پڑھایا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو والد صاحب بھی ان کی صلاحیت ولیاقت کے معترف ہو گئے۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ والد صاحب نے ایک بار فرمایا کہ میں علم اُصول فقہ کے دقیق نظریات کو تو بہترین طریقے اور جدید قانون کے ساتھ تقابلی جائزے کے ساتھ پڑھا سکتا ہوں لیکن کسی ایک موضوع پر بہترین حافظے کی مدد سے دلائل کے انبار جمع کر دینے میں قدرے مشکل محسوس کرتا تھا۔ یہ خوبی حافظ اظہر صاحب میں موجود تھی جس سے سرکاری انتظامیہ کے زیر تربیت افسران بے انتہا محظوظ ہوتے اور اسلام کی عظمت اُن کے قلب و نظر میں راسخ ہو جاتی۔ حافظ صاحب کے اس وقت کے اُصول فقہ کے ہر پہلو پر درجنوں شاندار لیکچرز آج بھی ادارہ محدث کی کیسٹ لائبریری میں محفوظ ہیں۔

اظہر صاحب کی علمی لیاقت اور ذہانت پر والد محترم حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ کے اعتماد کا یہ عالم تھا کہ آپ کو بعد ازاں اُصول کی تدریس میں جب بھی کوئی مشکل مرحلہ پیش آیا تو آپ نے اس مہم کو سر کرنے کی ذمہ داری اظہر صاحب کو تفویض فرمائی۔ ۱۹۸۴ء میں ہی لاہور میں خواتین کا معروف دینی مدرسہ، جو میرے نانا مرحوم مولانا عبد الرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ کی زیر نگرانی چل رہا تھا، میں خواتین اساتذہ کی اعلیٰ علمی تربیت کا مرحلہ پیش آیا، تو والد محترم نے جامعہ کے بعض قابل اساتذہ کو وہاں تدریس کی ذمہ داری تفویض کی۔ مجھے آج بھی یاد ہے کہ اُس وقت انہی دنوں سعودی جامعات سے سندِ فضیلت لے کر آنے والے کئی اساتذہ کو وہاں تدریس کے لئے متعین کیا گیا لیکن خواتین مدرّسات کو وہ اپنی علمی قابلیت سے متاثر نہ کر سکے۔ آخر حافظ عبد الرشید اظہر صاحب کو یہ درخواست کی گئی جو کہ اس وقت مکتب الدعوۃ میں انتظامی فرائض انجام دے رہے تھے۔ اُنہوں نے اس ذمہ داری کو قبول کیا اور بعد میں یہ سلسلہ درس ان دعوتی نتائج تک وسیع ہوا جس کی نشاندہی اسی شمارے میں راقم کی خالہ محترمہ باجی فوزیہ ام عبد الربّ کے قلم سے بالتفصیل آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

حافظ صاحب بڑے وضع دار اور خلیق انسان تھے۔ اس کی شہادت چھوٹے بھائی ڈاکٹر حافظ انس مدنی یوں دیتے ہیں کہ مدینہ یونیورسٹی میں ۱۹۹۸ء میں داخلہ سے قبل ۱۹۹۷ء میں اُنہیں جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں مدینہ یونیورسٹی کی ایک تربیتی ورکشاپ میں بطورِ طالب علم شرکت کا موقع ملا جس میں حافظ اظہر صاحب بھی سعودی اساتذہ کے ساتھ ثقافۃ اسلامیہ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُستاد کے طور پر شریک تھے۔ حافظ صاحب کے اعلیٰ اخلاق اور والدِ گرامی حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ سے تعلق کا نتیجہ تھا کہ حافظ صاحب نے بطورِ خاص جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ کو ان کے قیام وطعام کے بارے ہدایات دیں اور ورکشاپ کے ماہ بھر کے قیام کے دوران ایک والد کی طرح اُن سے شفقت ومحبت کا خصوصی برتاؤ کیا۔ ورکشاپ کے آخری روز ایک نوخیز نوجوان ہونے کے باوجود صرف والدِ گرامی سے تعلق خاطر نبھاتے ہوئے، اُنہیں فیصل آباد کے ایک اعلیٰ ہوٹل میں پر تکلف ظہرانہ کے لئے ساتھ لے گئے۔ اظہر صاحب کے اعلیٰ اخلاق اور کریمانہ تواضع نے انس بھائی کو بہت متاثر کیا اور وہ ہمیشہ اُن کے لئے رطب اللسان رہتے ہیں۔

بچپن میں حافظ صاحب کی عالمانہ شخصیت کے یہی آثار آج تک میرے ذہن میں مرتسم ہیں۔ اپنے وہ اساتذہ جنہیں حافظ صاحب سے کسبِ فیض کا موقع ملا اور وہ آج خود علم کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں، نے ہمیشہ حافظ صاحب سے شرفِ تلمذ پر اظہار سعادت کیا اور ان کے علم وفضل کی خوبصورت انداز میں تعریف کی۔ وہ بتایا کرتے کہ حافظ صاحب کو عربی نحو کی مشہور کتاب ہدایۃ النحو اور الفیہ ابن مالک مکمل طور پر حفظ تھے۔ جب میں نے ۱۹۹۲ء میں جامعہ سے تحصیل علم کے مراحل مکمل کئے تو اس سے چند سال قبل حافظ صاحب مکتب الدعوۃ کے ساتھ ہی اسلام آباد منتقل ہو چکے تھے۔ اس بنا پر اس کے بعد کے سالوں میں حافظ صاحب کی یادداشتیں چند در چند ملاقاتوں کا ہی حاصل ہیں۔

۲۰۰۵ء میں جامعہ لاہور اسلامیہ میں درسِ بخاری شریف کے لئے مقرر کے انتخاب کا مرحلہ آیا تو والدِ محترم نے حافظ عبد الرشید صاحب اظہر کے نام نامی پر اتفاق کیا اور جب اُنہوں نے درس بخاری دیا تو بہت سے لوگ اس یادگار درس سے بے انتہا محظوظ ہوئے اور ان کے لئے بہت سی زبانیں دعا گو ہوئیں۔ میں نے حافظ صاحب سے گذارش کر کے اس درس کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا اور بعد میں 'محدث' میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت وفضیلت کے موضوع پر یہ یادگار درس دو قسطوں میں شائع بھی ہوا۔

راقم کو ۲۰۰۷ء میں جب باقاعدہ جامعہ لاہور اسلامیہ میں بطورِ مدیر التعلیم خدمت کا موقع ملا تو معلوم ہوا کہ جامعہ کے اکثر وبیشتر اساتذہ حافظ اظہر صاحب کے جامعہ ہذا یا جامعہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلفیہ میں تلامذہ رہ چکے ہیں اور سب ہی اُن کا تذکرہ اچھے الفاظ میں کرتے ہیں۔ ان میں قاری محمد ابراہیم میر محمدی، مولانا زید احمد، مولانا شفیق مدنی اور مولانا عبد القوی لقمان حفظہم اللہ مولانا عبد الرشید راشد وہ اساتذہ تھے جو اُن کے علم وفضل کے بے انتہا معترف تھے۔ جیسا کہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ حافظ صاحب میں علمی رسوخ کے ساتھ ذہانت وفطانت، حاضر جوابی اور دانائی زیرکی کی ایسی خوبیاں جمع تھیں کہ آپ مخاطب پر چھا جاتے اور پھر اپنے دلائل سے اپنے موقف کو مزین کرتے چلے جاتے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار حافظ صاحب نے دورانِ گفتگو، دیگر مذاہب کے لئے دین کا لفظ استعمال کرنے پر میری گرفت کی اور فرمایا کہ ان الدین عند اللہ الاسلام... چنانچہ باقی مذاہب کو ادیانِ باطلہ کہنے سے گریز کرنا چاہئے۔ میں نے بھی طالبِ علمانہ سوال جڑ دیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکافرون میں لکم دینکم ولی دین اور ومن یبتغ غیر الاسلام دینا میں دیگر نظریات کے لئے 'دین' کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے۔ حافظ صاحب نے میری اس بے تکلفانہ دلیل کی وضاحت کو کسی اور موقع پر اُٹھا رکھا۔

۲۰۰۹ء میں حافظ عبد الرشید اظہر صاحب مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ایک مرکزی جلسے میں خطاب کے لئے لاہور تشریف لائے تو رات کے قیام کے لئے اُنہوں نے جامعہ لاہور اسلامیہ کا انتخاب فرمایا۔ میں بھی اس وقت جامعہ میں رہائش پذیر تھا، رات حافظ صاحب جامعہ میں قیام پذیر ہوئے اور صبح کی نماز کے بعد اُنہوں نے جامعہ کے طلبہ کو ایک یادگار درس دیا۔ درس کا موضوع 'دینی علم کی فضیلت اور علما کا مقام' تھا۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ نمازِ فجر کے بعد ہونے والے اس درس میں پوری مسجد طلبہ علم سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، ہر کان اُن کی سمت پوری طرح متوجہ تھا اور دل میں ان قیمتی دلائل اور خوش گوار بیان کو سنتے ہوئے یہ خواہش مچل رہی تھی کہ کاش میں نے اس درس کی ریکارڈنگ کا انتظام کر لیا ہوتا۔

جامعہ لاہور اسلامیہ کے بارے میں حافظ اظہر صاحب کا یہ حسن ظن تھا کہ پاکستان میں علوم اسلامیہ کے سب سے بہترین اساتذہ یہاں موجود ہیں۔ اسی بنا پر اُنہوں نے پہلے اپنے بڑے بیٹے حافظ مسعود اظہر کو یہاں سے دینی تعلیم دلوائی، ان کے دو دامادوں: عبد الوکیل اور عبد الجلیل نے جامعہ ہذا سے دینی تعلیم مکمل کی۔ بعد ازاں یہ تینوں حضرات اعلیٰ تعلیم کے لئے سعودی جامعات میں داخل ہوئے۔ پھر انہی سالوں میں اپنے بھانجوں حافظ عبد الماجد اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ عبد العظیم جواد کو جامعہ میں دینی تعلیم کے لئے داخل کروایا اور تین سال سے وہ یہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

یہ جامعہ کے وہ سال تھے جن میں ہم جامعہ کو جدید تعلیمی قالب میں ڈھالنے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ حافظ صاحب کی اس تشریف آوری کو غنیمت جانتے ہوئے میں نے صبح کے درس کے بعد اُن سے دریافت کیا کہ پاکستانی کے دینی مدارس میں، کیا ایسی اصلاحِ احوال کی گنجائش موجود ہے؟ تو فرمانے لگے کہ مدارس جس سادگی اور للّٰہیت کے ساتھ دین کی خدمت کر رہے ہیں، اس سلسلے کو تبدیل نہیں ہونا چاہئے۔ مدارس کے طلبہ کو جدید تعلیم میں مشغول کرنا اور طلبہ کو جدید تعلیمی اسناد مہیا کرنا ایک فتنے کے سوا کچھ نہیں۔ ماضی میں جن علما نے دین کی عظیم خدمات انجام دی ہیں، وہ اسی ڈھنگ کی درسگاہوں کے فیض یافتہ تھے۔ یہیں سے قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی ہیں اور اُمتِ مسلمہ کا درخشاں مستقبل مدارس سے بلند ہونے والی انہی پر خلوص صداؤں سے وابستہ ہے جنھیں تہذیبِ حاضر کی چکاچوند نے خیرہ نہ کیا ہو۔ پھر اپنی ڈاکٹریٹ اور جدید اسناد کی تحقیر کرتے ہوئے گویا ہوئے کہ جدید اداروں کی یہ تعلیمی ڈگریاں صرف علم کا دھوکہ ہیں، اصل علم تو اسلاف کی اُمہاتِ کتب پڑھ کر آتا ہے۔ آخری ملاقات میں فرمانے لگے کہ سعودی عرب کی جامعات میں کلیہ کی سطح تک چار سالہ تعلیم کا حصول تو انتہائی مفید ہے، طلبہ کو علمی رسوخ اور فاضل اساتذہ سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملتا ہے، تاہم سعودی جامعات میں اس سے مزید اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا، یعنی ماجستیر و ڈاکٹریٹ وغیرہ کرنا، ایک طالب علم کی صلاحیتوں کا رخ موڑ دیتا ہے، اس لئے اس سے گریز ہی بہتر ہے۔

حافظ صاحب اپنی سرشت میں ایک انتہائی تیز اور ناقدانہ مزاج رکھتے تھے۔ ہر بات کو بڑی ذہانت کے ساتھ نوٹ کرنا اور لحہ بھر میں اس کا مسکت جواب دینا ان کی شخصیت کا خاصہ تھا۔ سننے میں آیا کہ چند سالوں سے حافظ صاحب نے کئی ایک ٹی وی پروگراموں میں بھی عظمتِ حدیث اور اُصول حدیث کے موضوع پر شاندار مکالمے کئے اور بعض لوگوں نے راقم کو اُن کی ریکارڈنگ میسر کرنے کا بھی وعدہ کیا، لیکن ایک دو کی آڈیو ریکارڈنگ سننے کے علاوہ راقم کو اُن کے مباحثے دیکھنے کا موقع نہ مل سکا۔ جامعہ کے بعض اساتذہ نے مجھ سے تذکرہ کیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ منہج اہل حدیث پر حافظ اظہر صاحب کی گفتگو سننے سے تعلق رکھتی ہے لیکن افسوس کہ ایسا کوئی پروگرام مرتب کرنے سے قبل ہی حافظ صاحب نے داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔

چند ماہ قبل حافظ عبد الرشید اظہر کے شاگرد قاری عبد الحلیم محمد بلال لاہور تشریف لائے۔ قاری عبد الحلیم مدینہ یونیورسٹی کے فاضل، عربی زبان کے نامور عالم اور دہشت گردی اور اس سے ملحقہ موضوعات پر کئی عربی کتب کے فاضل مصنف ہیں۔ بتانے لگے کہ اُن کی اظہر صاحب سے تکفیر وخروج کے مسئلے پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ بعد ازاں میری بھی قاری صاحب سے کئی گھنٹے طویل اسی موضوع پر ایک مجلس ہوئی جس میں دیگر علما بھی موجود تھے۔ قاری صاحب نے کہا کہ اظہر صاحب کو اس امر پر شدید ناراضگی تھی کہ کئی نوجوان لوگ، ان دنوں تکفیر وخروج جیسے حساس مسئلے میں رائے زنی کو اپنا معمول بنائے ہوئے ہیں۔ اُن کی رائے میں یہ موضوع بڑی علمی بصیرت اور عالمانہ فراست کا متقاضی ہے۔ تکفیر وخروج کے مسائل میں وہ متوازن ومعتدل موقف کے قائل اور داعی تھے۔ ان کی وفات کے موقع پر مجھے پتہ چلا کہ اسلام آباد میں تکفیری سوچ رکھنے والے لوگ، اس واحد مسجد میں جمعہ پڑھنے کو روا سمجھتے تھے جہاں حافظ اظہر صاحب کئی سال سے خطبہ جمعہ پڑھا رہے تھے۔ گویا اُنہیں بھی اظہر صاحب کے علم وفضل پر پورا اعتماد تھا۔

گذشتہ سال، جب جامعہ لاہور اسلامیہ کی دوسری عظیم الشان بلڈنگ (البیت العتیق برانچ) میں توسیع ہوئی اور جامعہ کی ثانوی کلاسز وہاں منتقل ہو گئیں تو حافظ صاحب بطورِ خاص اس عمارت اور جامعہ کے انتظام وانصرام کو دیکھنے تشریف لائے۔ حافظ صاحب کی تشریف آوری کے موقع پر میرے بھائی ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی (جو البیت العتیق برانچ کے مدیر ہیں) نے مجھے بھی مدعو کیا اور حافظ صاحب سے کھانے کی میز پر تفصیلی نشست ہوئی۔ ادارہ کے مستقبل کے پروگراموں کے بارے میں تبادلہ خیال ہوا۔ حافظ عبد الرشید اظہر صاحب جامعہ کی خدمات کے بہت مداح تھے۔ ان کی وفات کے موقع پر مجھے جب اسلام آباد، ان کے دفتر اور عملہ سے ملنے کا موقع ملا تو مجھے پتہ چلا کہ ہماری غیر موجودگی میں، وہ سب حضرات کے سامنے ماہ نامہ محدث، جامعہ لاہور اور اس کے مختلف ادارہ جات کی کارکردگی کی بے انتہا تعریف کیا کرتے۔ اُن کے دوستوں نے مجھے بتایا کہ وہ اپنے نجی مجلسوں میں اس جامعہ، والد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم اور ہم بھائیوں سے بہت سی نیک توقعات رکھتے تھے۔

جامعہ کے بعض مسائل میں، میں بھی ان سے راہنمائی لیا کرتا۔ گذشتہ سال کی بات ہے کہ ان کے شاگردِ رشید اور میرے اُستادِ گرامی مولانا زید احمد حفظہ اللہ جو جامعہ لاہور اسلامیہ میں ۱۵ سال مدرس رہنے کے بعد، اُن کی ہدایت پر کئی سال جامعہ سلفیہ اسلام آباد میں شیخ الحدیث کے فرائض انجام دیتے رہے، اور اب پھر تین سال سے جامعہ لاہور میں ہی اُستاذِ حدیث کی ذمہ داریاں انجام دے رہے تھے۔ اُنہیں کئی برس سے جادو کی سنگین شکایت ہے، جو آخر کار اس شدت تک جا پہنچی کہ جولائی ۲۰۱۰ء میں اُنہوں نے تدریس چھوڑ کر، اپنے گاؤں میں ڈیرہ جمالیا، کیونکہ ان کے بقول جادو کے حملے کے دوران اُنہیں ایسی شرمناک کیفیتوں سے واسطہ پڑتا ہے جس میں صرف اُن کے اہل خانہ کی موجودگی ہی ممکن تھی۔ مولانا زید احمد صاحب کی علومِ دینیہ کی تدریس سے انقطاع پر میں بڑا رنجیدہ تھا۔ سو میں نے ان کے اُستاد حافظ عبد الرشید اظہر صاحب سے رابطہ کیا کہ وہ اُن کو سمجھائیں اور اس عظیم کام سے منسلک رہنے پر مجبور کریں۔ اظہر صاحب نے جس وقت میرا فون سنا، وہ اس وقت نیویارک میں کسی تبلیغی دورے کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے۔ میرا مطالبہ سن کر فرمانے لگے کہ میں پاکستان پہنچ کر، اُن کو اس سعادت سے منسلک رہنے کی پوری تلقین کروں گا۔ پاکستان واپس ہوئے اور مولانا زید احمد حفظہ اللہ کو فون کیا اور بعد میں مجھے بتانے لگے کہ میں نے اُنہیں کہہ دیا کہ ”جادو وادو کچھ نہیں ہوتا، علما کو یہ باتیں زیب نہیں دیتیں، یہ صرف ذہن کا فتور ہے۔ میں نے اُنہیں حکم دیا ہے کہ آؤ اور قرآن و سنت پڑھاؤ، سب ٹھیک ہو جائے گا۔“

اِمسال فروری کے اَواخر میں مجھے اچانک علم ہوا کہ وہ لاہور تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے اُن کا فون ملایا تو خانیوال سے لاہور کے لئے پابہ رکاب تھے۔ سفر کا مقصد ان کے دیرینہ دوست و ہم دم، جامعہ کے شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ کی احوال پرسی تھی۔ میں نے اُنہیں جامعہ میں تشریف آوری کی دعوت دی اور عشائیہ کا بھی کہہ دیا۔ رات ۸ بجے جب وہ اکیلے لاہور میں ڈائیوو بس سے اُترے تو اُسی وقت میرے ذہن میں یہ خیال کوند کر آیا کہ ایسا فاضل شخص کیوں کر، یوں اکیلے بسوں پر سفر کر رہا ہے، ان کے ساتھ ہر لحظہ اُن کے رفقا کو ہونا چاہئے۔ لیکن حافظ صاحب ایسے بے باک اور جری انسان کے سامنے ایسی کوئی بات کہنے کی بھی ہمت کم ہی ہوتی تھی۔ لاہور کے اس آخری سفر میں، میں اُن کا میزبان تھے۔ میرے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی، جامعہ کے اُستاد ڈاکٹر حافظ انس مدنی اور حافظ اسحٰق طاہر (جو دونوں مدینہ یونیورسٹی کے ممتاز فضلا میں سے ہیں) میرے ہمراہ تھے۔ اس شام ۴ گھنٹے ہم اکٹھے رہے۔ اس رات مجھے علم ہوا کہ حافظ صاحب کافی خوش نوش ہیں، چنانچہ ایک پر سکون مقام پر مجھے ان کی خدمت میں عشائیہ پیش کرنے کا موقع ملا۔ اس عشائیہ پر بہت سی قیمتی یادیں اور محبت اور اپنائیت کی بہت سی باتیں ہوئیں۔ مجھ سے ایک ایک کر کے اُنہوں نے گھر کے تمام افراد، بہن بھائیوں بالخصوص والدہ محترمہ اور والدِ گرامی کے حالات پوچھے۔ پھر بہنوئیوں کی سرگرمیاں جانیں، ان کے پاس اسلام آباد میں میرے دو بہنوئی حافظ طاہر اسلام عسکری اور محمد جنید خاں اکثر علمی رہنمائی کے لئے جایا کرتے تھے۔ حافظ صاحب نے سب کا تذکرہ بڑے غور سے سنا، پھر چچاؤں کے حالات جانے، اداروں کی انتظامی ومالی مشکلات میں بھرپور دلچسپی لی۔ سب کچھ سن کر بولے کہ

> ''میں آپ کے والدِ گرامی حافظ عبد الرحمٰن مدنی سے بے انتہا محبت کرتا ہوں۔ ان کے دینی عزم وارادہ کا میں صمیم دل سے قائل ہوں۔ میرے اُن سے تعلق کا یہ عالم ہے کہ بیت اللہ میں ملتزم سے لپٹ کر، میں نے اللہ سے یہ دعائیں مانگی ہیں کہ میں اور وہ مل کر دین کا کوئی عظیم کام کر سکیں۔ ماضی میں بہت عرصہ ایسا ہوا ہے اور اللہ کو جب منظور ہوگا، ہم مستقبل میں بھی اکٹھے ہوں گے۔''

پھر اُنہوں نے مجھے اور میرے بھائی کو دین کے اس کام کے ساتھ دل وجان سے منسلک رہنے اور اُس کی دن رات خدمت کی تلقین کی۔ اُنہوں نے فرمایا کہ جس طرح آپ بھائیوں نے دین کے اس کام کو حرزِ جان بنایا ہے، اس سے میری بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔ میرے لئے حافظ عبد الرشید اظہر صاحب کے یہ اختتامی کلمات، دلی سرور واطمینان کا سبب ہوئے۔ میں نے موقع غنیمت جان کر ان سے گذارش کی کہ جب لاہور تشریف لائیں تو ہمیں خدمت کا موقع مرحمت فرمائیں، صرف آمد کا ایک اطلاعی فون کر دیا کریں۔ اپنی بے نیازانہ طبیعت کے عین مطابق اُن کا ارشاد تھا کہ ''فون تو میں نہ کروں گا، آپ کو طلب ہوگی تو اطلاع بھی آپ کسی ذریعے سے از خود حاصل کر لیا کریں گے۔''

بعد ازاں میں اُنہیں لے کر شیخ زید ہسپتال میں حافظ عبد المنان نورپوری رحمہ اللہ کی عیادت کو چلا اور ہم نے اُن کی معیت میں حافظ نورپوری رحمہ اللہ کی اس حال میں عیادت کی کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھے اور اُن کو سانس کی نالی لگی ہوئی تھی۔ عیادت کے بعد میں نے اُنہیں رات کو اپنے ہاں ٹھہرنے کی پیش کش کی، لیکن وہ صبح سویرے شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی سے ملاقات کر کے، واپس اسلام آباد کے لئے عازمِ سفر ہونا چاہتے تھے۔ سو چار وناچار اُن کو الوداع کہا... یہ تھی ہماری ان سے وہ آخری ملاقات جس کا تذکرہ بعد میں، میں نے والد محترم سے کیا تو اُنہوں نے ہماری میزبانی کی تحسین کی اور ہمیشہ کی طرح حافظ عبد الرشید اظہر صاحب کے علم و اہلیت کی کھل کر تعریف کی۔

اظہر صاحب والد صاحب سے عمر میں کئی برس چھوٹے تھے، اس بنا پر والد محترم کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ ان جیسا ذہین و عالم شخص، اپنی ذہانت و فطانت اور اوقات کو علم دین کی براہ راست اور کلّی خدمت پر صرف کرے تو اس کے شاندار نتائج برآمد ہوں گے۔ مجھے بتانے لگے کہ ایک بار میرا اُن سے مکالمہ ہوا کہ دینی خدمات کو دنیاوی صلہ اور ملازمت سے ہٹ کر ادا کرنے کا لطف اور تاثیر ہی اور ہے!!

بہر حال حافظ عبد الرشید اظہر کی جس طرح اچانک وفات ہوئی، وہ سب کے لئے شدید دھچکا ثابت ہوئی۔ حافظ عبد الرشید اظہر ایک ذہین و فطین، زندگی سے بھرپور اور علم و استدلال کی قوت سے مالا مال شخصیت کا نام تھا۔ وہ ایسی ہستی تھی جو اپنے دور کی پہچان ہوتی ہے۔ علما و اساتذہ کا وہ بھرم تھے اور دین کے دفاع کے لئے ہمہ تن گوش۔ ان کی موجودگی کی وجہ سے احساس ہوتا کہ دین اسلام کو لاحق خطرات کا ازالہ کیا جاسکتا ہے لیکن اللہ کی حکمتِ بالغہ اس سے کہیں بلند ہے۔ وہ اپنی تدبیروں اور اپنے بندوں کی خوبیوں کو بخوبی جانتا ہے۔ یہ جان کر بھی دلی دکھ ہوا کہ ان کو شہید کرنے والے، وہ لوگ تھے جو غربت کے سبب کئی سال سے اُن سے وظیفہ لے رہے تھے۔ ایک حافظِ قرآن جس نے اُن سے وظیفہ لے لے کر، قرآن کی تعلیم پائی تھی اور حافظ صاحب کو اُن کے اصلاحِ عقائد میں دلچسپی تھی، اس لئے بے وقت آنے اور لمبا وقت بیٹھنے کے باوجود آپ کبیدہ خاطر نہ ہوئے۔ لیکن ان ظالموں نے اپنے محسن کی جان لے کر چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کے زیر ریاست ادارے جامعہ سعیدیہ کو علم و عمل کا مرکز بنائے۔ اس ادارے کا احیا اور مؤثر خدمات اُن کی شدید خواہش تھی جیسا کہ ان کے فرزند حافظ مسعود اظہر کی زبانی پتہ چلا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو اُن کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام عبد الرب[1]

آہ! اُستاذی... مولانا عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر مولانا عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ سے طویل عرصہ علم وتربیت کا فیض پانے والی محترمہ ام عبد الرب جنہیں عوامی حلقوں میں 'باجی فوزیہ' کے نام سے جانا جاتا ہے، نے اس مضمون میں اپنی گزری یادیں سپردِ قلم کی ہیں۔ اپنے اُستاد کے رویہ، مزاج، علمی ذوق اور دینی جذبات ورجحانات کا اس میں جابجا اظہار موجود ہے۔ اس تحریر میں بہت سی ذاتی یادداشتیں بھی آگئی ہیں جنہیں اس بنا پر نذرِ قارئین کیا جارہا ہے کہ راقمہ محترمہ بھی دینی حلقوں میں اپنی نمایاں خدمات کی بنا پر جانی پہچانی جاتی ہیں۔ لاہور میں خواتین کا معروف دینی ادارہ 'مدرسہ تدریس القرآن والحدیث' دو دہائیوں سے اُن ہی کے زیر انتظام اور اب زیر سرپرستی چل رہا ہے۔ اُن کا گھرانہ علم وفضل کا مرکز ہے، اس تحریر میں ان کے والدِ گرامی صاحب تیسیر القرآن مولانا عبد الرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ متعدد علمائے کرام سے دینی روابط کا ذکر بھی موجود ہے جن میں بہت سے اب دنیا سے تشریف لے جاچکے ہیں۔ 'محدث' کے مدیر اعلیٰ حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے خواتین کی تعلیم وتربیت بالخصوص عقیدہ وفقہ میں جو پروگرام تشکیل دیے، ان کا تذکرہ بھی ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر خواتین کو قرآن وحدیث کے تراجم پڑھا دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے اور ان میں علمی استدلال کے اسالیب وضوابط کے بارے میں کم توجہ دی جاتی ہے۔ اس بنا پر یہ مضمون مولانا مرحوم کی یادوں کے ساتھ ساتھ حافظ مدنی حفظہ اللہ کی خواتین اساتذہ کی بصیرت کے لئے تربیتی پروگرام کی جھلک بھی پیش کررہا ہے جن کو ترتیب دے کر اُنہوں نے مولانا حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کو مکلف بنایا تھا جو اس وقت جامعہ لاہور اسلامیہ میں مبعوث تھے۔ اللہ تعالیٰ مولانا عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کے اعمالِ صالحہ کو درجہ قبولیت سے نواز کر اُنہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ جن علما کا ذکر خیر ہوا ہے، ان کو بھی اعلیٰ علیین میں مناصب مرحمت فرمائے اور دینی تعلیم وتربیت کے ان سلسلوں کو قائم ودائم اور شادر کھے۔ ح م

فضیلۃ الشیخ حافظ عبد المنان نورپوری نوّر اللہ مرقدہ کی وفات کے تذکرے سے ابھی زبانیں فارغ نہیں ہوئی تھیں، دل ابھی اسی صدمے سے سنبھل نہ پائے تھے، تعزیت کا سلسلہ جاری تھا کہ ایک اور ایسا حادثہ جانکاہ پیش آگیا جس سے سنبھلنے میں شاید عمر درکار ہو، زندگی کا روگ بن

1 مدیرہ معہد التعلیم والتزکیہ، اسلام آباد... دخترِ مولانا عبد الرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ، صاحبِ تفسیر 'تیسیر القرآن'

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے والے صدمات میں ایک اور جانکاہ صدمے کا اضافہ ہوا۔ اور وہ تھا اُستادِ مکرم حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کی ناگہانی اور مظلومانہ وفات کا دکھ!

۱۷ مارچ ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ، مغرب کے بعد اسلام آباد جی ۶ کی مرکزی مسجد اہلحدیث میں قرآن کلاس تھی جس میں ہم سب اہل وعیال سمیت شریک تھے۔ موبائل سائلنٹ پر تھا لیکن نظروں کے سامنے ۷:۴۳ سے موبائل پر مختلف نمبروں سے کالیں آنا شروع ہوئیں جنھیں میں نظر انداز کرتی رہی، پھر پیغام آنے شروع ہوگئے۔ پیغام پڑھ کر تو میرے پاؤں تلے زمین ہی کھسک گئی۔ فوری طور پر حافظ صاحب، پھر اُن کی اہلیہ، ان کی بیٹی کا فون ملایا۔ حافظ صاحب اور اُن کی اہلیہ کا نمبر بند تھا۔ مگر بیٹی کا فون جس نے سنا، وہ رو رہی تھیں جس سے اس جانکاہ خبر کی تصدیق ہوگئی جسے ماننے سے ہمیشہ ہی جذبات نے انکار کیا ہے۔

اتنی دیر میں ابو عبد الرب انجینئر عبد القدوس سلفی کا پیغام بھی مل چکا تھا کہ باہر نکلو، چلیں۔ گاڑی میں بیٹھے اور گاڑی آئی ۱۰ میں حافظ عبد الرشید صاحب کی رہائش گاہ کی طرف موڑ دی۔ بچوں سمیت حافظ صاحب کے گھر پہنچ گئے۔ گھر میں پولیس پہنچ چکی تھی اور ضابطے کی کارروائیوں میں مصروف تھی۔ مظلومانہ ہلاکت پر شور شرابا، ہائے وائے، رونا دھونا... جماعتی احباب جمع تھے اور اپنے اپنے قیافے، اندازے لگائے جارہے تھے اور میں سوچ رہی تھی کہ جو سانحہ گزر چکا، اب اس کا ازالہ تو ممکن نہیں۔ اب ان باتوں سے کیا حاصل.....؟ جو کچھ بھی کرلیا جائے، اسلام کا نظام قصاص تو پاکستان میں ہے نہیں کہ جو 'حیات آور' ہو۔ جب حیاۃ نہیں تو پھر 'مماۃ ہی مماۃ' ہے۔ سانپ نکل جانے کے بعد لکیر پیٹنے کا کیا فائدہ؟ افسوس کہ ابھی تک ہمارا قومی ودینی شعور اتنا پختہ نہیں ہوپایا کہ ہم اس طرح کے نقصانات کرواکے بس وقتی ہنگامہ آرائی، شور شرابا، احتجاج اور غل غپاڑہ کرکے سمجھتے ہیں کہ ہم شاید اپنے ملّی وجماعتی فریضے سے عہدہ برا ہوچکے...!

حافظ صاحب سے سلسلۂ تلمذ

حافظ عبد الرشید اظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کے ساتھ تعلق ربع صدی سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ یہ ۱۹۸۰ء کی دہائی کی بات ہے۔ شاید ۸۴ء یا ۸۵ء کی بات ہو جب وفاق المدارس السّلفیہ کا قیام عمل میں آیا اور تمام مدارس کی رجسٹریشن ہورہی تھی۔ وفاق کے تحت علماے کرام امتحان دے کر الشهادة العالمية کی اسناد حاصل کررہے تھے۔ دین کی ادنیٰ طالب علم ہونے کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناطے ہمارا بھی امتحان ہوا۔ بڑی باجی (باجی رضیہ مدنی اہلیہ حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ) اور راقمہ آثمہ ہم دو ہی امتحان دینے والے تھے۔ انٹرویو کے دوران میں ایک سوال میں اُلجھ گئی۔ عقیدہ کی بحثیں شروع ہوئیں، توحید کی تین اقسام تو خیر ادھر اُدھر سے پڑھ رکھی تھیں مگر اسماء وصفات کی دقیق بحثیں معلوم نہ تھیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جب تک مدینہ یونیورسٹی کے فاضلین کا غلغلہ نہیں ہوا تھا اور مدنی علم پاک وہند میں نہ پہنچا تھا تو روایتی دینی علوم کے باوجود علم العقیدہ کا کچھ اتنا تذکرہ سنا ہی نہ تھا۔ شاہ اسمٰعیل دہلوی رحمہ اللہ کی 'تقویۃ الایمان' ہی اس موضوع پر ہمارے علوم کا منتہیٰ تھی۔ کچھ کچھ شیخ محمد بن عبد الوہاب کی 'کتاب التوحید' سے بھی تعلق خاطر تھا۔

انٹرویو پینل میں ایک صاحب نے سوال کیا: "اللہ ربّ العزت کہاں پر ہیں؟" جواب دیا: ﴿ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی ﴾ سوال ہوا: "کرسی کیا ہے، اس کا کیا مفہوم ہے؟" ﴿ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ﴾ کا جواب دیا کہ اللہ کی کرسی نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے۔ سوال ہوا: "کرسی اور عرش کا باہمی تعلق کیا ہے؟" کرسی بڑی ہے یا عرش؟ کرسی اوپر ہے یا عرش؟ اب میں ناقص العلم کہوں کہ عرش کے اوپر تو اللہ ہیں، اللہ سے اوپر کچھ نہیں مگر کرسی کا کیا کروں، اس پر تو بیٹھتے ہیں۔ اللہ تو عرش پر ہیں پھر کرسی کہاں ہے؟ میں اسی میں اُلجھ گئی اور خالی الذہن ہو کر سوچتی رہی اور مجھے کچھ جواب معلوم نہ تھا سوائے تک بندی کے؛ سو مجھے کہا گیا کہ بی بی آپ کا عقیدہ کمزور ہے۔

میں بے چاری جو سمجھتی تھی کہ میرے جیسا پکے ٹھکے عقیدے والا موحد اہلحدیث اور وہابی شاید کوئی ہے ہی نہیں، منہ لٹکا کر واپس آگئی کہ میرا عقیدہ کمزور ہے! اللہ بھلا کرے حافظ عبد الرحمن مدنی صاحب کا کہ اُنہوں نے ہمارے عقیدے کی مضبوطی کا بندوبست کیا کہ اسے انتہائی پختہ ہونا چاہیے اور میں اپنے زیر انتظام مدرسہ 'مدرسہ تدریس القرآن والحدیث' کی معاونات اور اساتذہ سمیت عقیدہ پڑھنے لگ گئی۔

عقیدے میں مجھے مضبوط کرنے والے صاحب تھے: حافظ عبد الرشید اظہر جو ان دنوں مکتب الدعوۃ کے گارڈن ٹاؤن، لاہور میں واقع دفتر میں بطورِ مبعوث کام کرتے تھے اور جامعہ لاہور اسلامیہ میں بطور اُستاد پڑھا بھی رہے تھے۔ میرے بہنوئی محترم مدنی صاحب حفظہ اللہ کی مہربانی سے ایک گاڑی روزانہ وسن پورہ سے ہم ۸ طالبات کو نمازِ فجر کے بعد لے کر ماڈل ٹاؤن پہنچتی اور دو گھنٹے کلاس ہوتی جس میں باجی رضیہ مدنی اور میرے علاوہ مدرسہ تدریس القرآن والحدیث، وسن پورہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آٹھ اساتذہ شامل تھیں۔ ہم نے آٹھ دن میں حافظ صاحب سے 'عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ' سبقاً سبقاً پڑھا۔ آٹھویں دن امتحان دیا، روزانہ کا ہوم ورک بھی ملتا تھا۔ ڈٹ کر کلاس پڑھی اور ایسی پڑھی کہ پھر اس کے بعد حافظ صاحب سے تعلیم و تعلّم کا جو تعلق بنا، وہ اتنا طویل ہے کہ اس تذکرے کو بیان کرنا انسان کے بس سے باہر ہے۔

یہ سلسلہ تب سے ایں دم ہے کہ حافظ صاحب سے جو آخری سبق میں نے اُن کی زندگی میں پڑھا، وہ ۱۰ مارچ ۲۰۱۲ء کا تھا۔ میں، ابو عبد الربّ اور میری عزیز دوست مصباح عبد الستار شرکائے کلاس تھے اور پچھلے تین ہفتے سے متواتر اُن کے قیمتی لمحات سے اپنا حصہ وصول کر رہے تھے۔ شروع کے کچھ اسباق ہم زوجین نے پڑھے، پھر مصباح عبد الستار بھی شریک سبق ہو گئیں۔

۱۹۸۵ء میں عقیدہ پڑھنے کے کچھ ہی دنوں بعد کا واقعہ ہے کہ میرے بھائی حافظ عتیق الرحمٰن کیلانی جو انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں پڑھتے تھے اور 'سلفیہ رائزنگ انجینئرز' کے نام سے اہل حدیث طلبہ کی تنظیم میں وہ مرکزی کردار ادا کیا کرتے۔ اس تنظیم نے اپنا ایک پروگرام منعقد کیا جس میں مکتب الدعوۃ کے ڈائرکٹر کو بطورِ مہمان بلایا گیا تھا۔ اس سعودی مہمان کے خطبہ صدارت کا اُردو ترجمہ کرنے کے لیے اُن کے ساتھ ایک صاحب تھے۔ یونیورسٹی کے اس ماحول میں جہاں طلبہ کو عربی کی ذرا بھی شُد بد نہ تھی، اس مہمان کے ترجمان کی روانی بیان، شگفتگی، سلاست اور فی البدیہہ ترجمانی نے طالب علموں کو بہت متاثر کیا۔ گھر آکر بھائی نے اس تقریب کا جو حال سنایا اور خوب مزے لے لے کر سنایا کہ اس تقریب کی روداد میں جو چیز اہم تھی وہ 'مترجم' تھا، کیا بات تھی اس کی؟ یہ دوسرا تعارف تھا اُستاذی محترمی مکرمی حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ علیہ کا۔

آج جب میں عقیدہ کلاس (جو میری زندگی اور خصوصاً طالب علمانہ دور میں بہت اہمیت کی حامل ہے) کو یاد کرنے بیٹھی ہوں تو میرے غم مجھ پر ہجوم کر کے آ رہے ہیں۔ یہ عقیدہ کلاس میری زندگی کا اہم ترین موڑ تھی۔ جس کو سمجھنے کے لیے مجھے اپنا تھوڑا سا پس منظر بتانا پڑے گا۔ اگر اس کو خود نمائی یا خود رائی پر محمول نہ کیا جائے بلکہ اظہارِ احوال کے لیے اس کی ضرورت کو

۱ اس عقیدہ کلاس کی شرکا میں سے دو اہم اور عزیز ترین شاگردات کافی مدت سے اللہ کی بارگاہ میں پہنچ چکی ہیں۔ شبانہ الطاف جسے میں مدیحہ کہا کرتی تھی اور صدیقہ عبد الرحمٰن جسے میں منیبہ کہا کرتی تھی۔ اللھم اغفرلھم وارحمھم وعافھم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھا جائے تو یہ بتانا فائدہ مند ہو گا کہ میں والد محترم مولانا عبد الرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سب سے چھوٹی، لاڈلی اور والدین کے فیض سے سب سے زیادہ حصہ وصول کرنے والی تھی۔ خصوصاً والدہ محترمہ کی تو میں بہت مقروض ہوں۔ اللہ مجھے اخلاص و محبت کے ساتھ اُن کے حقوق کو سمجھنے، تسلیم کرنے اور ادا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین!

والدہ صاحب نے اسکول داخل کروایا تو بنیادی تعلیم گھر میں دے چکی تھیں مثلاً ناظرہ قرآن، نماز، ادعیہ ترجمہ سمیت یاد کروار کھی تھی۔ اُردو لکھنا پڑھنا حتی کہ مجھے اس عمر میں مسدس حالی بڑی سمجھا کر پڑھاتیں اور اس کے اشعار میرے ساتھ مل کر زبانی تکرار سے دُہرایا کرتیں کہ میں انہیں یاد ہی کرلوں۔ اسلامی تاریخ کے اُحوال وواقعات جہادی پس منظر کے ساتھ سناتیں۔ چھ سات سال کی عمر میں مجھے تیسری کلاس میں داخل کروایا تو میں سکول میں کم عمر ترین فرسٹ آنے والی طالبہ تھی۔ چھٹی کلاس سے سکول سے اُٹھوا کر قرآن حفظ کرایا اور پھر آٹھویں کلاس میں داخل کرادیا۔ میٹرک میں بورڈ میں ٹاپ کیا۔ الحمدللہ!

سکول جانے کے دوران والدہ محترمہ نے ایک دفعہ تذکرہ کیا کہ میں بچے پڑھا پڑھا کر تھک گئی ہوں، اب مجھ سے یہ خدمت نہیں ہوتی تو میں نے کالج پڑھنے کا خیال بھی دل سے نکال دیا۔ میٹرک کے بعد دنیاوی تعلیم پرائیویٹ طور پر ساتھ ساتھ چلتی رہی مگر اس زندگی کا مجھے جو فائدہ حاصل ہوا، وہ یہ تھا کہ الحمدللہ مجھے دینی تعلیم کے لیے اپنے وقت کے بہترین اساتذہ سے کسبِ فیض کا موقع ملا۔

یہاں پر ایک اہم ترین شخصیت مصباح بنت عبد الستار صاحبہ (شیخ محمد وسیم صاحب کی بہن اور شیخ محمد نعیم مرحوم کی زوجہ) کا تذکرہ میرے لیے ناگزیر ہے۔ یہ میری دینی تعلیم کی اوّل و آخر ساتھی رہی ہیں۔ حتیٰ کہ حافظ صاحب مرحوم کی زندگی کے آخری ایام میں ہم نے جو سبق پڑھے ہیں، یہ اُن میں بھی شریک تھیں اور ہمارا ساتھ ہمیشہ سے قابلِ رشک رہا ہے۔ والدین، اقربا، اعزا، اساتذہ سبھی کی طرف سے اس صحبت کی وجہ سے ہمیں ستائش ملی۔ حتیٰ کہ شادی کے بعد بھی بلا انقطاع یہ ساتھ نبھتا رہا۔ ۲۰۰۰ء کے آخر تک میں شادی کے باوجود 'مدرسہ تدریس القرآن والحدیث' کی انتظامی و تدریسی ذمہ داریوں کی وجہ سے لاہور ہی میں قیام پذیر رہی۔ اس دوران محض دو تین سال کے لئے مصباح اپنے شوہر کی رفاقت میں لاہور سے باہر رہیں۔ پھر مستقلاً لاہور مدرسہ کے جوار میں منتقل ہو گئیں اور مدرسہ کو ہم دونوں کی خدمات میسر رہیں۔ اب ۲۰۰۰ء میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام آباد منتقل ہونے کے بعد وہ مدرسہ کی مدیرہ کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں اور دور بیٹھ کر جو خیر مجھ سے ہو سکتی ہے، میں بھی پورا کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ والحمد للہ علی ذلک!

گھر میں امی جان سے جو کچھ پڑھنا ممکن تھا، پڑھا اور ان کی نگرانی میں پڑھانا بھی شروع کر دیا۔ محترمہ باجی عطیہ انعام الٰہی رانا (اُمّ عثمان) صاحبہ سے مشکوٰۃ المصابیح اور کچھ عربی گرامر پڑھی۔ مولانا عبدالغفور صاحب (خطیب جامع مسجد توحید عامر روڈ شادباغ لاہور) سے سنن نسائی اور صحیح مسلم پڑھیں۔ مولانا ابو بکر الصدیق سلفی صاحب (خطیب جامع مسجد نجم، مدیر 'الاعتصام') سے بخاری سبقاً سبقاً پڑھیں۔ مدرسہ تدریس القرآن والحدیث کی مدیرہ ہونے کے ناطے بہت سے علمائے کرام سے رابطہ رہتا اور شرفِ فیض ہوتا رہتا۔ بہت سے علمائے کرام سے باضابطہ نہیں تو بے ضابطہ درس و تدریس، فہم و تفہیم اور اخذ مسائل کا تعلق رہتا۔

مثلاً حافظ یحییٰ میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ سے تربیت و تعلّم کا بہت حصہ حاصل کیا۔ الحمدللہ جمعہ گاہے بگاہے بھائی پھیرو پڑھنے کی سعادت حاصل ہوتی۔ اور یہ نیکی اللہ غریق رحمت کرے عموماً شیخ محمد یونس صاحب مرحوم (علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کے سمدھی) اور مصباح کے والد شیخ عبدالستار صاحب مرحوم کے حصے آتی کہ وہ ہمیں لے جاتے اور لے آتے۔ یہاں پر حافظ صاحب ایک طرف ہمیں عموماً موقعہ دیا کرتے کہ ہم خواتین تک اللہ کا پیغام پہنچائیں اور دوسری طرف خود مخصوص وقت عنایت فرمایا کرتے جس میں تعلیم و تعلّم مسائل کا پوچھنا اور مناقشہ شامل ہوتا۔ جب کبھی لاہور میں کوئی پروگرام ہوتا تو خصوصی وقت عنایت فرماتے اور مدرسہ تدریس القرآن والحدیث (نزد نجم مسجد) کی عمارت میں اُن سے پڑھنا زندگی کی خوشگوار یادوں میں سے ہے۔ حافظ صاحب انتہائی محبت اور شفقت کا اظہار فرمایا کرتے۔ اللھم ادخله جنة الفردوس۔ آمین!

انہی بزرگانِ دین کے تذکرے میں مولانا یحییٰ شرقپوری صاحب، حکیم عبدالرحمٰن خلیق آف بدوملہی صاحب بھی آتے ہیں۔ خواتین کے مدارس اور پروگراموں کے سلسلے میں ان سے بھی رابطہ رہتا۔ مولانا عزیز زبیدی صاحب (آف منڈی واربرٹن) سے کچھ عرصہ بحیثیتِ اُستاذ مدرسہ تدریس القرآن والحدیث میں بھی سیکھنے کا تعلق رہا۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بوقتِ ضرورت فون کرکے مسائل پوچھ لیا کرتی۔ ان میں سے مؤخر الذکر کے علاوہ ہر ایک سے انتہائی شفقت، محبت، احترام اور عزت پائی۔ علامہ صاحب سے بات ہوتی تو وہ اپنے دبنگ لہجے میں غلطیاں نکالا کرتے: تلفظ کی، اعراب کی، لہجے کی، فہم کی،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہج کی اور سیاست کی۔ بہر حال وہ اپنے طور پر نہ صرف عالم دین بلکہ لیڈر اور خطیبانہ شخصیت ہونے کی وجہ سے اپنا ایک الگ سٹائل رکھتے تھے جس سے محظوظ ہونے اور فیض پانے کی وجہ سے پھر بھی اُن سے رابطہ کر لیتی۔ مگر بقیہ تمام علما کی شفقتوں کی وجہ سے اپنے علم کے بارے میں خوش فہمی کا بھی شکار تھی۔ حفظ و تجوید میں قاری جعفر صادق صاحب آف ٹھینگ موڑ اور اُستاذ القراء ادریس عاصم سے بھی فیض پایا۔

اسی دور میں مجھے گورنر ہاؤس میں اس وقت کے گورنر غلام جیلانی نے صدارتی تمغہ حسن کارکردگی بھی عطا کیا تھا۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم کی سیرت کانفرنس میں بھی سرکاری طور پر مدعو کیا گیا تو اس سے میری خوش فہمی اور بے جا اعتماد میں کافی اضافہ ہوا۔

حافظ عبد الرشید اظہر صاحب کی میرے ساتھ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ وہ مجھے فوق الثریا سے تحت الثریٰ تک لائے۔ علم اخذ کرنے کا طریقہ، علماء کا احترام و ادب بزرگوں کے بارے میں حفظِ مراتب کا دھیان رکھنا اپنے فہم واستنباط پر علمائے سلف سے حجت پکڑنے کے بعد اس کا تذکرہ کرنا، کسی بھی مسئلے پر انتہائی غور وخوض کے بعد رائے قائم کرنا اور پھر اپنی رائے پر اصرار نہ کرنا بلکہ دوسروں کی رائے اپنے موقف کے خلاف بھی ہو تو اسے برداشت کرنا، دلائل کی قوت سے بات کرنا اور اسی طرح بہت کچھ جس نے میری تربیت کی۔ مجھے تحمل و ادب سکھایا، اپنی ذات کا عرفان عطا کیا۔ اللہ سے قربت، دنیا کی بے ثباتی، آخرت کا فکر، عقیدے کی پختگی، فکر کی راستی، زہد، دوسروں کا احترام اور اُنہیں وقعت دینا، ان کے لیے اپنے مال و وقت کا حصہ نکالنا سکھایا۔ اُن سے تعلق کے دوران ان سے بہت کچھ پڑھا، بہت کچھ سیکھا اور بہت ساری تربیت حاصل کی جو لفظوں کی نہیں، عمل کی تھی۔

عقیدہ کی مختصر کتاب پڑھانے کے بعد اُنہوں نے کہا: جاؤ اب خود سے شرح عقیدہ طحاویہ پڑھو، اس کی فلسفیانہ بحثیں چھوڑ کر باقی تمہیں سمجھ آجائے گا۔ پھر ہم نے پڑھا اور جو سمجھ نہ آیا، ان سے پوچھ لیا۔ جب بھی موقع ملا اُنہیں سکھانے کے لیے خندہ رُو اور کشادہ دل پایا۔ فرمایا کرتے: پوچھو پوچھو یہی پڑھانے بتانے کے تو میں پیسے لیتا ہوں (یہ اُن کا اپنے سعودی مبعوث ہونے کی طرف اشارہ تھا) پھر کیوں نہ بتاؤں؟ یہ بھی ان کی عالی ظرفی تھی کہ کھلے دل سے تسلیم کرتے بلکہ دوسروں کے سامنے اظہار بھی کرتے کہ یہ میرا فرضِ منصبی ہے کوئی احسان نہیں، ورنہ اکثر علما اعزازیہ وصول کر کے بھی نہ صرف بندوں پر بلکہ بسا اوقات اللہ پر احسان چڑھا رہے ہوتے ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم نے ہی دین کی عمارت تھام رکھی ہے۔
کہا کرتے کہ کتاب لے کر جب بھی کوئی آجائے تو میں انکار نہیں کر سکتا لہٰذا میں ان لوگوں میں سے ہونے کی کوشش کرتی کہ کتاب لے کر جب موقع ملے پہنچ جاؤں اور مجھے ان کی طرف سے کبھی کم ظرفی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

انہی سالوں میں عقیدہ کے بعد اُنہوں نے 'تسہیل الوصول الی فہم علم الاصول' (جو شیخ عطیہ محمد سالم، عبدالمحسن بن حمد العباد اور حمود بن عقلا، اساتذہ مدینہ یونیورسٹی کی تالیف ہے) بہت محنت اور توجہ سے پڑھائی۔ شاید ہم پڑھنے کا حق ادا کر پائے کہ نہیں۔ فرمایا کرتے اب محنت کرو تو 'الوجیز' پڑھا سکتا ہوں۔

یہ اَسباق اب جامعہ لاہور اسلامیہ گارڈن ٹاؤن کی بجائے مدرسہ تدریس القرآن وسن پورہ میں ہونے لگے اور ان میں حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ کا تعاون ہر لحہ شریکِ حال رہا کہ ان کی گاڑی حافظ صاحب کو قینچی سے وسن پورہ لانے لے جانے کی ڈیوٹی دیتی رہی۔ خصوصاً باجی رضیہ مدنی صاحبہ، اہلیہ حافظ عبد الرحمن مدنی بھی ماڈل ٹاؤن سے ان سبقوں کے لیے تشریف لاتیں۔ ہمارے یہ اسباق الحمدللہ روز بروز ترقی کرتے جارہے تھے کہ ان کے شرکا میں اضافہ ہونے لگا۔ میرے بڑے بھائی ڈاکٹر حافظ شفیق الرحمن کیلانی، محترم عبد القدوس سلفی (زوجی المحترم)، محترم شیخ نعیم (زوج مصباح) وغیرہم بھی ان اسباق میں عموماً شریک ہونے لگے۔ گاہے بگاہے والد صاحب مولانا عبد الرحمن کیلانی بھی اپنی کسی تصنیف یا مقالہ کے حوالہ جات یا نقطہ نظر پر بحث کے لیے تشریف لے آتے۔ والدہ محترمہ بھی جب فراغت پاتیں تو ضرور اپنے ذوق کی آبیاری کے لیے آبیٹھتیں۔ مدرسہ کی دیگر تلامذہ میں سے جو کوئی بھی ذوق رکھتی، وہ بھی ضرور آکے بیٹھتی اور میں ان کی حوصلہ افزائی کرتی۔ پڑھنے والی تقریباً سبھی شاگردیں تھیں۔ ان کے درمیان حافظ صاحب میری خوب اچھی طرح کلاس لیا کرتے اور خوب دھنائی اور صفائی کیا کرتے، ذرا سی کوئی غلطی ہوتی تو فرماتے استغفر اللہ کس قدر رحم آتا ہے ان بچیوں پر جنہیں آپ جیسا اُستاد مل گیا، کیا ان بچیوں کا مبلغ علم یہی ہے؟ اور پھر میری اصلاح کا سلسلہ شروع ہوجاتا.......

پڑھائی کے دوران، غالباً ۱۹۸۷ء کی بات ہے کہ میں ایک دفعہ کہہ بیٹھی کہ یہ چیز پڑھ لیتے ہیں، میرے ایم اے کی نصاب میں بھی ہے۔ اس کے بعد کچھ بھی پڑھاتے تو طنزاً ایم اے کا ذکر ضرور کرتے اور ضرور حوالہ دیتے کہ شاید تمہارے کچھ نمبر مزید آجائیں، ان دنیاوی ڈگریوں پر ہلکا طنز بھی کرتے اور اس ڈگری فوبیا کو ضرور رگڑتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دنوں لاہور ریڈیو پر خواتین کے لیے ایک دینی پروگرام 'تمنجن' کے نام سے چلتا تھا پانچ منٹ کا لیکچر ہوتا تھا۔ میں اس پروگرام کی میزبان تھی اور علماء سے اس کی شرعی حیثیت بھی پوچھ رہی تھی؟ الإثم ماحاك في صدرك کے مصداق اگرچہ بہت سے مفتیانِ کرام اس کے حق میں بے شمار دلائل رکھتے اور مجھے ملتے بھی رہتے مگر میرے دل کی کھٹک نہ گئی تو حافظ صاحب سے پوچھا۔ اُنھوں نے جو کہا مجھے کبھی نہیں بھولا اور میں نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب 'ٹی وی کے نقصانات' میں بھی کیا ہے۔

کہنے لگے: الیکٹرانک میڈیا سارا ہی شیطان کا کاروبار ہے۔ جیسے ایک گھاگھ بیوپاری اپنی دکان میں ہر چیز رکھتا ہے، (ڈیپارٹمنٹل سٹور یا ایک چھت تلے ہر چیز ملنے والی دکانیں جن کا آج کل بہت رجحان ہے) اس طرح شیطان اپنی دکان میں ہر طرح کے بندوں کو پھانسنے کا سامان رکھتا ہے۔ تجوید کے طالب علموں کے لیے قراحضرات کا لیکچر، مذہبی رجحانات رکھنے والوں کے لیے علما، سائنس کے طالب علموں کے لیے سائنس........ وغیرہ وغیرہ۔ تاکہ یہاں سے بھی کوئی خالی ہاتھ نہ جاسکے تو یہاں جو بھی کام کرتا ہے اخلاص نیت کے باوجود وہ یک گونہ شیطان کی دکان بڑھاتا ہے۔ الحمد للہ جواب مجھے کلک کر گیا اور میں نے اس کے بعد یہ پروگرام چھوڑ دیا۔

حافظ صاحب بہت عمدہ ذوق رکھتے تھے، انتہائی ذکی الحس تھے۔ خوشبو سونگھ کر تبصرہ کر دیتے کہ سالن اچھا بنا ہے، پکنے میں کمی ہے، مرچ کراری ہے وغیرہ وغیرہ۔ کوشش کرتے کہ ہر اعتبار سے شریعت کے دائرے میں رہیں، کھانے پینے میں نقص نہ نکالیں مگر طلاقت لسانی کی وجہ سے منہ سے بات نکل جاتی اور بعد میں معذرت کرتے رہتے۔

عمدہ کھانے کھلاتے، ساتھ ساتھ فضائل بھی بتلاتے، اس کی دستیابی کے مقام کا بھی تذکرہ کرتے، دین کے طالب علموں کے ساتھ ہمیشہ ہی انتہائی مروّت و محبت کا سلوک کرتے خواہ وہ عمر و مرتبہ میں اُن سے کس قدر کم ہوتا۔ مدرسہ کی بچیوں سمیت جب کبھی موقعہ بنتا تو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی کہ وہ کم عمری، کم علمی، کم حیثیت سے صرفِ نظر کر کے صرف ایک طالب علم سمجھ کر ان کا کس قدر اکرام کرتے۔

حافظ صاحب کی ضیافتیں

الحمد للہ حافظ صاحب کی اگر خدمتیں کی ہیں تو بہت سی ضیافتیں اُن سے وصول بھی کی ہیں۔ جب بھی ان کے ہاں پڑھنے گئے، شاذ و نادر ہی ایسا ہوا ہوگا کہ صرف پڑھ کر آ گئے اور کچھ کھایا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ پڑھائی بھی چلتی رہتی اور اللہ بھلا کرے باجی (اہلیہ عبد الرشید صاحب) کا وہ خدمت گزار جنتی خاتون (ان شاء اللہ) چپ چاپ مہمان نوازی میں لگی رہتیں۔ حافظ صاحب آرڈر کرتے رہتے اور وہ پورے کرتی رہتیں۔

ان آخری دنوں میں جب ہم حافظ صاحب سے بخاری پڑھنے جا رہے تھے، ایک دن چائے پی، مٹھائی کھائی، سبق پڑھا اور اُٹھنے لگے تو حافظ صاحب کہنے لگے جاؤ اندر جا کر کچھ کھا پی لو، میں نے کہا: کھا لیا ہے، حکماً بولے: جاؤ نا۔ اندر جا کر باجی کے پاس آٹھ دس منٹ بیٹھے، رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ پھر ابو عبد الرب کو کال دی کہ چلیں، وہ نکل آئے۔ کوئی پانچ سات منٹ دور گئے ہوں گے کہ بہن مصباح کے فون پر حافظ صاحب نے کہا: کہاں پہنچے ہو واپس آؤ۔ تمہارے لیے کچھ رکھا ہوا ہے میں نے کہا: اتنی رات ہو گئی ہے، گھر پہنچتے پہنچتے بارہ سے اوپر ٹائم ہو جائے گا۔ ابو عبد الرب نے بہت ہی خوبصورت بات کہی کہنے لگے: بچوں کی طرح اپنی مرضی سے ہر چیز کھائیں گے، جب والدین کہیں تو "نہیں، پیٹ بھرا ہوا ہے۔" واپس چلو! واپس گئے تو حافظ صاحب دروازے میں دو پلیٹیں لئے کھڑے تھے، یہ لو گھر جا کے کھا لینا۔

مرغی کے شوربے میں شاندار ثرید اور بوٹیاں تھیں گھر آ کے کھایا اور دعا دی۔ کھانے کے بارے میں کہا کرتے: کھانا لذیذ ہو تو چبا چبا کر مزے لے کر کھانا چاہیے، یہ کیا حماقت ہے کہ کھانا مزے کا تھا میں نے جلد جلدی کھا لیا۔ دیکھو ایک ہزار کا کھانا ہو یا دس روپے کا مزہ تو صرف دو انچ کی زبان کو ہے۔ بعد میں تو سب برابر ہے۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ دس روپے والا کھانا ایک ہزار والے سے صحت کے اعتبار سے بہتر ہو۔ اس لیے دو انچ کی زبان کو مزہ تو لینے دو۔

انتہائی معاملہ فہم، زیرک، حاضر جواب اور حساس تھے۔ مخاطب کے لہجے کو پہچانتے، چلنے والے کی چال سمجھتے، نظریں پہچانتے، بات کا جواب دینے سے پہلے مخاطب کا دماغ درست کر دیتے کہ اس سوال سے تمہارا کیا مقصد؟ کہاں استعمال کرنا چاہتے ہو؟ اور مخاطب عاجز ہو کر اپنے موقف سے رجوع کرتا۔ گفتگو کے دوران کسی نقطہ نظر سے اختلاف کرنا ہوتا تو دلائل کا انبار لگا دیتے حتیٰ کہ انسان سمجھتا میرے موقف میں غلطی ہے اور اتنا گناہگار ہو رہا ہوں تو دوسری طرف چل پڑتے۔ انسان حیران ہو کر سوچتا کہ یہ جو ابھی قیاس کے رد میں علم وفصاحت اور بلاغت وفقہ کے دریا بہا رہے تھے، شاید ان سے بڑا قیاس کے حق میں دلائل دینے والا کوئی ہے ہی نہیں۔ دونوں انتہاؤں تک پہنچانے کے بعد واپس آتے اور ٹھہراؤ کے ساتھ، آہستہ آہستہ شریعت کے قریب ترین موقف تک پہنچاتے۔ وہ آٹھ گھنٹے کی گفتگو ہم دو دن تک دہراتے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا کرتے کہ ہمارے پلّے پڑ جائے اور ہفتوں بلکہ مہینوں باہم تبصرہ کرتے۔

درس و تدریس یا خطبے کے دوران ذرا تیز بولتے۔ میں عموماً راعنا کی درخواست کرتی اُنظر نا کہتی۔ پوچھتی کہ آپ ذرا ٹھہر ٹھہر کر کیوں نہیں بولتے تو ایک دفعہ کہنے لگے دراصل پائپ چھوٹا ہو اور پانی زیادہ ہو تو پریشر سے نکلتا ہے بس اتنی ساری باتیں اور دلیلیں جمع ہوتی رہتی ہیں کہ بولتے ہوئے پتہ ہی نہیں چلتا کہ تیز تیز بولنے لگ جاتا ہوں۔

ہمارے اسباق کا سلسلہ شادی کے بعد بھی جاری رہا، الحمدللہ بلکہ یہ اسباق مزید بارونق ہو گئے کہ دو طرفہ سوال و جواب ہوتے رہتے اور ایک دوسرے کی وجہ سے ہمارے علم میں اضافہ ہوتا بلکہ بعد میں بھی ایک دوسرے کے سامنے سبق کی دہرائی ہوتی رہتی۔ لیکن دو کتابیں مسلسل پڑھنے کے بعد ایک دفعہ یہ سلسلہ رک گیا۔ بعد میں بلا انقطاع جاری رہا جس میں حافظؒ کو لانے لے جانے کی ذمہ داری عموماً مصباح عبد الستار کے بھائی یامین صاحب یا معین صاحب ادا کرتے بلکہ بسا اوقات اگر حافظ صاحب کے مدرسہ آنے کا سلسلہ منقطع ہوا ہوتا اور پڑھانے کے دوران کوئی مشکل پیش آ رہی ہوتی تو یہ بھائی ہمیں 'قینچی امر سدھو' حافظ صاحب کی رہائش گاہ پر لے جاتے، جہاں ہماری علمی مجلس ہوا کرتیں۔

انہی دنوں ایک دفعہ حافظ صاحب نے خود فون کر کے بلوایا کہ رینالہ خورد سے محترمہ آپا جی وحیدہ بانو اپنی شاگردوں سمیت تعلیمی سلسلے میں آ کر ٹھہری ہوئی ہیں اور ان کی طالبات حافظ صاحب سے گرامر پڑھ رہی تھیں، ہمیں بلوایا کہ آ کر ملو اور پڑھو۔ سو ایک دن ہی جانا ممکن ہو سکا۔ بہر حال اس کے نتیجے میں آپا جی محترمہ (والدہ ذکی الرحمٰن لکھوی) سے ایک اچھا تعلق بن گیا جو اُن کی وفات تک خوب نبھا۔

جہاد کے بارے میں موقف

جہاد اور مجاہدین کے ساتھ حافظ صاحب کا تعلق بہت ہی اچھا رہا۔ خود لکھوی خاندان کے ساتھ اُن کے بہترین مراسم تھے اور ابتداءً وہ اسی جہادی جماعت سے قریب بلکہ حامی اور ساتھی رہے لیکن بعض جماعتی اور انتظامی معاملات سے اختلاف کی وجہ سے اس تعلق میں کچھ کمی اور سرد مہری آ گئی لیکن اس سب کے باوجود جہاد کے مسئلے پر اُن کا ذہن بہت واضح اور کلیئر تھا۔ جہاد کے موضوع پر گفتگو کرتے تو حق ادا کر دیتے۔ انتظامی اختلافات نے ان کے نظریات و عقائد کو متاثر نہ کیا تھا۔ اپنے موقف کے اظہار کے لیے انہوں نے ایک اور جگہ تلاش کی اور جامعہ لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامیہ کے طلبہ کی قائم کردہ تحریک مجاہدین اسلام[1] کی سرپرستی فرماتے رہے۔ شہادت میں مستقل کالم بھی اسی جہادی ذوق کی علامت تھا۔ جہاد اور مسئلہ تکفیر کے سلسلے میں حافظ صاحب کا ذہن بہت واضح تھا۔ خروج، تکفیر اور ردّان کا مزاج نہ تھا۔ اعتدال اور احترام، جمع و تطبیق ان کے مزاج کا حصہ تھا۔ اور یہ چیز ان کی مجلس میں بیٹھنے والے اصحاب کے لیے اظہر من الشمس ہے۔ جہاد کے بارے میں ان کے نقطہ نظر پر معترض اصحاب سے میری گزارش ہے کہ وہ مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی کی مسئلہ جہاد کشمیر پر لکھی ہوئی کتاب کا مقدمہ از حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ علیہ ضرور ملاحظہ کریں۔ یہ ان شاء اللہ نہ صرف ان کے بارے میں سوءِ ظنی کے خاتمے کا سبب ہوگا بلکہ قاری کے ایمان و علم میں اضافے کا موجب بھی ہوگا۔

جہاد کشمیر کے سلسلے میں متردّدین اور معترضین کے لیے بھی اس میں کافی و شافی مواد موجود ہے جو اُن کے اشکالات دور کر کے انھیں بصیرت عطا کر سکتا ہے۔

وقتاً فوقتاً حافظ صاحب سے ہر چیز سیکھی یعنی علم کے ہر شعبے کو چکھا۔ قرآن کا ترجمہ مختلف مقامات سے پڑھایا۔ کبھی کوئی رکوع کبھی کوئی رکوع، سورۃ نور مکمل پڑھائی۔ کہا کرتے قرآن مجید ساری عمر پڑھنا چاہیے۔ ایک دفعہ احادیثِ رسولؐ کی روشنی میں، ایک دفعہ تفسیر صحابہ و تابعین کی روشنی میں اور ایک دفعہ فقہی نقطہ نظر سے، ایک دفعہ فصاحت و بلاغت کے لیے اور ایک دفعہ گرامر و اعراب کے لیے اور ہر دفعہ نصیحت و عبرت کے لیے ... پھر ہر دفعہ مختلف منہج کے مطابق پڑھاتے۔

میراث پڑھائی۔ اس کے لیے عربی کتاب شیخ محمد صالح العثیمین کی 'فقہ الفرائض' پڑھائی اور خوب پڑھائی اور کہا کرتے کہ حساب میں نہ پھنسانا تو مسائل سارے پڑھا دوں گا۔ انھی کے فیض کو جاری کرتے ہوئے یہاں معہد التعلیم والتزکیہ للبنات، اسلام آباد میں دورہ میراث بھی کرایا جو

---

1 'تحریک مجاہدین اسلام' جامعہ لاہور اسلامیہ سے اُٹھنے والی پاکستانی سلفیوں کی وہ اوّلین تحریک جہاد تھی جس نے افغان جہاد میں حصہ لیا۔ جامعہ کے ناظم دفتر اور طلبہ اُمور کے اِنچارج جناب خالد سیف شہید اس کے قائد اور روحِ رواں تھے۔ ۱۹۸۸ء میں اس تحریک نے 'نداء الجہاد' کے نام سے پہلا جہادی رسالہ نکالا، راقم جامعہ کی جس رہائش گاہ میں ان دنوں رہائش پذیر ہے، وہ اس تحریک کا اوّلین دفتر تھی۔ ۱۹۹۰ء کے رمضان المبارک میں مولانا خالد سیف کی افغانستان میں دلیرانہ شہادت کے بعد اس تحریک کی سرگرمیاں ماند پڑ گئیں، انھی سالوں میں مرکز الدعوۃ والارشاد (موجودہ جماعۃ الدعوۃ) نے جہادِ افغان کا محاذ سنبھالا جو بعد ازاں جہاد کشمیر کی طرف مبذول ہوتا گیا۔ (ح م)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے لیے بہت ہی توجہ اور دلچسپی کا باعث رہا۔ پہلے پہل تو پڑھانے کے دوران میڈیم (ذریعہ تعلیم) اُردو تھا پھر اتنی دیر پڑھانے کے بعد ڈائریکٹ عربی کتب عربی میں پڑھانا شروع کیں جس سے ہمارا عربیت کا ذوق بن گیا۔ الحمدللہ اور اتنا بہترین ذوق بن گیا کہ جب ۱۹۹۰ء میں حج کرنے کی سعادت حاصل کی تو علماء سے مسائل پوچھنے پر ذرا دقت نہ ہوئی بلکہ کہیں میں نے کہا کہ میں ضیوف الرحمٰن میں سے غریب الدیار ہوں تو وہ عرب کہنے لگا: واللہ لسان الفصحاء وانت غريبة ....سبحانك هذا بهتان عظيم

حدیث میں ہمیں صحیح بخاری کی کتاب الایمان، کتاب التوحید والرد علی الجہمیہ پڑھائی۔ مسلم کا مقدمہ پڑھایا۔ موطا کی کتاب النکاح، ابوداؤد کی کتاب الادب پڑھائی، نسائی سے کتاب الاستعاذہ پڑھائی۔ الحمدللہ ہر کتاب سے کچھ نہ کچھ پڑھایا کہ اصل میں ہمیں پڑھنے کا طریقہ سکھلایا۔ کہا کرتے کہ اُستاد تو پڑھنے کا طریقہ ہی سکھلا سکتا ہے۔ یہ شاگرد کا کمال ہے وہ کیا پڑھتا ہے۔

عربی گرامر پڑھنے کا وقت آیا تو 'الفیہ ابن مالک' منگوائی۔ اس سے تقریباً سو صفحے پڑھائے۔ ذوق بنایا کرتے خود عربی ذوق بہت عمدہ تھا، بہت اچھے اشعار پڑھتے اور سناتے تھے ایک دفعہ میں نے کہا: استاد صاحب اتنا شعر و شاعری کا ذوق ہے تو ہمیں کچھ عربی ادب ہی پڑھا دیں: سو متنبی، امرؤالقیس بھی کہیں کہیں سے پڑھا دیں۔

مصباح عبد الستار کے والد شیخ عبد الستار صاحب ۱۹۸۶ء میں فوت ہو گئے تھے۔ اللہ انہیں غریق رحمت کرے۔ تو بس ایک دن بات چیت کے دوران اُس نے کچھ اس طرح تذکرہ کیا کہ میرے بھائی آپ سے بہت محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور ضمناً یہ بات کہ آپ کی شکل بھی میرے ابو سے ملتی ہے، حافظ صاحب نے اس کے بعد سے اپنے آپ کو ایک والد کے مقام پر ہی رکھا اور ثابت کیا۔ لفظاً بھی کہا کرتے اور عملاً بھی اس طرح کا رویہ رکھا کرتے۔

عربی ادب پڑھانے کی میری اس فرمائش پر فرمانے لگے: لاحول ولا قوة کوئی باپ اپنی بچی کے سامنے عربی شعر نہیں پڑھ سکتا؟ میں نے کہا کہ آپ اُردو اشعار بھی تو پڑھتے ہیں تو بولے: عربی زبان کے مقابلے میں اُردو انتہائی معصوم اور پاک ہے۔ یہاں زیادہ سے زیادہ نظر آنے والا گند میر و غالب کی غزلیں اور جوش ملیح آبادی کا گند ہے۔ عربی اشعار تو پڑھ کر طبیعت خراب ہو جاتی ہے، آئندہ کبھی ایسی بات نہ کرنا کیونکہ مجھ سے پھر آپ کی بات ٹالی بھی نہیں جاتی۔ لیکن پھر اسی بات کی لاج رکھتے ہوئے ہمیں حسان بن ثابتؓ اور زہیرؓ بن کعب کے قصیدے پڑھائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بہت ہی خوب پڑھائے کہ ایک مدت تک ان کے اشعار وردِ زبان ہی رہے اور بھی کچھ حکمت وبلاغت کی چیزیں مختلف کتابوں سے ہمارے ذوق کی تسکین کی خاطر ڈھونڈ لاتے اور پڑھایا کرتے۔

مجھے اور مصباح کو ایک شاگرد شمار کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تم دونوں مل کر پڑھو تو پڑھایا جاتا ہے تم دونوں مل کر ایک شاگرد ہو۔ ایک دوسرے کی کمیاں کوتاہیاں دور کرنے والی۔ جو ایک کو سمجھ آتا، دوسری کو نہیں آتا۔ جو دوسری کو آتا ہے وہ پہلی کو نہیں آتا اور پھر سمجھتی بھی ایک دوسرے کی ہو، میری نہیں سمجھتی۔

یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی کے آخری ایام میں ہم نے جو اسباق پڑھنے شروع کیے اور ابوعبدالرب بھی ہمارے ساتھ جانے لگے۔ دو چار اسباق ہی پڑھے تو میں نے مصباح کے سامنے تذکرہ کیا۔ اس کو دین سیکھنے کا شوق چرایا۔ الحمدللہ وہ بچوں اور مدرسہ کی مصروفیات سے نکل کر پندرہ دن یہاں ٹھہری اور پھر صبح وشام الحمدللہ یادگار مجلسیں رہیں۔

شیخ نعیم صاحب اپنی ملازمت کے سلسلے میں ۱۹۹۱ء میں اسلام آباد مع فیملی منتقل ہو گئے۔ مکتب الدعوۃ اسلام آباد منتقل ہونے کی وجہ سے حافظ صاحب بھی اپنی فیملی لے آئے۔ یوں نعیم صاحب والے گھر میں دونوں خاندانوں کو تقریباً سال بھر اکٹھے رہنے کا موقعہ ملا جس سے تعلقات مزید پختہ ہو گئے۔ حافظ صاحب اس کو احسان سے تعبیر فرمایا کرتے۔ مصباح کا مجھ پر بہت احسان ہے جس نے میرا گھر آباد کیا ہے۔ اسے اللہ خوش رکھے۔ میں اس کا کس قدر احسان مند ہوں۔ اگر یہ مجھے کہے کہ میرا بچہ رو رہا ہے اور 'مدرسہ تدریس القرآن والحدیث' وسن پورہ میں بیٹھے تھے تو مجھے اس بچے کے لیے پیدل چوک ناخدا سے جا کر مونگ پھلی لانا پڑے تو میں ضرور جاؤں گا۔

حافظ صاحب بہت گہری اور حکمت افروز گفتگو کیا کرتے تھے۔ بے انتہا نازک مزاج اور زود رنج بھی تھے۔ ایک دن سبق کے دوران کسی طالب علم کے تیکھے سوالوں پر ناراض ہو گئے۔ وہ طالبِ علم بھی مخصوص مزاج کی وجہ سے مسئلہ کی بہت کرید کرتے۔ تو اس کے بعد ایک دو موقع پر زیادہ کرید کی وجہ سے مجھے پھر سے خدشہ ہوا، کہیں حافظ صاحب ناراض نہ ہو جائیں اور مجھ سے اس بات کا اظہار ہو بھی گیا تو انہوں نے اس کا جو جواب دیا وہ میری زندگی میں میرے بہت کام آیا۔ بولے: میری زندگی میں کبھی کسی کے ساتھ ایک سے زیادہ دفعہ تو تکار نہیں ہوئی۔ جب ایک دفعہ تو تکاری ہوتی ہے تو میں اچھی طرح لڑتا ہوں اور یہ چیک کرتا کہ یہ 'ناداں' ہے یا 'بدنیت'!!! اگر 'ناداں' ہو تو میں اس کی بات کا پھر کبھی برا نہیں مناتا۔ نظر انداز کر دیتا ہوں اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر 'بدنیت' ہو تو میں دوبارہ کبھی اس طرح کا موقع نہیں بننے دیتا کہ وہ میرے ساتھ بدتمیزی کر سکے۔ ان کی بعض حکیمانہ اور ظریفانہ باتیں بہت ہی یاد آتی ہیں۔

ایک دفعہ بیٹھے اپنی بیگم صاحبہ کی بہت تعریفیں کر رہے تھے۔ ان کے شرعی حجاب، ان کی سادہ لوحی اور اطاعت شعاری کو عموماً سراہا کرتے تھے اور غائبانہ بھی ان کے احسان مند رہا کرتے تھے۔ تعریفیں کرتے ہوئے کہنے لگے۔ ویسے بھی آج کل اپنی بیگم کا بہت ہی فرمانبردار ہو گیا ہوں۔ میں نے پوچھا کیوں: بولے، بوڑھا ہو گیا ہوں ناں۔ میں نے پوچھا: اس کا کیا مطلب؟ کہنے لگے: نادانو! آپ نہیں سمجھتے کہ انسان جوں جوں بوڑھا ہوتا ہے، بیگم کا غلام بنتا جاتا ہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں مثلاً

① اس کی خاطر سارے رشتہ داروں سے کٹ کٹا کر اس عمر میں پتہ چلتا ہے کہ واقعی اس کے علاوہ میرا ہے بھی کوئی نہیں۔

② وہ صرف بیوی نہیں، بچوں کی ماں بھی ہوتی ہے۔ اور ہر بچے کے ساتھ یہ تعلق بڑھتا ہے۔

③ تعلق اگر اچھا ہو تو نبھتا ہے نہیں تو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اچھا ہو تو ہر روز مزید اچھا ہوتا رہتا ہے

فقہ پڑھنے کے دوران دو چار دفعہ اوپر تلے ہی ایسے مواقع آئے کہ امام احمد کی کسی مسئلہ میں دو آرا تھیں یا اُن سے دو قول ثابت تھے۔ فيه قولان عن أحمد ــ في إحدى الروايتين عن أحمد ــ في أصح القولين عن أحمد

تو میں نے استعجاباً سوال کیا کہ امام احمد سے ہر مسئلے میں دو آرا کیوں منقول ہیں۔ شاید میرے انداز میں کچھ بے ادبی یا گستاخی کی بُو محسوس کی۔ حافظ صاحب نے ایک لمبا لیکچر دیا کہ یہ ان کے تبحر علمی کی دلیل ہے۔ یہ ہر دو طرف کے دلائل پر ان کی گہری نظر کی علامت ہے کہ وہ کسی ایک بات پر اَڑ نہیں سکتے تھے۔ یہ جہلا کم علم، کم فہم لوگوں کا طریقہ ہے کہ ایک بات پر اڑ جائیں۔ جس کا انہیں علم ہو گیا ہے بس وہی ٹھیک ہے خواہ اس کے مقابل دلائل کا انبار ہو جس پر اُن کی نظر ہی نہیں پڑی۔ احمق! یہ ان کی تنقیص نہیں تعظیم ہے۔ کم فہمی نہیں گہرائی اور گیرائی ہے۔

میری تربیت میں حافظ صاحب کے جن ارشادات نے اہم کردار ادا کیا ہے ان میں سے یہ اہم ترین بات تھی۔

ایک دن پڑھانے آئے تو راستے میں دیکھا کہ 'مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات وسن پورہ، لاہور' کے سالانہ جلسے کے اشتہار لگے ہوئے تھے جس میں ہمارے نام لکھے تھے۔ آتے ہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگے: "آج میں نے راستہ میں کچھ باپردہ خواتین کے بے پردہ نام پڑھے۔" وہ دن گیا کہ ہم نے اشتہارات پر نام لکھوانا تو بہت دور، حتیٰ الوسع اشتہار چھپوانا ہی ختم کر دیا۔ کوئی بہت مجبوری ہو تو اس وقت یا پھر کنیت۔ شعوری طور پر سمجھا کہ ہر عام و خاص کی زبان پر خواتین کا نام آنا اُن کے وقار کے منافی ہے۔

حسن اتفاق کہ ۲۰۰۰ء میں، راقمہ بھی ابو عبدالربّ کی سروس کی وجہ سے اسلام آباد منتقل ہو گئی۔ یہاں الحمدللہ بہت اچھی ہمسائیگی رہی بلکہ حافظ صاحب نے ہمیشہ فیاضی اور میزبانی کا رویہ رکھا۔ بچوں کو گھمانا پھرانا، کھلانا پلانا، دو فیملیوں کا متعدد مقامات پر اکٹھے سیر کو جانا تو بہت ہی یادگار ہے۔ حافظ صاحب انتہائی عمدہ ذوق رکھتے۔ مناظر فطرت سے گہرا لگاؤ تھا۔ جڑی بوٹیوں، درختوں، پھولوں کی پہچان اور خواص کو جاننا پہچاننا، کچھ کچھ حکمت کا ذوق بھی پایا تھا۔ سیر کے دوران تبصرے جاری رہتے۔ بہت سے نسخے، متفرق بیماریوں کے بہت سے علاج بتلایا کرتے۔ ایک طرف مناظر فطرت کے شیدا تھے اور دوسری طرف ہر نئی سیر گاہ حافظ صاحب نے ہی دکھائی۔ میرے بچے بڑے ہو رہے تھے اور ان کے بچوں کے بچے (پوتے و نواسے) بھی بڑے ہو رہے تھے۔ بعض خانگی مسائل کی وجہ سے کچھ دیر باہمی تعلقات میں تعطل رہا۔ گو کہ اس تعطل کے دوران بھی علمی تعلق بہر حال برقرار ہی رہا۔ تاہم مسائل کا پوچھنا، درس و تدریس میں حاضری، یا اُن کو دعوتِ درس دی تو بہر حال قبول کر لی۔

پھر کچھ ایسا ہوا کہ بہت سی طالبات اور شاگردوں کے کہنے پر میں جو متفرق جگہ کلاس لے رہی تھی، اس کو ایک جگہ منظم کرنے کا پروگرام بن گیا۔ ۲۰۱۰ء کے آخر میں جب یہ پروگرام بنا تو سب سے پہلے میں نے حافظ صاحب سے حاضری کی اجازت مانگی کہ میں ان کی علمی رہنمائی کے بغیر شاید کچھ نہ کر پاؤں، سو اجازت دے دی۔

میں اور ابو عبدالربّ گئے۔ سلام دعا کے بعد مجھے عرضِ مدّعا یا معذرت کرنے کا موقع ہی نہ دیا۔ خود ہی کہنے لگے: مجھے آپ لوگوں سے ایک بات پوچھنا ہے۔ میں نے کہا: جی! بولے ان ۲۰، ۲۵ سالوں میں میری کسی حرکت، کسی بات، کسی عمل سے کبھی آپ کو یہ شبہ پڑا ہو کہ میں آپ کے ساتھ باپ جیسا سلوک نہیں کر رہا؟ میں نے مسعودہ (حافظ صاحب کی بڑی بیٹی) اور فوزیہ میں کبھی فرق نہیں کیا۔ (حافظ صاحب کی دو بیٹیاں شیر خوارگی میں فوت ہو گئی تھیں جن میں سے ایک کا نام فوزیہ تھا) کہا کرتے تھے۔ تم جب آتی ہو تو مجھے لگتا ہے کہ میری فوزیہ آ گئی ہے۔ کہا کرتے، چھوٹی اولاد سب سے لاڈلی ہوتی ہے اور جو بعد میں آئے وہی سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر حافظ صاحب کی بھرپور راہنمائی اور بھرپور شفقت کے سائے میں 'معہد التعلیم والتزکیہ، اسلام آباد' کی بنیاد رکھی۔ جس کی افتتاحی تقریب میں حافظ صاحب نے تزکیہ وتربیت کا مفہوم سمجھایا اور حصولِ تزکیہ کا نبوی منہج بتایا۔ اس کے بعد بھی گاہے بگاہے راہنمائی کرتے رہے۔ ان آخری دنوں میں ان کے فیض کو عام کرتے ہوئے میں نے 'عقیدہ اسلامی' پڑھایا۔ میں نے پوچھا: شرکا کو سند دینی چاہیے۔ حافظ صاحب نے تائید کی، ٹھیک ہے: دو۔ پھر مجھے سند تیار کرائی۔ میں نے پوچھا: حافظ صاحب 'مشرف' (نگرانِ علمی) کے دستخط کریں گے، بولے: صرف اس بار؟ میں نے کہا: نہیں، مستقل! جواب دیا: ٹھیک ہے۔

شرکاے دورہ میں ایک صاحبہ باہر سے آئی ہوئی تھیں اور اُنہیں واپس جانا تھا۔ ان کی خوش قسمتی کہ اُن کو جلدی جلدی سند تیار کر کے دی جس پر حافظ صاحب نے دستخط بھی کئے۔ بقیہ اسناد اطمینان کے ساتھ دستخط کرنے کے لیے تیار رکھی تھیں جو رکھی ہی رہ گئیں اور فرشتہ اَجل سبقت لے گیا۔ إنا لله وإنا إليه راجعون. ماشاء الله كان وما لم يشاء لم يكن!

۱۵/ مارچ بروز جمعرات، وفات سے دو دن قبل میں نے فون کیا: اُستاذ صاحب! کچھ پوچھنا ہے، آجائیں؟ اپنے مخصوص لہجے میں بولے: آجاؤ آجاؤ۔ آج ہے وقت، پھر سفر اور دروس ہی دروس ہیں۔ میں نے کہا: موسم کھلا آگیا ہے، کیا تقریبات ہیں؟ بولے: ختم بخاری کا موسم ہے، پھر رمضان ہے اور چل سو چل اپنی مصروفیات کی ایک لمبی فہرست سنا دی۔ اللہ کا کرنا ابو عبد الرب دفتر سے لیٹ آئے، تھکے ہوئے بھی تھے۔ بولے، آج نہیں، اتوار کو چلیں گے۔ غرض جو چیز مقدر میں نہ ہو، بس زندگی کی وہ آخری ملاقات ہی بن گئی جو دس مارچ بروز جمعرات مع فیملی اُن کے ہاں کھانا کھایا اور حافظ صاحب اس وقت نمازِ مغرب سے قبل جلدی میں تھے۔ اُنہیں بھارہ کہو جانا تھا۔ کہنے لگے: احباب نے کوئی مسجد بنانی ہے، تو جلدی جلدی جیسے اجازت طلب کرتے ہیں یا اطلاع دیتے ہیں تو یہ کہہ کر چلے گئے۔

حافظ صاحب انتہائی چست اور پھرتیلے، جلدی جلدی کام سمیٹنے والے تھے۔ اُن کی وفات کے موقع پر لوگ مختلف تبصرے کر رہے تھے کہ ان کو شہید کرنے والے دو ہی تو بندے تھے، پھر حافظ صاحب نے مزاحمت نہ کی۔ کیا اُنہیں پتہ نہ چلا، اُنہوں نے شور نہ مچایا۔ اُنہیں لوگوں نے کیسے گرایا ہوگا؟ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا: حافظ صاحب! جس طرح سے معاملہ فہم اور متنبہ طبیعت کے آدمی تھے، شاید اُنہیں چھ بندے بھی نہ گرا سکتے۔ انہیں بندوں نے نہیں، موت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے گرایا ہے۔ جو وقت لکھا تھا، آخر وہ آ کے رہتا ہے۔ میں حافظ صاحب کی اہلیہ محترمہ اور بچیوں کے ساتھ بیٹھی تعزیت کر رہی تھی کہ اللہ ربّ العزت نے جو الفاظ میری زبان سے ادا کرائے، وہ یہ تھے: باجی! میرا اور آپ کا ایمان ہے کہ حافظ صاحب کے کوچ کا یہی وقت اللہ کے ہاں طے شدہ تھا۔ وہ بندے نہ بھی آتے تو بھی یہی اجل مسمّٰی تھا۔ گھر میں اگر سارے افراد بھی ہوتے تو اللہ کے حکم کو ٹال نہیں سکتے تھے تو پھر ہمیں تو شکر گزار ہونا چاہیے، اُن لوگوں کا جنھوں نے جاتے جاتے حافظ صاحب کے درجات بلند کر دیئے اور ان کے گناہوں کو سمیٹ کر لے گئے۔ میری مراد ہابیل کے اُن الفاظ سے تھی جو اس نے اپنے بھائی کی بدنیتی بھانپتے ہوئے کہے تھے:

﴿ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾[1]

"اگر تو میری طرف اس لیے ہاتھ بڑھائے کہ تو مجھے قتل کر ڈالے تو میں پھر بھی تیری طرف ہاتھ نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے قتل کروں۔ کیونکہ میں اللہ ربّ العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے اور اپنے سارے ہی گناہ سمیٹ لے اور تو اصحاب النار میں سے ہو جائے اور ظالموں کی یہی جزا ہے۔"

اللہ ربّ العزت بڑے رحیم و کریم ہیں، وہ اپنے بعض بندوں کو بلند مقامات سے نوازنا چاہتے ہیں۔ لیکن بشری کمیوں، کوتاہیوں کی وجہ سے وہ اگر ان مقامات تک نہیں پہنچ پاتے تو اللہ ربّ العزت ان کے لیے اس طرح کے حالات پیدا کر دیتے ہیں کہ جو اُن کے گناہوں اور کوتاہیوں کا کفارہ بن سکیں اور ان کی بلندئ درجات کا موجب قرار پائیں۔

یقیناً رحمٰن و رحیم کے فیصلے اس کی مخلوق کے حق میں بہت ہی بہترین ہیں اس وقت میرے ذہن میں حافظ صاحب کی ادعیہ جو بہت ہی دل سوزی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، گونج رہی ہیں:

اللهم اقسم لنا من خشيتك ما تحول بيننا وبين معاصيك... اللهم اجعل ثأرنا على من ظلمنا وانصرنا على من عادانا ولا تجعل مصيبتنا في ديننا... ولا تسلط علينا من لا يخافك فينا ولا يرحمنا.[2]

---

1 سورة المائدة

2 سنن النسائي الكبرىٰ: رقم ۱۰۲۳۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللهم إني عبدك وابن أمتك، ناصيتي في يدك، ماض في حكمك، عدل فيّ قضاءك، اسئلك بكل اسم هو لك سميت به نفسك ...[1]

حافظ صاحب محترم اپنی گوناگوں خصوصیات اور ہمہ جہت صفات کی وجہ سے زندگی میں بھی متنازع شخصیت رہے اور وفات کے بعد بھی وہ مختلف الخیال لوگوں کی آرا سے مامون نہیں ہیں اور یہ چیز، میں ایمان وعقیدے کی بنا پر سمجھتی ہوں کہ ان شاء اللہ ان کے لئے کفارہ سیئات وبلندیٔ درجات کا سبب ہے اور اللہ ربّ العزت جب تک چاہیں گے یہ حسنات ان کے نامہ اعمال میں درج ہوتی رہیں گی۔

ایک بار درسِ حدیث کے دوران «لا حسد إلا في اثنتين» کا مفہوم بیان کرتے ہوئے بتا رہے تھے کہ حسد کا معنی مذموم وبُرائی نہیں ہوتی بلکہ اس کا معنی فی الواقع رشک بھی ہے اور کل ذي نعمة محسود ہر منعم علیہ پر رشک کیا جاتا ہے۔ آج کل بھی عرب کسی کا حال پوچھتے ہیں۔ اس کا حال بہت اچھا ہو تو جواب ہوتا ہے: هو محسود یعنی وہ قابل رشک ہے۔ بُرا ہو تو کہا جاتا ہے هو غير محسود اس کی حالت قابل رشک نہیں۔ مجھے خیال آرہا ہے کہ حافظ صاحب زندگی بھر بھی محسود تھے اور اب بھی:

إذا أراد الله نشر فضيلةٍ   طُويت أتاح لها لسان حَسود[2]

”اللہ ربّ العزت جب کسی کی مخفی فضیلتوں کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو اسے حاسدوں کی زبان پر چڑھا دیتے ہیں۔“

محترم حافظ صاحب اپنے مخصوص مزاج کے باوجود بزرگوں کے ادب واحترام اور ان کے تذکرہ خیر کا بہترین انداز رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ جب کسی کی تنقیص بھی کرتے تو بعد میں ان کے حق میں ایک دو جملے خیر کے ضرور کہتے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کا تذکرہ بڑے عقیدت مندانہ انداز میں کرتے بلکہ ایک دن یہ بھی کہا کہ مولانا بتلاتے ہیں کہ آپ کی باجی مسز ثریا بتول علوی ان سے پڑھی ہوئی ہیں۔ علما کا شجرۂ نسب اُنہیں حفظ ہوتا تھا اور وقتاً فوقتاً علمی سندیں اور سلسلے سنایا کرتے تھے۔ اب جو اُن سے آخری گفتگو فون پر ہوئی جس میں انہوں نے آنے کی دعوت دی۔ وہ اصلاً میں نے یہ پوچھنے کے لیے کیا تھا کہ میں نے سورہ نور پڑھائی ہے، کس کتاب کا مطالعہ کروں؟

---

1 مستدرک حاکم: رقم ۱۸۷۷

2 موسوعہ الدفاع عن رسول اللہ ﷺ: ج ۲ / ص ۴۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوّلاً تو کہنے لگے: اپنے اباجی کی تفسیر پڑھو (تیسیر القرآن)۔ پھر بولے میری کتاب پر دے والی پڑھو پھر جیسے ذہن حاضر ہوتا ہے۔ کہنے لگے: حافظ عبد السلام بھٹوی کی تفسیر سورہ نور بھی آگئی ہے، وہ پڑھو۔ کام کی باتیں ہوں گی۔ دارالاندلس سے پتہ کرو، شاید اُنہوں نے الگ بھی چھاپی ہو۔ حافظین محترمین (حافظ عبد السلام بھٹوی اور حافظ عبد المنان نورپوری) کا تذکرہ بڑے اچھے انداز میں کیا کرتے۔ خصوصاً حافظ عبد السلام بھٹوی حفظہ اللہ کی فصاحت و بلاغت اور شعری ذوق کا عموماً تذکرہ کرتے تھے۔

انہی آخری مجلسوں میں حافظ عبد المنان رحمہ اللہ کی وفات کے بعد اُن کا تذکرۂ خیر کرتے ہوئے ایک دن کہنے لگے: مجھے عموماً کتابوں میں بہت غلطیاں نظر آتی ہیں لیکن حافظ عبد المنان رحمہ اللہ کا کمال ہے کہ اُن کی کتب سے کوئی غلطی پکڑی نہیں جا سکی، کم از کم مجھے نہیں مل سکی؛ نقطہ نظر اور مسائل میں اختلاف ہو سکتا ہے مگر اغلاط معدوم ہیں۔

خواب ہوئیں وہ یادیں، وہ باتیں جو اَب ہمارے پاس محض حسرت ہی حسرت ہیں۔ حافظ صاحب کے گھر سے واپس آئے تو میری چھوٹی بیٹی پوچھتی ہے: امّی جی! آپ نے حافظ صاحب کو دیکھا۔ میں نے کہا: زندگی میں نہیں دیکھا تو اب کیوں دیکھتی؟ اللہ کے احکامات تو وہی ہیں۔ شعوری طور پر نہیں دیکھا، اتنا لمبا ساتھ رہا، نظر پڑ جانا اور بات ہے، لیکن اللہ ربّ العزت نے اپنے دین اور نام کی برکت سے جو تعلق بنایا تھا، وہ الحمد للہ ان حدود و قیود میں ہی نبھتا رہا۔

اس تعلق کے منقطع ہونے پر دُکھی تو ہم ہیں ہی اور کچھ ہاتھ سے نکل جانے کا غم تو ہمیں ہی برداشت کرنا ہے۔ ورنہ اللہ ربّ العزت کی جناب سے قوی اُمید ہے کہ وہ اس وقت جل جلالہ کی برکات سے بہت کچھ پا ہی رہے ہوں گے، وصول ہی کر رہے ہوں گے کیونکہ ان کے کھونے کا وقت گذر چکا۔ اللهم اغفرله وارحمه، وعافه واعف عنه....

اللهم لا تحرمنا أجره ولا تضلنا بعده... آمین یا إلٰه العٰلمین!

! من کان باکیًا فلیبك علیٰ فقد العلم والعلماء !

حافظ عبد الرشید اظہر... ابو عبد الربّ انجنیئر عبد القدوس سلفی کی یادیں

میری زوجہ محترمہ باقاعدہ حضرت حافظ صاحب کی شاگرد رہیں تاہم راقم الحروف کا بھی باقاعدہ شاگردی کا سلسلہ اِتنا ہی طویل ہے۔ ہماری شادی سے قبل جب میں انجینئرنگ یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم تھا، تب سے حضرت حافظ صاحب سے تعلق بنا اور پھر اسلام آباد میں تا وفات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُستوار رہا۔ راقم الحروف کو وہ وقت بھی یاد آتے ہیں جب 'تدریب الدعاۃ' کے کورسز جامع مسجد القدس چوک دالگراں لاہور اور پھر مسجد اہل حدیث لوکو ورکشاپ لاہور میں منعقد ہوا کرتے تھے جن میں حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ تحریکوں (الملل والنحل) کے جائزہ میں ؟؟؟ کے ساتھ ڈاکٹر اظہر صاحب بھی لیکچر دیتے تھے۔ الفقہ الاکبر (عقیدہ) اور الفقہ الاصغر (فقہ) کے اُصول ہم نے باضابطہ موصوف سے پڑھے چونکہ ان کلاسوں کی نظامت راقم کے ذمہ ہوتی جس میں موصوف کے لانے اور جانے کا انتظام مجھے کرنا ہوتا تھا تو ایک دفعہ وسن پورہ سے لوکو شیڈ ورکشاپ جانا ہوا۔ میرے پاس چائنہ کی سائیکل تھی تو بلا تذبذب سائیکل پر پیچھے بیٹھ گئے، تب میں حیران ہو گیا کہ اُنہوں نے سائیکل سواری کر لی؟! اِسی طرح ایک دفعہ اسلام آباد سے لاہور پڑھانے کے لئے آنا تھا تو وقت بچانے کے لیے ہوائی جہاز پر آ گئے تب بھی میں حیرت زدہ ہو گیا کہ کس قدر ذِمہ داری کا احساس اور وعدہ کا پاس تھا اُنہیں؟ وفات کی خبر سن کر مجھے مولانا اعجاز احمد تنویر کا فون آیا۔ وہ ان ایام کا تذکرہ کر رہے تھے جب لوکو ورکشاپ کی مسجد میں حضرت حافظ صاحب طلباء وعلماء کو پڑھانے آیا کرتے تھے۔

آخری دنوں میں جب ہم زوجین، حضرت حافظ صاحب مرحوم سے بخاری شریف پڑھنے جا رہے تھے کہ اس دوران ایک دفعہ مجھ بتانے لگے کہ آپ کے رشتہ دار مولانا عبد الکریم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، جن کو فوت ہوئے کئی سال ہو گئے ہیں، وہ میرے سگے پھوپھی زاد تھے۔ میں نے کہا آپ نے اُن کو کیسے یاد کیا۔ کہنے لگے: دراصل وہ میرے اُستاد کے اُستاد تھے۔ پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگے: مولانا داؤد رحمۃ اللہ علیہ میرے اُستاد ہیں اور وہ اُن کے استاد تھے۔ پھر میں نے کہا: آپ مولانا مشتاق صاحب کو جانتے ہیں، وہ میرے چچا لگتے تھے۔ کہنے لگے: ہاں وہ بھی میرے اُستاد کے اُستاد ہیں۔ تو عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے اُساتذہ کو کس قدر یاد رکھا کرتے تھے؟

زندگی بھر صالحین کی صحبت کے متلاشی رہے۔ اچھے وقتوں کی بات ہے کہ حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ کے مرکز بونگہ بلوچاں (موجودہ نام البدر) کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ جی چاہتا ہے کہ اسی بستی میں مکان بنایا جائے۔ جب مرید کے میں ایک مرکز شروع ہوا تو کہنے لگے کہ یہاں کوئی پلاٹ مل جائے تو۔ اسی طرح کی خواہشات کا وقتاً فوقتاً اِظہار کیا کرتے، ہم نے علماء کی قدر دانی اُن سے سیکھی۔ علمائے کرام پر تنقید بھی بہت فرماتے لیکن علما کا دفاع کرنے پر آتے تو آخری حد تک جاتے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ ایسے عالم تھے جن کو سلف کی ایک تعبیر کے مطابق 'الامۃ' کہا جا سکتا ہے۔ ہماری تنظیمیں اور جماعتیں حافظ صاحب کی ضرورت کبھی نہیں رہیں، بلکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ تنظیموں کی ضرورت تھے۔

میں نے ایک دفعہ اسلام آباد میں 'عقیدہ کلاس' جاری کی۔ لوگوں نے سوال کیا کہ آپ نے یہ عقیدہ کہاں سے سیکھا کہ بڑی نادر باتیں آپ بتلاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ سب فیض ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ کا ہے۔ ہم کیا ہیں، ہم تو انہی کی باتیں آپ کو بتا رہے ہوتے ہیں۔ میں نے رُبع صدی سے اب تک جو منبر و محراب سنبھالا ہوا ہے تو اس میں جہاں حافظ عبد المنان نور پوری، حافظ عبد اللہ بہاولپوری، مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری رحمہم اللہ کا حصہ ہے؛ وہاں ایک بڑا حصہ شہید حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ کا بھی ہے۔ مقالاتِ تربیت میں حضرت حافظ صاحب کا مقالہ پڑھا تو بے ساختہ میں نے کہا کہ حضرت آج مجھے مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی جھلک نظر آ رہی ہے۔ کیونکہ محدثین کے فہم پر جامع بیان مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے بعد اُن کے مقالات میں نظر آیا۔ آخری دنوں میں صحیح بخاری کی کتاب التوحید جس کی شرح حضرت مولانا حافظ عبد الستار حماد حفظہ اللہ نے لکھی ہے، عنایت فرمائی۔ ہم زوجین کے سبق بخاری کا اختتام اس طرح فرمایا کہ یہ صحیح بخاری کی آخری کتاب ہے، اس پر میرا مقدمہ پڑھ لینا اور شرح سیکھ لینا۔ اسی طرح مسئلہ سُود اور اسلامی بینکاری کے بارے میں ایک کتاب 'جانبِ حلال' عنایت فرمائی تو کہنے لگے کہ اس کا صرف مقدمہ ہی پڑھنا۔ کتاب میں جو موقف اختیار کیا گیا ہے میں نے مقدمہ اُس کے خلاف ہی لکھا ہے۔ یہ کتاب مولانا خلیل الرحمٰن جاوید صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔

ہم سوچ رہے تھے کہ حافظ صاحب سے مزید بہت کچھ سیکھا جائے۔ ان کا سارا علم سمیٹ لیا جائے لیکن جتنا مقدر تھا وہ سمیٹا تو خوب سمیٹا!... ابھی بہت کچھ سیکھنا باقی تھا۔

إن لله ما أخذ وله ما أعطى وكل شيء عنده بأجل مسمى

پس اَب تو اتنا ہی کہا جاسکتا ہے: اللهم لا تحرمنا أجره ولا تفتنا بعده

سینیٹر پروفیسر ساجد میر امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث کے تاثرات

"جامعہ سعیدیہ میں آج کی حاضری ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات پر اظہارِ افسوس اور تعزیت کے لئے تھی۔ اللہ ڈاکٹر صاحب شہید کی خدماتِ جلیلہ کو قبول فرمائے اور اُنہیں بلند درجات سے نوازے۔ نیز جامعہ کی تعلیمی و تدریسی بہتری و ترقی کے سامان خود مہیا کرے اور حافظ مسعود اور ان کے رفقا کو توفیق دے کہ وہ اس سلسلہ کو اچھے طریقے سے جاری رکھ سکیں۔ آمین!"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتب الدعوۃ پاکستان کے سابق مدیر ڈاکٹر عبد العزیز العتیق کا تعزیتی قصیدہ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علىٰ من لا نبي بعده، أما بعد

فإنه قضى الله – ولا رادّ لقضائه – أن فجعنا بفقد فضيلة الشيخ الدكتور/ الحافظ عبد الرشيد أظهر أحد الدّعاة إلىٰ الله في باكستان الذين نحسبهم – والله حسيبهم – من المخلصين المجاهدين في ذات الله بالكلمة والصدع بالحق مع العلم والدِّراية وذلك بتاريخ ٢٤/ ٤/ ١٤٣٣هـ ونظرًا لما نكنّه له من محبة وتقدير نظمتُ هذه الأبيات تعزية لنفسي وأحبائي المحبين له وذويه – وإنا لله وإنا إليه راجعون – اللهم اجرنا في مصيبتنا واخلفنا خيرًا منها أسأل الله لنا ولذويه الصبر والسلوان، ومما يحزُّ في النفس أن وفاته جاءت غدرًا من جناة نرجو من الله سبحانه وتعالىٰ أن يجازيهم بما عملوا، حسبنا الله ونعم الوكيل، نسأل الله أن يعليَ درجته وأن يجعله مع الصديقين والشهداء والصالحين وحسُن أولئك رفيقًا. وصلى الله وسلم على محمد وآله وصحبه وسلم.

عزَّ المصاب وحارت الأفكار ... وتدافعت من ذا الجفون عِبارُ
سحَّت عيوني من جفوني أدمعًا ... كالجمر حين تبدَّتِ الأسرارُ
وهْنًا وحزنًا في الفؤاد سعيرهُ ... نشكوهُ يا ربَّاهُ يا غفارُ
غدرًا تفوحُ نفوسهم في ذلةٍ ... يا لِلسفاهةِ ما جنى الغدارُ
شُلّت يمين الفاعلين قباحة ... وتولَّ في يوم القيام قتارُ
لا نلتَ خيرًا في حياتك كلها ... وتكبَّدت عند المسير عِثارُ
أ كذا تبوء بالدم الحلال جناية ... أبشر بها الآثام والأوزارُ
من نلتَ؟ نلتَ الصالحين عبادة ... نذروا الحياة فنالهم إكبارُ
من نلت؟ نلتَ مجاهداً في علمه ... نورًا أضاءت عنده الأنوارُ
من نلتَ؟ نلتَ تُقى أخبارُه ... بالسنة الغراء فهي دِثارُ
عبدَالرشيد الفذُّ في أوصافه ... نِعمَ القرينُ وصاحبٌ مغوارُ
لا يخش في ذات الإله ملامة ... نصحٌ واخلاصٌ يُزينه الإبصارُ
يا لهف نفسي انقضت أوقاتُه ... لا الدَّرسُ يُلقى بل ولا الأخبارُ
فالله يرحمهُ ويوسعُ قبرهُ ... من رَوح جنته تَعُلّه أنهارُ
يا ربِّ فاسْق فؤاده من كوثر ... وأنِلهُ يا ربَّاه ما اشتهى أبرارُ
فلأنتَ أرحمُ بالعبادِ مهيمنٌ ... ولأنتَ أكرمُ من إليه يُزارُ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالد سیال[1]

علامہ ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ

جو بھلائے نہ جاسکیں گے!!

۱۷ر مارچ ۲۰۱۲ء کی شام میں بچوں کے ہمراہ اسلام آباد کے معروف کاروباری مرکز کراچی کمپنی میں داخل ہی ہوا تھا کہ موبائل فون پر ایک دوست نے اطلاع دی کہ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا گیا۔ .... بلا اختیار پاؤں بریک پر جا لگا اور میں ڈاکٹر صاحب کے موبائل پر فون کرنے لگا مگر ان کا موبائل پہلی بار بند پایا..... سفر و حضر میں ڈاکٹر صاحب کا فون بند نہ ہوتا تھا، میں نے فوراً گھر کے PTCL نمبر پر رابطہ کیا تو ان کے بیٹے سعد کے منہ سے روتے ہوئے صرف یہ الفاظ نکل پائے:

''خالد بھائی، کوئی ابّو کو شہید کر گیا ہے۔''

میں سعد بھائی کو صرف اتنا کہہ پایا کہ میں آ رہا ہوں اور پھر آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا، کچھ سجھائی نہ دے رہا تھا..... میں نے بچوں کو گھر چھوڑا اور ڈاکٹر صاحب کے گھر پہنچ گیا۔ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ اپنے ڈرائنگ روم میں ابدی نیند سو رہے تھے، بخاری شریف اُن کے بستر پر ہی تھی..... یوں لگ رہا تھا وہ گہری نیند سوئے ہیں اور ابھی اُٹھ جائیں گے۔ وہ سب غموں، سب مصیبتوں اور سب دُکھوں سے آزاد ہو چکے تھے، وہ خود مطمئن اور مسرور دکھائی دے رہے تھے مگر ان کے چاہنے والے دکھوں، غموں اور پریشانیوں میں گھر چکے تھے..... دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں افراد ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ کے باہر جمع ہو گئے۔ اکثر کی آنکھیں اشک بار اور دِل غم گسار تھے.....میری آنکھیں ڈاکٹر صاحب کے چہرے پر جمی تھیں اور ذہن ماضی میں کھو گیا۔

[1] ایڈیٹر ماہنامہ 'شہادت' اسلام آباد   و کالم نگار   روزنامہ 'اوصاف' اسلام آباد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ۱۹۸۸ء کی ایک سرد رات تھی....وفاقی دارالحکومت کے پوش سیکٹر ایف ے کے ایک بڑے مکان کی بالائی منزل کے ایک کمرے میں، میں اپنے ایک دوست حافظ رضاء اللہ جو آج کل ایک بڑے سرکاری عہدے پر فائز ہیں، کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دراز قامت نوجوان اندر داخل ہوئے جن کے نورانی چہرے پر سیاہ داڑھی بڑی خوبصورت لگ رہی تھی.... "یہ ہیں حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ، معروف عالم دین ہیں، مدینہ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل اور بڑے زندہ دل انسان ہیں اور حافظ صاحب یہ ہیں میرے دوست خالد سیال۔" حافظ رضاء اللہ نے ایک ہی سانس میں ہم دونوں کا تعارف کروا کر ہمیں آمنے سامنے کر دیا اور خود قہوہ پیالیوں میں اُنڈیلنے لگے۔

"کیا حال ہے خالد صاحب"! ......یہ تھا وہ پہلا جملہ جو حافظ صاحب نے مجھے مخاطب کر کے کہا اور وہ اتنے مستقل مزاج تھے کہ جب ان سے ملاقات یا ٹیلیفون پر گفتگو ہوتی تو ادھر سے پہلا جملہ یہی سنائی دیتا کہ "کیا حال ہے خالد صاحب" !

اس پہلی ملاقات میں حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا جو تاثر قائم ہوا، وہ آخر تک نہ صرف قائم رہا بلکہ ان کی شخصیت اور کردار کی خوبیاں ہر ملاقات کے بعد کھلتی چلی گئیں۔ ایف ے کے اس کمرے میں حافظ رضاء اللہ کی وساطت سے ڈاکٹر صاحب سے کئی ملاقاتیں ہوئیں، اُن کے ساتھ طویل بحث مباحثے ہوئے، دینی، معاشرتی اور سیاسی موضوعات پر اکثر اُن سے تبادلہ خیال ہوتا رہتا، وہ ہر موضوع پر بڑی صائب اور نپی تلی رائے رکھتے تھے۔ حافظ صاحب بہت خوش خوراک اور ہنس مکھ تھے..... متعدد بار ایسا ہوا کہ ہم ایف ے سے پیدل نکلتے، بلیو ایریا میں عثمانیہ یا کسی دوسرے ریسٹورنٹ میں کھانا کھاتے اور پھر پیدل ہی واپس چل دیتے۔ راستے میں حافظ صاحب کبھی لطیفے سنا کر ہنساتے اور کبھی لا حول ولا قوۃ إلا باللہ کہتے ہوئے آخرت کی یاد دلاتے..... لاحول ولا قوۃ إلا باللہ کے جملہ سے حافظ صاحب کی زبان اکثر تر رہتی تھی۔ نجی ملاقاتوں کے دوران تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد لاحول ولا قوۃ إلا باللہ پڑھنا اُن کی عادت سی بن گئی تھی۔

حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ علم کا سمندر تھے۔ آپ پی ایچ ڈی ڈگری لے کر ڈاکٹر بھی بن گئے تھے لیکن درحقیقت وہ کسی ڈگری کے محتاج نہ تھے۔ ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمۃ اللہ علیہ عالم دین بھی تھے، ادیب بھی، خطیب بھی، صاحبِ قلم بھی اور دعوت و تبلیغ کا علم بھی تھامے ہوئے تھے۔ پورے ملک میں ہی نہیں بیرون ملک بھی ان کے چاہنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ اور یہ سب کچھ انہیں اللہ کے دین کی خدمت کے صلے میں حاصل ہوا۔ تحصیل علم کے لئے حافظ صاحب جب گھر سے نکلے تھے تو خالی ہاتھ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو علم، شہرت، دولت، ہر چیز سے نوازا۔ ایک اَن پڑھ خاندان کا یہ چشم و چراغ اب ہزاروں لوگوں کو علم کی روشنی پہنچا رہا تھا، اُن کی زندگیاں سنوار رہا تھا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب بہت موڈی تھے، کم آمیز اور زود رنج تھے کہ جب ان کا موڈ ہوتا کسی سے بات کرتے، ورنہ طرح دے جاتے تھے۔ میں ڈاکٹر صاحب کو پچیس برس سے دیکھ رہا ہوں، اُن کے سینکڑوں دروس میں حاضری دی، ان کے ساتھ طویل نشستیں کیں، اُن کو حضر میں بھی دیکھا اور سفر میں بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک منکسر المزاج شخص ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خوددار بھی تھے اور خوددار انسان استغنا پسند بھی ہوتا ہے جسے بعض لوگ 'موڈی' سمجھنے کی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ خوددار ہونے کے ساتھ ساتھ حافظ صاحب مصلحت پسندی کی 'صفت' سے نا آشنا تھے۔ وہ جسے حق سمجھتے تھے، دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیتے اور یہ نہیں سوچتے تھے کہ سننے والے کے نازک مزاج پر یہ حق کتنا گراں گزرے گا یا اس کے ماتھے پر کتنی شکنیں پڑیں گی۔

یہ غالباً سعودی عرب کے تاریخی شہر جدہ کا واقعہ ہے۔ حافظ صاحب اپنے بچوں سمیت وہاں مقیم تھے، وہاں کے ایک دولت مند پاکستانی کو سعودی عرب میں آپ کی موجودگی کا علم ہوا تو آپ سے رابطہ کر کے اپنے گھر میں ناشتے کی دعوت دی۔ اُن کے بے حد اصرار کے باعث ڈاکٹر صاحب نے یہ پیشکش قبول کر لی۔ اگلے روز ناشتے پر انواع و اقسام کے ماکولات اور مشروبات جمع تھے۔ ناشتہ شروع ہوا تو میزبان نے انشورنس کے مسئلے پر ڈاکٹر صاحب کی رائے معلوم کرنا شروع کر دی۔ ڈاکٹر صاحب نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اُن کو بتایا کہ انشورنس کی موجودہ صورت جائز نہیں .... میزبان نے چونکہ چنانچہ کا سہارا لے کر پھر دریافت کیا تاکہ اس کے جواز کی کوئی صورت نکل سکے۔ ڈاکٹر صاحب نے اُن کو متعدد بار بتایا کہ میرے علم کے مطابق یہ جائز نہیں مگر صاحبِ دستر خوان پینترے بدل بدل کر سوالات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُٹھاتے رہے۔ جب حافظ صاحب نے یہ محسوس کیا کہ میزبان مجھ سے انشورنس کے جواز کا فتویٰ لینا چاہتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب یہ کہتے ہوئے دستر خوان سے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ آپ نے دستر خوان پر جو اہتمام کیا ہے، میں اس کا خرچ آپ کو ادا کر سکتا ہوں، یہاں سعودی عرب میں میرے رہنے کی جگہ بھی ہے مگر میں آپ کو انشورنس کے جواز کا فتویٰ نہیں دے سکتا۔" ایسے متعدد واقعات کئی مقامات پر پیش آئے جن کے عینی شاہد موجود ہیں۔ اس طرح کی حق گوئی اور ایسی صفات بہت کم لوگوں میں ہوتی ہیں، ورنہ بڑے بڑے صاحبِ علم وعرفان کھانے کے کشادہ دستر خوان پر شہید ہو جاتے ہیں اور مصلحت کی چادر اوڑھ کر خود بدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں۔

میں ایسے کئی واقعات کا عینی شاہد ہوں، سو یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب جیسے باہر سے نظر آتے تھے: صاف شفاف، ایسے ہی اندر سے بھی تھے۔ ان میں پیشہ ور واعظوں والے نخرے نہیں تھے لیکن بہر حال وہ بھی ایک انسان تھے اور انبیاء علیہم السلام کے سوا ہر انسان میں جہاں خوبیاں ہوتی ہیں، وہاں کچھ کمزوریاں بھی ہوتی ہیں اور یہ کوئی خوبی نہیں ہوتی کہ انسان دوسرے کی کمزوریاں ہی تلاش کرتا رہے۔

ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ آج ہم میں نہیں، وہ شہادت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہو کر ان شاء اللہ اَبدی کامیابی حاصل کر چکے ہیں مگر ان کی باتیں ہمیشہ یاد رہیں گی۔ ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ جب سے شہید ہوئے ہیں، کوئی دن ایسا نہیں جاتا جب اُنہیں یاد کر کے دِل غمگین نہ ہوتا ہو..... متعدد بار ایسے ہوا کہ گھر میں، دفتر میں بیٹھے بیٹھے، بازار میں چلتے پھرتے، راستے میں گاڑی چلاتے ڈاکٹر صاحب یاد آنے لگے اور آنکھوں نے بلا اختیار برسنا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب ایک ہمہ جہت شخصیت تھے، افسوس کہ ان کی وہ قدر نہ کی گئی جس کے وہ مستحق تھے اور اُن سے وہ فائدہ نہ اٹھایا گیا جس کے وہ اہل تھے اور جس کی ہمیں ضرورت تھی۔

حافظ صاحب کے سوانح حیات

ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ یکم فروری ۱۹۵۳ء کو بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ ان کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والد صاحب ہندوستان کے ضلع فیروزپور، تحصیل زیرہ کے ایک گاؤں امین والا سے ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے۔ وہاں ان کی کچھ زرعی زمین تھی اور کھیتی باڑی ہی ان کا مشغلہ تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد وہ ہجرت کر کے پاکستان آئے تو پراپرٹی کے انتقال کے لئے ابھی حکومتی کاروائیاں مکمل ہونا باقی تھیں، اس لیے وہ ہجرت کے بعد بہاولپور میں ڈاکٹر صاحب کے ننھیال میں کچھ عرصہ ٹھہرے رہے۔ اسی دوران ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر پیدا ہوئے۔ بعد میں ان کے والد صاحب کو چیچہ وطنی کے قریب ایک گاؤں ۷۰ار۹ ایل، میں زرعی زمین الاٹ ہو گئی تو وہ وہاں منتقل ہو گئے۔ اسی گاؤں کے حافظ عبد الغنی جو کہ بصارت سے محروم تھے مگر صاحبِ بصیرت تھے، سے ننھے عبد الرشید نے قرآن پاک حفظ کیا۔ ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر بتایا کرتے تھے کہ حفظ کرتے کرتے ہی میں نے اُردو لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیا تھا اور مجھے اُردو لکھنے اور پڑھنے میں کوئی دشواری نہ ہوتی تھی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اُردو لکھنے اور پڑھنے میں میرا کوئی استاد نہیں۔ ڈاکٹر صاحب یہ بھی بتایا کرتے تھے کہ حافظ عبد الغنی میرے اُستاد بھی تھے اور شاگرد بھی۔ شاگرد یوں کہ اُنہوں نے پوری مشکوٰۃ شریف مجھ سے حفظ کی۔ وہ مجھ سے روزانہ دو تین احادیث سنتے تھے اور پھر اُن کو یاد کر لیتے تھے، ان کا حافظہ بہت تیز تھا، اُنہوں نے پوری مشکوٰۃ شریف مجھ سے سن سن کر حفظ کر لی تھی۔ قرآن پاک کے ساتھ شغف بھی اُن ہی کی وجہ سے ہوا، وہ روزانہ مجھ سے مختلف تفاسیر سنا کرتے تھے۔ شاہ عبد القادر محدث دہلوی کا ترجمہ اور تفسیر موضح القرآن اور مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر عثمانی، از اوّل تا آخر میں نے اُنہیں پڑھ کر سنائی۔ وہیں سے قرآنِ پاک کے ساتھ تعلق کی ابتدا ہوئی۔

حفظِ قرآن کے بعد آپ کو جامعہ سعیدیہ خانیوال میں داخل کروادیا گیا۔ چار سال کے بعد وہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد چلے گئے اور وہیں سے سندِ فراغت حاصل کی۔ جہاں مولانا عبد اللہ بڈھیمالوی اور مولانا حافظ بنیامین طور جیسے اساتذہ سے وہ از حد متاثر ہوئے۔ جامعہ سلفیہ سے درسِ نظامی مکمل کرنے کے بعد حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ جامعہ سعیدیہ خانیوال سمیت مختلف مدارس میں پڑھاتے پڑھاتے آخر کار جامعہ سلفیہ میں پڑھانے لگے، جہاں اُنہوں نے تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ جامعہ کے شعبہ تصنیف وتالیف کی بنیاد رکھی اور کئی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب بھی شائع کیں۔ شعبان سن ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۷۸ء میں اُن کا داخلہ عالم اسلام کی معروف یونیورسٹی جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ میں ہو گیا جہاں وہ اگست ۱۹۸۴ء تک علم کی اعلیٰ منازل طے کرتے رہے۔ وہ تعلیم مکمل کر کے واپس پاکستان آئے تو ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء کو انہیں مکتب الدعوۃ میں داعی کی ذمہ داریاں سونپ دی گئیں، تب مکتب کا دفتر لاہور میں تھا۔ یکم ستمبر ۱۹۸۷ء کو مکتب الدعوۃ کا دفتر لاہور سے اسلام آباد منتقل ہوا تو ڈاکٹر صاحب نے بھی اسلام آباد کو اپنا مسکن بنا لیا مگر اپنے آبائی علاقے سے انہوں نے اپنا ناطہ ٹوٹنے نہ دیا اور وہاں بھی دعوت و تبلیغ اور اشاعتِ دین کا کام پورے شد و مد کے ساتھ جاری رکھا۔

ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی، اُن کی تعلیم و تعلّم کے دوران کے دلچسپ احوال و واقعات، دعوت و تبلیغ کے میدان میں اُن کے طویل تجربات اور سعودی عرب کے علما اور زعما کے ساتھ اُن کے گہرے تعلقات و مراسم کی تفصیلات کا احاطہ کسی ایک مضمون میں کرنا ممکن نہیں، یہ ایک ضخیم کتاب کا موضوع ہے اور ان شاء اللہ یہ قرض جلد چکانے کی کوشش کی جائے گی۔

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں جن پر تفصیلی گفتگو کی ضرورت ہے۔ اُن کا شمار عالمِ اسلام کے جید علمائے کرام میں ہوتا تھا۔ وہ بیک وقت جید عالم دین، بہترین خطیب، صاحبِ طرز ادیب، شعلہ نوا مقرر، دلوں میں اُتر جانے والے واعظ، ہمدرد و غمگسار دوست اور ہر ایک کے لئے شفیق انسان تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ میری یاد اللہ کم و بیش پچیس برسوں پر محیط ہے۔ ان سے چند روز ملاقات نہ ہوتی تو خود فون کر کے بُلا لیتے۔ یہ راقم جب بھی ان سے ملاقات کے لئے گیا، اُن کے ہاں ملاقاتیوں کا تانتا بندھا رہتا تھا جن میں ہر مکتبِ فکر کے افراد شامل ہوتے، وہ سب کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے، سب کی خاطر مدارت کرتے اور مقدور بھر ہر ایک کے کام آنے کی کوشش کرتے۔

ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ بڑی نفیس طبیعت کے مالک تھے، اُن کے کھانے پینے کا ذوق بھی بڑا اعلیٰ تھا، اچھے اچھے ریستوران اور ہوٹل اُن کے علم میں ہوتے تھے، کئی بار انہوں نے دریافت کیا کہ فلاں ہوٹل نیا بنا ہے، آپ نے وہاں کھانا کھایا، اگر جواب نفی میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا تو گاڑی نکالتے اور چل پڑتے اور کئی کھانوں کا آرڈر دے دیتے۔ یوں لگتا جیسے اپنے مہمانوں، دوستوں اور علمائے کرام کو کھانا کھلانا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہو، ان کی نظریں دوسروں کی جیب پر نہیں ہوتی تھیں بلکہ دوسروں کی دعوت کا بل بھی وہ خود دینے پر اصرار کرتے۔ اسلام آباد کے معروف ہوٹل بیسٹ ویسٹرن کے کھانے ان کو بہت پسند تھے۔ ایک بار فرمانے لگے کہ آج Best Western چلتے ہیں، میں نے کہا شرط یہ ہے کہ بل میں دوں گا۔ اُنہوں نے زور دار قہقہہ لگایا مگر معلوم نہیں کہ اُنہوں نے کب بل ادا کر دیا۔ میں نے ویٹر کو بل لانے کے لئے کہا تو فرمانے لگے: آپ لیٹ ہو گئے ہیں۔ بیس پچیس برس کے دوران تین چار مواقع کے علاوہ شاید ہی اُنہوں نے کبھی مجھے بل ادا کرنے دیا ہو۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کے بعد ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کے اندر یہ خوبی دیکھی کہ انہیں اپنے احباب اور کارکنان کے مسائل کا ادراک بھی ہوتا تھا اور احساس بھی۔ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کے روابط اور تعلقات مختلف جماعتوں کے قائدین کے ساتھ بھی تھے اور عام لوگوں کے ساتھ بھی۔ بڑے بڑے عہدیدار اور سرمایہ دار اُن کے پیچھے پیچھے پھرتے مگر حافظ صاحب کو چین غریب اور نادار لوگوں کے درمیان محسوس ہوتا۔ وہ غریب و نادار لوگوں کی چھپ چھپ کر مدد بھی کرتے اور ان کے کام آنے کی کوشش بھی کرتے۔ علمائے کرام کے ساتھ اُنہیں خصوصی لگاؤ اور محبت تھی اور وہ کسی عالم دین کے خلاف کوئی بات سننا پسند نہ کرتے تھے۔ تمام مکاتبِ فکر کے بڑے بڑے علماء ڈاکٹر صاحب کے پاس تشریف لاتے اور بڑے پیچیدہ مسائل پر اُن سے گفتگو کرتے۔ ڈاکٹر صاحب چند ہی منٹوں میں اُنہیں کافی و شافی جواب دے دیتے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک بار مجھ سے فرمایا کہ میں نے آج تک کوئی تقریر دوبارہ نہیں کی۔ واقعہ یہی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا ہر خطاب، ہر درس اور ہر وعظ پہلے سے مختلف ہوتا۔ ایک ہی موضوع پر ان کے بیسیوں خطبات سن لیں۔ ہر ایک میں ایک نیا انداز، ایک نئی دلیل اور ایک نئی چاشنی ہوگی۔

ڈاکٹر صاحب بلاشبہ خطابت کے بادشاہ تھے، وہ کسی بھی موضوع پر گھنٹوں فی البدیہ بول سکتے تھے اور دلائل کے انبار لگاتے چلے جاتے تھے، وہ قرآن پاک کی آیات اس روانی کے ساتھ پڑھتے جیسے اوراق اُن کے سامنے کھلتے جا رہے ہوں اور وہ پڑھتے چلے جا رہے ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر صاحب کے خطبات اور دروس بلاشبہ بے مثال تھے لیکن میرے خیال میں ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کے ساتھ سوال وجواب کی نشست اُن کے خطابات سے بھی بڑھ کر علم وحکمت پر مبنی ہوا کرتی تھی۔ وہ بڑے بڑے پیچیدہ مسائل کا اتنا سہل اور عام فہم انداز میں جواب دے دیتے کہ سائل لاجواب ہو جاتا۔ ان کے ساتھ سوال وجواب کی نشستیں علم وحکمت کا خزینہ بھی ہیں اور نئے خطبا، علما اور مقررین کے لئے مشعل راہ بھی۔

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ نے مکتب الدعوۃ میں کم وبیش ستائیس برس کام کیا اور بڑے اعلیٰ مناصب پر فائز رہے۔ اُنہوں نے مکتب الدعوۃ کے کئی مدیروں کے ساتھ کام کیا لیکن مکتب الدعوۃ کے موجودہ مدیر شیخ محمد بن سعد الدوسری کے تقویٰ اور سادگی کے وہ بہت مداح تھے اور اکثر اُن کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ شیخ دوسری بھی ان کی بڑی عزت کرتے تھے اور دونوں کے درمیان اعتماد اور محبت کا رشتہ بہت گہرا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی نمازِ جنازہ کے موقع پر شیخ دوسری کے چہرے سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ غم کی کس کیفیت سے دوچار ہیں۔ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ پاکستان میں سعودی عرب کے غیر سرکاری سفیر تھے۔ دین اسلام کی اشاعت، اُمتِ مسلمہ کی فلاح وبہبود اور بطورِ خاص حجاج کرام اور معتمرین کے لئے سعودی حکومت کی خدمات کا ڈاکٹر صاحب اکثر تذکرہ کیا کرتے تھے۔

ایک دور تھا جب علمائے کرام اور بزرگانِ سلف جماعتی اور حکومتی عہدے قبول کرنے سے بھاگتے تھے۔ وہ اِن عہدوں کو ذمہ داری تصور کرتے تھے اور یوم آخرت کی جوابدہی کے احساس کے پیش نظر اُنہیں قبول نہیں کرتے تھے مگر آج بڑے بڑے صاحبانِ علم وتقویٰ اور موحد ہونے کے دعویداران بتوں کے سامنے نہ صرف سجدہ ریز ہیں بلکہ اُنہیں حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ جوڑتوڑ اور سازشیں کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ میرے علم اور معلومات کی حد تک ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ نے جماعتی عہدوں کے حصول کے لئے کبھی کوئی بھاگ دوڑ نہیں کی بلکہ وہ اُن سے گریزاں نظر آتے تھے۔ ان کا تو یہ حال تھا کہ اگر کسی مسجد میں کوئی ایک نمازی اُن کے پیچھے نماز نہ پڑھنا چاہتا تو وہ وہاں خطابت بھی چھوڑ کر الگ ہو جاتے اور ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

مجھے معلوم ہے کہ ان کو متعدد بار مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان میں مرکزی عہدوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پیشکش کی گئی مگر وہ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر کو ہر بار طرح دے جاتے کیونکہ ان کے خیال میں ان عہدوں کو برقرار رکھنے کے لئے جس جوڑ توڑ کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اس 'خوبی' سے محروم تھے۔

ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ بہت ذہین اور فطین شخص تھے، وہ ہر چیز کا بڑی باریک بینی سے جائزہ لیتے۔ میں نے ایک بار اُن سے کہا کہ اگر آپ عالم دین نہ ہوتے تو بہت بڑے نقاد ہوتے، اس پر وہ کھل کھلا کر ہنسے اور میری تائید کی۔ ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ کے علمی مقام، ان کے اندازِ تحریر، اُن کی خطابت، ان کی تحقیق اور بطورِ مفسر و محدث اُن کے مقام کا جائزہ لینے کا یہ محل نہیں اور نہ ہی اس مختصر مضمون میں ایسا ممکن ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا سانحۂ شہادت اور سفر آخرت

علامہ ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ عالم اسلام کا ایک قیمتی اثاثہ تھے، جنہیں سترہ مارچ کو وفاقی دارالحکومت میں دن دیہاڑے شہید کر دیا گیا اور سفاک قاتل اُن کی گاڑی، موبائل فون اور دیگر قیمتی اشیا لے کر فرار ہو گئے۔

ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ گذشتہ تقریباً تین عشروں سے سعودی سفارت خانے کے ایک ذیلی ادارے مکتب الدعوۃ کے ساتھ وابستہ تھے اور ریسرچ سکالر ذمہ داریاں ادا کر رہے تھے۔ وہ ساری زندگی مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ساتھ وابستہ رہے تاہم پاکستان کے تمام مکاتبِ فکر اور دینی و علمی حلقوں میں اُنہیں انتہائی عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ اتحاد بین المسلمین کے داعی رہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے مداحوں اور چاہنے والوں کا حلقہ تمام مکاتبِ فکر اور پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔

۱۷ مارچ ۲۰۱۲ء کو جب ڈاکٹر صاحب کو شہید کیا گیا، ہفتے کا دن تھا، دفتر میں چھٹی تھی، ڈاکٹر صاحب گھر پر ہی تھے کہ تقریباً دوپہر اڑھائی بجے کے قریب گھر کی گھنٹی بجی۔ حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ کی اہلیہ کے بقول ڈاکٹر صاحب نے خود دروازہ کھولا، مہمانوں کے رُوپ میں آنے والے قاتلوں کو ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور اہلیہ سے چائے بنانے کو کہا اور دو انگلیوں سے اشارہ کیا، اہلیہ نے دو مہمانوں کے لئے چائے بنا کر دی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ڈاکٹر صاحب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس آئے اور اہلیہ سے کہا کہ بے چارے مسکین ہیں، کھانے کے لئے کچھ دے دیں، اہلیہ نے کھانا بنانا چاہا تو کہا: جو کچھ موجود ہے، وہی دے دیں چنانچہ ڈاکٹر صاحب کے لئے میتھی سے پکائی گئی دو روٹیاں 'مہمانوں' کو دے دی گئیں۔ ڈاکٹر صاحب برتن لے کر آئے تو پھلوں کی ٹوکری لے جاکر سفّاک مہمانوں کے پاس جاکر بیٹھ گئے۔ واضح رہے کہ اس وقت ڈاکٹر صاحب اور اُن کی اہلیہ کے سوا گھر میں کوئی نہ تھا، ان کا بیٹا سعد یونیورسٹی گیا ہوا تھا..... ڈاکٹر صاحب کی عادت تھی کہ دیر تک مہمانوں کے پاس بیٹھے رہتے، اُن کے ساتھ گفتگو کرتے، ان کے مسائل سنتے، قرآن و حدیث کے مطابق آنے والوں کی رہنمائی کرتے، یوں اکثر اوقات مہمان گھنٹوں بیٹھے رہتے۔ ڈاکٹر صاحب انتہائی ہمدرد اور شفیق شخصیت کے مالک تھے، ان کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ بسا اوقات مہمانوں کو اپنی گاڑی پر چھوڑنے بھی چلے جاتے تھے ..... سہ پہر چار بجے نماز عصر کے لئے الارم نے بجنا شروع کیا تو ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے نمازِ عصر ادا کی، اسی دوران گاڑی کے سٹارٹ ہونے کی آواز آئی، اہلیہ یہ سمجھیں کہ ڈاکٹر صاحب مہمانوں کو چھوڑنے گئے ہیں مگر وہ دیر تک واپس نہ لوٹے تو اہلیہ نے موبائل پر فون کیا مگر موبائل بند تھا۔ ڈاکٹر صاحب کبھی اپنا موبائل بند نہ کرتے تھے، اہلیہ کو تشویش ہوئی تو SMS کیا مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اسی دوران اُن کا بیٹا سعد یونیورسٹی سے واپس آیا تو ماں بیٹے نے ڈرائنگ روم میں دیکھنا چاہا مگر وہ اندر سے لاک تھا اور ڈرائنگ روم کے پردے گرے ہوئے تھے۔ بیٹے سعد نے سوراخوں سے جھانک کر دیکھا تو انہیں شک گزرا کہ ڈرائنگ روم میں پڑے بیڈ پر کوئی لیٹا ہے، سعد ڈاکٹر صاحب کے بیڈ روم سے ملحق ڈرائنگ روم کا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے تو اس خوف سے تھوڑی دیر رک گئے کہ ابو دروازہ توڑ کر اندر داخل ہونے پر ڈانٹیں گے مگر اب پیار و محبت سے ڈانٹنے والے ابو میٹھی نیند سو چکے تھے، اُن کے اوپر کمبل اوڑھا ہوا تھا اور ان کا ایک ہاتھ باہر نکلا ہوا تھا۔ سعد بیٹے نے اپنے ابّو کو یوں بے خبر سوتے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اُس نے آگے بڑھ کر کمبل ہٹایا تو اس کی چیخیں نکل گئیں، اس کے ابو کا جسم ازاربندوں سے جکڑا ہوا تھا اور وہ ابدی نیند سو رہے تھے۔ کچھ دیر دونوں ماں بیٹا سکتے کی سی کیفیت سے دوچار ہو رہے، پھر سعد نے ہمت کر کے اپنے بڑے بھائی حافظ مسعود اظہر کو خانیوال فون کیا مگر اس کے منہ سے رونے کے سوا کوئی آواز نہ نکل رہی تھی۔ بڑے بھائی نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈانٹ کر پوچھا: بتاؤ کیا بات ہے تو اُس کے منہ سے بمشکل یہ الفاظ نکل پائے کہ "کوئی ابو کو شہید کر گیا ہے۔" ..... حافظ مسعود اظہر کے بقول یہ نمازِ مغرب کے بعد کا وقت تھا اور اس وقت اندھیرا چھار ہا تھا۔

علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کی یہ خبر آناً فاناً نہ صرف پورے ملک بلکہ پوری دنیا میں پھیل گئی اور چند ہی لمحوں بعد ہزاروں افراد ان کی رہائش گاہ واقع آئی ٹین ون پہنچ گئے۔ ہر چہرے پر آنسو تھے، سسکیاں اور آہیں تھیں، افسردگی تھی، سوالات تھے کہ قاتل کون تھے، ان کے مقاصد کیا تھے اور وہ کس کو، کیا پیغام دینا چاہتے تھے؟ .....

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غریب گھرانے میں آنکھ کھولی، ان کے والد صاحب کے پاس سات آٹھ ایکڑ زرعی زمین تھی اور اسی پر خاندان کی گزر بسر تھی، والد صاحب مذہبی مزاج رکھتے تھے، اُنہوں نے اپنے بیٹے عبدالرشید کو ایک دینی مدرسے میں داخل کرایا اور پھر عبدالرشید جامعہ سعیدیہ خانیوال، جامعہ سلفیہ فیصل آباد اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے اپنے آپ کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کر کے واپس لوٹے تو حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کے لقب سے ان کا نام پورے ملک میں گونجنے لگا اور جب وہ علوم اسلامیہ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر کے ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر بنے تو وہ دنیا کے متعدد ملکوں میں سینکڑوں اجتماعات سے اپنے پر اثر خطابات کے ذریعے اور اپنے دلنشیں انداز سے لاکھوں دلوں میں گھر کر چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نمازِ جنازہ نہ صرف پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں ادا کی گئی بلکہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، مدینہ منورہ، کویت، قطر، امریکہ، برطانیہ اور جنوبی افریقہ سمیت متعدد ممالک میں اُن کی غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ کے موقع پر بڑے رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ اٹھارہ مارچ کو صبح ساڑھے نو بجے جامعہ سلفیہ اسلام آباد میں اُن کی نمازِ جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی اور ان کا جسدِ خاکی ان کے آبائی شہر خانیوال کی طرف روانہ ہوا۔ دوپہر تقریباً دو بجے جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں اُن کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی تو فیصل آباد اور گردونواح سے ہزاروں افراد اُمڈ آئے اور اُن کی نمازِ جنازہ فیصل آباد کی تاریخ کے چند بڑے جنازوں میں شمار ہونے لگی۔ معروف عالم دین مولانا مسعود عالم حفظہ اللہ جب نمازِ جنازہ کے دوران

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں کر رہے تھے تو اُن سمیت ہزاروں شرکا کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور اُن کی ہچکیوں سے پتہ چل رہا تھا کہ ایک بڑے عالم دین اس جہاں سے رخصت ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی نمازِ جنازہ کا سب سے بڑا اور تیسرا اجتماع خانیوال میں ہوا جہاں عشا کی نماز کے بعد نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور آزاد ذرائع ابلاغ کے مطابق ۳۵ سے چالیس ہزار کے لگ بھگ افراد نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے۔ اسلام آباد، فیصل آباد اور خانیوال میں ڈاکٹر صاحب کے چہرے کا دیدار کرنے والے دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور سفاک قاتلوں کے خلاف ان کے دل سے دعائیں نکل رہی تھی۔ لاکھوں مسلمانوں، ہزاروں علمائے کرام اور اولیا کی یہ دعائیں قاتلوں کو اللہ کی زمین پر سکون سے کیسے چلنے دیں گی، وہ دن دور نہیں کہ اللہ کی زمین اُن پر تنگ ہوتی جائے گی اور وہ اسی زندگی میں ذلیل ورسوا ہو کر عبرتناک انجام سے دوچار ہونگے۔ ان شاء اللہ

ابتدائی میڈیکل رپورٹس اور شواہد کے مطابق مہمانوں کے رُوپ میں آنے والے درندہ صفت قاتلوں نے ڈاکٹر صاحب کے منہ اور ناک پر کپڑا ڈال کر، اُن کا سانس بند کر کے انہیں شہید کیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اُنہیں شہید کرنے سے قبل بے ہوش کیا گیا کیونکہ ڈاکٹر صاحب کی بارعب شخصیت اور طویل قدو قامت کے باعث دو افراد کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اُنہیں آسانی کے ساتھ دبوچ لیتے۔ تاہم یہ بات یقینی ہے کہ قاتل انتہائی تجربہ کار اور تربیت یافتہ تھے، ان ظالموں نے یہ واردات اس قدر مہارت کے ساتھ کی کہ گھر میں موجود ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ اور پڑوس میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی، قاتل جب گاڑی لے کر فرار ہوئے تو محلے کے بعض افراد نے اُنہیں گاڑی لے جاتے دیکھا مگر وہ اس خیال سے خاموش رہے کہ ڈاکٹر صاحب کے ہاں اکثر ملاقاتی آتے رہتے تھے۔ اور کیا معلوم کے یہ ان کے کوئی جاننے والے ہوں!!

علامہ ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کیوں کیا گیا، اُن کا کیا جرم تھا، قاتلوں کے پیچھے خفیہ ہاتھ کس کا ہے، وہ کس کو کیا پیغام دینا چاہتے تھے؟ یہ سب کچھ ابھی پردہ راز میں ہے۔ ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کا کسی کے ساتھ کوئی جھگڑا نہ تھا، وہ جھگڑوں اور تنازعوں میں پڑنے والے شخص تھے ہی نہیں، وہ تو اکثر اپنے جائز حقوق سے بھی دوسروں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حق میں دستبردار ہو جایا کرتے تھے۔ وہ ایک سیلف میڈ انسان تھے، ان کا کوئی جائیداد وغیرہ کا تنازعہ بھی کسی کے ساتھ نہ تھا، انہوں نے جو کچھ کمایا اور بنایا، وہ اپنی محنت سے اور اللہ کے فضل وکرم سے۔ ان کے پاس کوئی لمبی چوڑی جائیداد اور پراپرٹی بھی نہ تھی کہ کوئی ان کی جان کا دشمن بن جاتا۔ وہ اپنے خاندان کے بزرگ تھے اور سب انہیں از حد احترام کی نظروں سے دیکھتے تھے، وہ ایسے دور اندیش تھے کہ عام لوگ بھی ان سے اپنے خاندانی اور ذاتی معاملات حل کرواتے تھے۔ مذہبی منافرت اور فرقہ وارانہ انتہا پسندی کے وہ سخت خلاف تھے، وہ خود ہمیشہ مثبت انداز میں قرآن وسنت کی دعوت پیش کرتے رہے اور اسی کی طرف سب کو دعوت دیتے اور اسی راستے کی ہدایت کرتے تھے۔ اندریں حالات کوئی فرقہ وارانہ انتہا پسند اُن کی جان کا دشمن نہ ہو سکتا تھا۔

تاہم ایک بات ان کے حاسدین کو بہت کھٹکتی تھی اور وہ تھا، مکتب دعوۃ میں ایک بڑے عہدے پر اُن کا فائز ہونا اور سعودی عرب کے علما اور زعما کی نظروں میں اُن کی عزت و احترام۔ بعض حلقوں کا خیال ہے کہ ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ کو شہید کر کے ان کی شہادت کے پیچھے خفیہ ہاتھ سعودی عرب کو کچھ پیغام دینا چاہتے ہیں۔ یہ حلقے ڈاکٹر صاحب کی شہادت کو بھی کراچی اور ڈھاکہ میں سعودی عرب کے سفارتی عملہ پر حملے کی ایک کڑی قرار دے رہے ہیں، اُن کا خیال ہے کہ اس شہادت کے پیچھے کچھ غیر ملکی خفیہ ہاتھوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

اسلام آباد میں ڈاکٹر صاحب کی نماز جنازہ سے قبل مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سینئر نائب امیر علامہ عبد العزیز حنیف نے خطاب کرتے ہوئے حکومت پاکستان کو الٹی میٹم دیا تھا کہ وہ سات روز کے اندر اندر ڈاکٹر صاحب کے قاتلوں کو گرفتار کرے اور ان کی گاڑی و مسروقہ اشیا کو برآمد کرائے، بصورتِ دیگر ملک بھر میں احتجاجی تحریک چلائی جائے گی۔

ڈاکٹر صاحب کی شہادت کے اگلے روز راولپنڈی اسلام آباد میں اہل حدیث مکتبِ فکر کے علمائے کرام، زعما، سرکردہ افراد اور ذیلی تنظیموں کا ایک بڑا اجلاس مرکز اہلحدیث، جی ۶ میں منعقد ہوا، جس میں ڈاکٹر صاحب کی شہادت اور آنے والے مراحل سے نپٹنے کے لئے سید عتیق الرحمن شاہ صاحب کی قیادت میں ایک ایکشن کمیٹی تشکیل دی گئی، جس نے شب وروز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کر کے قانون نافذ کرنے والے اداروں پر مسلسل دباؤ رکھا۔ جمعہ ۲۳ مارچ کو پاکستان کے بڑے شہروں اور قصبوں میں پر امن احتجاجی مظاہروں کا اہتمام کیا گیا اور ڈاکٹر صاحب کے قاتلوں کو گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ اُدھر مرکزی جمعیت اہلحدیث نے اسلام آباد میں پارلیمنٹ کے سامنے ایک بڑے احتجاجی پروگرام کا بھی اعلان کر دیا جس کے مطابق ۳۰ مارچ کو راولپنڈی اور اسلام آباد میں اہل حدیث مکتبہ فکر کے تمام افراد نے اجتماعی نماز جمعہ پارلیمنٹ کے سامنے ادا کرنا تھی۔ اسلام آباد میں ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے اجتماعی نمازِ جمعہ کو حتمی شکل دے دی گئی تھی اور اس حوالے سے تمام تیاریاں بھی مکمل کی جاچکی تھیں کہ ۲۹ مارچ کو دونوں قاتلوں کو پولیس نے گرفتار کر لیا اور الحمدللہ اب دونوں قاتل قانون کے شکنجے میں آچکے ہیں اور ان شاء اللہ اپنے انجام کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت نے دینی جماعتوں کو بالعموم اور اہلحدیث مکتبہ فکر کو بالخصوص بیدار کر دیا ہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے تقریباً پچیس برس بعد ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر اہل حدیث علمائے کرام، کارکنان اور اہلحدیث یوتھ فورس کے نوجوان پُرعزم ہیں کہ اس خون کو رائیگاں نہیں جانے دیا جائے گا اور جب تک قاتل اپنے انجام کو نہیں پہنچ جاتے تب تک ان کی تحریک جاری رہے گی۔

کیا ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کو بھی مصلحت کی دبیز تہوں کے نیچے دبا دیا جائے گا اور کیا ان کے سفاک اور درندہ صفت قاتل بھی قانون کا مذاق اُڑاتے ہوئے دندناتے رہیں گے اور کسی دوسرے عالم دین، کسی راہنما اور کسی قائد کو شکار کرنے کی حکمتِ عملی اور منصوبہ سازی کرتے رہیں گے؟ .... یہ وہ سوالات ہیں جو محب وطن حلقوں کو دن رات بے چین کیے ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کی الم ناک شہادت کا ان کا بہترین صلہ دے، اُن کی بشری لغزشیں اور کمزوریاں معاف فرمائے اور اُنہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر
کی شخصیت و خدمات پر لکھے جانے والے مضامین

جامعہ لاہور اسلامیہ کے شیخ الحدیث اُستاذ الاساتذہ حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ، حافظ عبدالرشید اظہر مرحوم کے خصوصی مہربان اور محسن تھے۔ دونوں کا علمی اور دینی تعلق مثالی تھا۔ اسی تعلق کا ایک اظہار یوں ہوا کہ حافظ صاحب کے 'فتاویٰ ثنائیہ' پر افتا کے موضوع پر ایک تفصیلی اور شاندار مقدمہ اظہر صاحب نے تحریر فرمایا۔ حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ اُن کے حالاتِ زندگی اور اپنے ساتھ گزری یادیں تفصیلاً قلم بند فرما رہے ہیں لیکن صحت کی خرابی کی بنا پر یہ تحریر فی الوقت مکمل نہیں ہو سکی۔ مزید بر آں ہم نے حافظ اظہر صاحب کے ہم راز وہم دم مولانا عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ سے بھی اپنی یادیں قلم بند کرنے کی گزارش کی ہے۔

اسی طرح بہت سی تحریریں جو حافظ عبد الرشید اظہر صاحب کے بارے میں مختلف اہل علم نے لکھی ہیں، ان کی اشاعت مذکورہ بالا تحریروں کے ساتھ ہی مؤخر کی جاتی ہے۔

مولانا حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ کے احوال و آثار کے لئے اُن کے فرزندِ گرامی حافظ مسعود اظہر کا تفصیلی مضمون اور مولانا یوسف انور صاحب کی مختصر تحریر موقر معاصر 'الاعتصام' میں شائع ہو چکی ہیں جبکہ مجلّہ 'البیان' کراچی کے تازہ شمارہ میں بھی جناب ہاشم یزمانی نے ان کے بارے میں ایک تاثراتی مضمون رقم کیا ہے۔

مزید بر آں حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ کے برادرِ خورد جناب رضاء اللہ صاحب (سول جج، اسلام آباد)، ماہنامہ 'التوحید' اسلام آباد کے مدیر معاون ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن، گوجرانوالہ کے معروف محقق حافظ شاہد محمود کی یادداشتیں اور حافظ اظہر صاحب کے بھتیجوں، نواسوں کی تحریرات وغیرہ بھی ہمیں موصول ہو چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کے مبارک تذکروں کو اُن کی بلندی درجات اور مغفرت کا سبب بنائے اور ان کی وفات سے پیدا ہو جانے والا خلا کو پورا فرمائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

ادارہ 'محدث'

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال پر جماعت اہل حدیث کویت کا گہرے رنج وغم کا اظہار اور ان کے قاتلوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ

۱۷ مارچ بروز ہفتہ اسلام آباد میں عالم اسلام کے مشہور و معروف سکالر اور مذہبی رہنما جناب ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر کو نامعلوم افراد نے اُن کے گھر میں گھس کر قتل کر دیا۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون... جیسے ہی یہ افسوسناک واقعہ رونما ہوا تو اس کی اطلاع فوری طور پر کویت کی جماعت اہل حدیث کے ذمہ داران کو بھی موصول ہوئی جس پر انہوں نے گہرے رنج والم کا اظہار کیا اور پاکستان میں مرحوم کے لواحقین سے رابطہ کر کے اس واقعہ کی تفصیلات حاصل کیں۔ اور اگلے دن یعنی ۱۸ مارچ کی شام کو ایک تعزیتی اجلاس منعقد کرنے اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے کویت بھر میں اہل حدیث کارکنان اور دیگر اہل توحید کو اطلاع دی گئی۔ چنانچہ مسجد عجمی میں بعد نمازِ عشاء ایک اجتماع منعقد ہوا جس میں جماعت اہل حدیث کویت کی شوریٰ کے ارکان وذمہ داران کے علاوہ عام لوگوں نے بھی شرکت کی۔ ڈاکٹر حافظ محمد اسحٰق زاہد نے مرحوم کی سوانح حیات کا مختصر تذکرہ کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر کی شہادت بہت بڑا سانحہ ہے۔ آپ عالم اسلام کے بہت بڑے سکالر تھے۔ تمام علوم وفنون پر انہیں مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ پاکستان کے اہم تعلیمی اداروں میں گرانقدر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے لاہور میں نیپا کے زیر اہتمام ججز کورس میں تین درجن سے زائد لیکچرز دیے، ریڈیو اور ٹی وی چینلز کے متعدد پروگراموں میں شرکت کی۔ جرائد واخبارات میں اہم موضوع پر مضامین تحریر کیے۔ سعودی سفارت خانے کے دعوہ آفس کے زیر اہتمام پاکستان بھر میں متعدد دعوتی سرگرمیوں کی نگرانی کی۔ علاوہ ازیں آپ کو سعودی عرب، امریکا، انگلینڈ اور انڈونیشیا سمیت کئی بیرون ممالک میں مختلف موضوعات پر لیکچرز دینے اور بین الاقوامی سیمنارز میں شرکت کرنے کی دعوت بھی دی گئی۔ چنانچہ آپ ان ممالک میں تشریف لے گئے اور اپنے علمی محاضرات کے ذریعے مختلف پروگراموں میں تشنگان علم کی پیاس بجھائی۔

مرحوم کی مختصر خدمات کا تذکرہ کرنے کے بعد مولانا عبد الخالق مدنی نے اُن کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ اور جنازہ کے بعد ان کی اس افسوسناک شہادت پر مختلف حضرات نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ اور اتنے عظیم سکالر اور مذہبی راہنما کی شہادت پر جس طرح حکومت پاکستان نے بے حسی کا مظاہرہ کیا، اس پر افسوس کا اظہار کیا۔ تمام شرکا نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرحوم کی شہادت کے ذمہ داران کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے اور انہیں قرارِ واقعی سزا دی جائے۔ اس موقع پر کویت کی جماعت اہل حدیث نے مرحوم کے لواحقین اور سوگواران سے اظہار تعزیت بھی کیا اور دعائے مغفرت کی۔

عارف جاوید محمدی — ڈاکٹر حافظ محمد اسحٰق زاہد

رئیس مرکز دعوۃ الجالیات کویت — ناظم اعلیٰ مرکز دعوۃ الجالیات کویت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

CPL No. 49
Vol.44 No.4
Monthly MUHADDIS Lahore
5866476
5866396

عناد اور تعصب قوم کے لیے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام وتفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکارِ انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین وسیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، اِن شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

قیمت فی شمارہ ۳۰ روپے ——— زرِ سالانہ ۳۰۰ روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL 99-J, Model Town, Lahore 54700

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ